لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ۵ وَمَا تُنْفِقُوْا
هرگز نہ حاصل کرسکو گے نیکی میں کمال جب تک نہ خرچ کرو اپنی پیاری چیز سے کچھ اور جو چیز خرچ

مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ
کروگے سو اللہ کو معلوم ہے ف۱ سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کو

اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ
مگر وہ جو حرام کرلی تھی اسرائیل نے اپنے اُوپر توریت نازل ہونے سے پہلے ف۲

قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ
تو کہہ لاؤ توریت اور پڑھو اگر سچے ہو ف۳ پھر جو کوئی

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾
جوڑے اللہ پر جھوٹ اس کے بعد تو وہی ہیں بڑے بے انصاف ف۴

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ
تو کہہ سچ فرمایا اللہ نے اب تابع ہو جاؤ دین ابراہیم کے جو ایک ہی کا ہو رہا تھا اور نہ تھا

مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ
شرک کرنے والا ف۵ بیشک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکہ میں ہے ف۶

مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ۵
برکت والا اور ہدایت جہان کے لوگوں کو اس میں نشانیاں ہیں ظاہر جیسے مقام ابراہیم

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ
اور جو اس کے اندر آیا اس کو امن ملا ف اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص

اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾
قدرت رکھتا ہو اُس کی طرف راہ چلنے کی اور جو نہ مانے تو پھر اللہ پروا نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی ف

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰى
تو کہہ اے اہل کتاب کیوں منکر ہوتے ہو اللہ کے کلام سے اور اللہ کے رُو برُو ہے

وقف جبرئیل علیہ السلام الجزء ۴

بقیہ فوائد صفحہ ۷۸ - ہو چکے تھے پھر دنیوی اغراض اور شیطانی اغوا سے مرتد ہو گئے۔ یہ اُن پہلوں سے بھی زیادہ کجرو اور بیحیا واقع ہوئے ہیں، اس لئے اُن سے بڑھ کر لعنت و عقوبت کے مستحق ہونگے۔
ف۵ یعنی خدا، فرشتے اور مسلمان لوگ سب اُن پر لعنت بھیجتے ہیں، بلکہ ہر انسان حتٰی کہ وہ خود بھی اپنے اُوپر لعنت کرتے ہیں۔ جب کہتے ہیں کہ ظالموں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ گو اُس وقت سمجھتے نہیں کہ لعنت خود اُن ہی پر واقع ہو رہی ہے۔ ف۶ یعنی اس لعنت کا اثر ہمیشہ رہیگا۔ دنیا میں پھٹکار اور آخرت میں خدا کی مار۔ ف۷ یعنی انہیں نہ کسی وقت عذاب کی شدت میں کمی محسوس ہوگی اور نہ ذرا سی دیر کے لئے عذاب ملتوی کر کے آرام دیا جائیگا۔ ف۸ ایسے سخت بیحیا مجرموں اور شدید ترین باغیوں کو کون بادشاہ معافی دے سکتا ہے؟ لیکن یہ اُس غفور رحیم ہی کی بارگاہ ہے کہ اس قدر شدید جرائم اور بغاوتوں کے بعد بھی اگر مجرم نادم ہو کر سچے دل سے توبہ اور نیک چال چلن اختیار کرے تو سب گناہ یک قلم معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ ف۹ یعنی جو لوگ حق کو مان کر اور سمجھ بوجھ کر منکر ہوئے پھر اخیر تک انکار میں ترقی کرتے رہے، نہ کبھی کفر سے ہٹنے کا نام لیا، نہ حق اور اہل حق کی عداوت ترک کی، بلکہ حق پرستوں کے ساتھ بحث و مناظرہ اور جنگ و جدل کرتے رہے جب مرنے کا وقت آیا اور فرشتے جان نکالنے لگے تو توبہ کی سوجھی۔ یا کبھی کسی مصلحت سے ظاہر طور پر رسمی الفاظ توبہ کے کہہ لئے یا کفر پر برابر قائم رہتے ہوئے بعض دوسرے عمال سے توبہ کرلی جنہیں اپنے زعم میں گناہ سمجھ رہے تھے۔ یہ توبہ کسی کام کی نہیں۔ بارگاہ رب العزت میں اُس کے قبول کی کوئی امید نہ رکھیں۔ ایسے لوگوں کو سچی توبہ نصیب ہی نہ ہوگی جو قبول ہو۔ اُن کا کام ہمیشہ گمراہی کی وادیوں میں پڑے بھٹکتے رہنا ہے۔

ف۱۰ یعنی دنیا کی حکومتوں کی طرح وہاں سونے چاندی کی رشوت نہ چلے گی، وہاں تو صرف دولت ایمان کام دے سکتی ہے۔ فرض کرو ایک کافر کے پاس اگر اتنا ڈھیر سونے کا ہو جس سے ساری زمین بھر جائے اور وہ سب کا سب پُن خیرات کر دے تو خدا کے یہاں اُسکی ذرّہ برابر وقعت نہیں نہ آخرت میں یہ عمل کچھ کام دیگا۔ کیونکہ عمل کی روح ایمان ہے جو عمل روحِ ایمان سے خالی ہو مردہ عمل ہوگا۔ جو آخرت کی ابدی زندگی میں کام نہیں دے سکتا۔

ف۱۱ یعنی اگر فرض کرو کافر کے پاس وہاں اتنا مال ہو اور خود اپنی طرف سے درخواست کر کے بطور فدیہ پیش کرے کہ یہ لیکر مجھے چھوڑ دو تب بھی قبول نہیں کیا جا سکتا اور بدون پیش کئے تو پوچھتا ہی کون ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (مائدہ - رکوع ۶)

فوائد صفحہ ہذا - ف۱ یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ کیسی چیز خرچ کی، کہاں خرچ کی اور کس کے لئے خرچ کی۔ جتنی محبوب اور پیاری چیز جس طرح کے مصرف میں جس قدر اخلاص و حسن نیت سے خرچ کروگے اُسی کے موافق خدا تعالٰی کے یہاں سے بدلہ ملنے کی امید رکھو اعلیٰ درجہ کی نیکی حاصل کرنا چاہو تو اپنی محبوب و عزیز ترین چیزوں میں سے کچھ خدا کے راستہ میں نکالو۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی جس چیز سے دل بہت لگا ہو اُسکے خرچ کرنیکا بڑا درجہ ہے، یوں ثواب ہر چیز میں ہے شاید یہود (و نصارٰی) کے ذکر میں یہ آیت اس واسطے نازل فرمائی کہ اُن کو اپنی ریاست بہت عزیز تھی جسکے تھامنے کو نبی کے تابع نہ ہوتے تھے تو جب تک وہ ہی اللہ کے راستہ میں نہ چھوڑیں درجۂ ایمان نہ پائینگے۔" پہلی آیت سے یہ مناسبت ہوئی کہ وہاں کافر کا مال خرچ کرنا بیکار بتلایا تھا، اب اُس کے بالمقابل بتلا دیا کہ مومن جو خرچ کرے اُس سے نیکی میں کمال حاصل ہوتا ہے۔

ف۲ یہود آنحضرت صلعم اور مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تم اپنے کو دین ابراہیمؑ پر کیسے بتلاتے ہو جبکہ وہ چیزیں کھاتے ہو جو اللہ تعالٰی نے ابراہیمؑ کے گھرانے پر حرام کی تھیں جیسے اونٹ کا گوشت اور دُودھ۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ جتنی چیزیں اب لوگ کھاتے ہیں سب ابراہیمؑ کے وقت میں حلال تھیں جب تک تورات نازل ہوئی، بیشک تورات میں خاص بنی اسرائیل پر بعض چیزیں حرام ہوئی ہیں۔ مگر ایک اُونٹ تورات سے پہلے حضرت اسرائیل (یعقوب) علیہ السلام نے اُسکے کھانے سے قسم کھائی تھی، اُنکی پیروی میں اُن کی اولاد نے بھی چھوڑ دیا تھا! وراس قسم کا سبب یہ تھا کہ یعقوب علیہ السلام کو "عرق النساء" کا درد تھا، اُس وقت نذر کی کہ اگر صحت پاؤں تو جو چیز میری رغبت کی ہے اُسے چھوڑ دونگا۔ اُن کو یہی (اونٹ کا گوشت اور دُودھ) بہت مرغوب تھا سو نذر کے سبب چھوڑ دیا۔ اس قسم کی نذر جو تحریم حلال پر مشتمل ہو ہماری شریعت میں روا نہیں کما قال تعالٰی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تحریم۔ رکوع ۱) اگر کرلی تو توڑے اور کفارہ ادا کرے (تنبیہ) پہلی آیت میں محبوب چیز کے خرچ کرنے کا ذکر تھا۔ اس آیت میں یعقوبؑ کا ایک محبوب چیز کو چھوڑ دینا مذکور ہے۔ اس طرح دونوں آیتوں میں لطیف مناسبت ہوگئی۔ نیز ان آیات میں متنبہ کیا گیا ہے کہ پہلی شرائع میں نسخ واقع ہوا ہے جو چیز ایک زمانہ میں حلال تھی بعد میں حرام ہوگئی۔ اگر اسی طرح اب شریعت محمدیہ اور شرائع سابقہ میں حلال و حرام کے اعتبار سے تفاوت ہو تو انکار و استبعاد کی کوئی وجہ نہیں۔ ف۳ یعنی اگر تم سچے ہو کہ یہ چیزیں ابراہیمؑ کے زمانہ سے حرام تھیں تو لاؤ یہ مضمون خود اپنی مسلّم کتاب تورات میں دکھلا دو۔ اگر اُس میں بھی نہ نکلا تو تمہارے کاذب و مفتری ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے روایات میں ہے کہ یہود نے یہ زبردست چیلنج منظور نہ کیا۔ اور اس طرح نبی اُمّی صلعم کی صداقت پر ایک اور دلیل قائم ہوگئی۔ ف۴ یعنی بڑی بے انصافی ہوگی اگر اس کے بعد بھی وہی مُرغے کی ایک ٹانگ گاتے رہو کہ نہیں، یہ چیزیں ابراہیمؑ کے زمانہ سے حرام ہیں اور دین ابراہیمؑ کے اصلی پیرو ہم ہیں۔ ف۵ یعنی خدا تعالٰی نے حلال و حرام کے متعلق نیز اسلام اور محمد صلعم کے باب میں سچی سچی اور کھری کھری باتیں تم کو سنا دیں جن کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ اب چاہیئے کہ تم بھی مسلمانوں کی طرح اصلی دین ابراہیمؑ کی پیروی اور اس کے اصول کا اتباع کرنے لگو جن میں سب سے بڑی چیز توحید خالص تھی۔ چاہیئے کہ تم بھی عزیر و مسیح اور احبار و رہبان کی پرستش چھوڑ کر پکے موحد مسلم بن جاؤ۔ ف۶ مسلمانوں کے اس دعوے پر کہ ہم سب سے زیادہ ابراہیمؑ سے اشبہ و اقرب ہیں، یہود کو یہ بھی اعتراض تھا کہ ابراہیم علیہ السلام نے وطن اصلی (عراق) چھوڑ کر شام کو ہجرت کی وہیں رہے وہیں وفات پائی، بعدہٗ اُن کی اولاد شام میں رہی، کتنے انبیاء اسی مقدس سرزمین میں مبعوث ہوئے سب کا قبلہ بیت المقدس رہا، پھر تم حجاز کے رہنے والے جنہوں نے بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ کو اپنا قبلہ بنا لیا ہے (باقی بر صفحہ ۸۰)

بقیہ فوائد صفحہ ۷۹ ۔ اور سرزمین شام سے دُور ایک طرف پڑے ہو کس مُنہ سے دعویٰ کر سکتے ہو کہ ابراہیم سے تم کو زیادہ قرب و مناسبت حاصل ہے۔ اس آیت میں معترضین کو بتلایا گیا کہ بیت المقدس وغیرہ مقامات مقدسہ تو بعد میں تعمیر ہوئے ہیں دنیا میں سب سے پہلا متبرک گھر جو لوگوں کی توجہ الی اللہ کے لئے مقرر کیا گیا اور بطور ایک عبادتگاہ اور نشان ہدایت کے بنایا گیا، وہ یہی کعبہ شریف ہے جو اس مبارک شہر مکّہ معظمہ میں واقع ہوا ہے۔ **ف۷** حق تعالیٰ نے شروع سے اس گھر کو ظاہری و باطنی، حسّی و معنوی برکات سے معمور کیا اور سارے جہان کی ہدایت کا سرچشمہ ٹھہرایا ہے۔ روئے زمین پر جس کسی مکان میں برکت و ہدایت پائی جاتی ہے اسی بیت مقدس کا ایک عکس اور پرتو سمجھنا چاہئے۔ یہیں سے رسُول الثقلین کو اُٹھایا، مناسک حج ادا کرنے کے لئے سارے جہان کو اسی کی طرف دعوت دی۔ عالمگیر مذہب اسلام کے پیرووں کو مشرق و مغرب میں اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ اسکے طواف کرنیوالوں پر عجیب و غریب برکات و انوار کا افاضہ فرمایا۔ انبیائے سابقین بھی حج ادا کرنیکے لئے نہایت شوق و ذوق سے تلبیہ پکارتے ہوئے اسی شمع کے پروانے بنے اور طرح طرح کی ظاہر و باہر نشانیاں قدرت نے بیت اللہ کی برکت سے اس سرزمین میں رکھدیں۔ اسی لئے ہر زمانہ میں مختلف مذاہب والے اسکی غیر معمولی تعظیم و احترام کرتے رہے اور ہمیشہ وہاں داخل ہونیوالے کو مامون سمجھا گیا اسکے پاس مقام ابراہیم کی موجودگی پتہ دے رہی ہے کہ یہاں ابراہیمؑ کے قدم آئے ہیں اور اسکی تاریخ جو تمام عرب کے نزدیک بلا نکیر مسلّم چلی آرہی ہے بتلاتی ہے کہ یہ وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ تعمیر کیا تھا اور خدا کی قدرت سے اس پتھر میں ابراہیمؑ کے قدم کا نشان پڑ گیا تھا جو آجتک محفوظ چلا آتا ہے گویا علاوہ تاریخی روایات کے اس مقدس پتھر کا وجود ایک ٹھوس دلیل اس کی ہے کہ یہ گھر طوفانِ نوح کی تباہی کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے پاک ہاتھوں سے تعمیر ہوا جن کی مدد کے لئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شریک کار رہے جیسا کہ پارہ الٓمّٓ کے آخر میں گذر چکا۔

ف۸ اس پاک گھر میں جمالِ خداوندی کی کوئی خاص تجلّی ہے جس کی وجہ سے ادائے حج کے لئے اسے مخصوص کیا گیا کیونکہ حج ایک ایسی عبادت ہے جسکی ہر ادا اُس جمیل مطلق اور محبوب برحق کے عشق و محبّت کے جذبہ کا اظہار کرتی ہے پس ضروری ہے کہ جسے اُس کی محبّت کا دعویٰ ہو اور بدنی و مالی حیثیت سے بیت اللہ تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو، کم از کم عمر میں ایک مرتبہ دیارِ محبوب میں حاضری دے اور دیوانہ وار وہاں کا چکر لگائے۔ (اس مضمون کو حضرت مولانا محمد قاسم قدس اللہ سرہٗ نے "قبلہ نما" میں بڑے شرح و بسط سے لکھا ہے) جو مدعی محبّت اتنی تکلیف اٹھانے سے بھی انکار کرے سمجھ لو کہ جھوٹا عاشق ہے۔ اختیار ہے جہاں چاہے دھکے کھاتا پھرے خود محروم و مہجور رہیگا۔ اُس محبوب حقیقی کو کسی کی کیا پرواہ ہے کوئی یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اُس کا کیا بگڑتا ہے۔ احکام حج کی تفصیل کتب فقہ میں دیکھنی چاہیئے)

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ پہلے سے خطاب یہود و نصاریٰ کو کیا جا رہا تھا۔ درمیان میں ان کے بعض شبہات کا جواب دیا گیا، یہاں سے پھر اُن کو تنبیہ و توبیخ کی گئی یعنی حق و صداقت کے واضح دلائل اور قرآن کریم کی ایسی سچی اور پکی باتیں سننے کے بعد بھی تمہیں کیا ہوا کہ باوجود اہل کتاب کہلانے کے برابر کلام اللہ اور اُسکے لانیوالے کے انکار پر تلے ہوئے ہو۔ یاد رکھو تمہاری سب کارروائیاں خدا کے سامنے ہیں تمہاری نیتوں اور تدبیروں کو وہ خوب جانتا ہے، جس وقت پکڑیگا، رتی رتی کا حساب لے کر چھوڑیگا۔

ف۲ یعنی نہ صرف یہ کہ خود ایمانی سعادت حاصل کرنے سے محروم ہو، دوسروں کو بھی چاہتے ہو کہ اللہ کے راستہ سے روک دو اور جو سعید روحیں مشرف بایمان ہو چکی ہیں ان کو اسلام کے فرضی عیب بتلا کر دین اسلام سے واپس لے آؤ۔ پھر یہ حرکتیں محض جہل و بیخبری سے نہیں کر رہے بلکہ سمجھ بوجھ کر سیدھی باتوں کو ٹیڑھا ثابت کرنے کی فکر میں رہتے ہو، تمہارے اس ہیر پھیر سے خدا بے خبر نہیں، مناسب وقت پر اکٹھی سزا دے گا۔

ف۳ پہلے اہل کتاب کو ڈانٹا گیا تھا کہ جان بوجھ کر کیوں لوگوں کو گمراہ کرتے پھرتے ہو۔ یہاں مسلمانوں کو نصیحت کی گئی کہ تم ان مفسدین کے بھرّے میں نہ آنا، اگر ان کے اشاروں پر چلوگے تو اندیشہ ہے کہ آہستہ آہستہ نورِ ایمان سے نکل کر کفر کے تاریک گڑھے میں دوبارہ نہ جا گرو۔

مَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٨﴾ قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتَٰبِ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ

جو تم کرتے ہو ف۱ تو کہہ اے اہل کتاب کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ

اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

سے ایمان لانے والوں کو ڈھونڈتے ہو اُس میں عیب اور تم خود جانتے ہو اور اللہ بے خبر نہیں

عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٩٩﴾ يَٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ

تمہارے کام سے ف۲ اے ایمان والو اگر تم کہا مانوگے بعضے

الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتَٰبَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ اِيمَانِكُمْ كَٰفِرِينَ ﴿١٠٠﴾ وَكَيْفَ

اہل کتاب کا تو پھر کر دینگے وہ تم کو ایمان لائے پیچھے کافر ف۳ اور تم کس طرح

تَكْفُرُونَ وَاَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ اٰيَٰتُ اللّٰهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهٗ ۗ وَ

کافر ہوتے ہو اور تم پر پڑھی جاتی ہیں آیتیں اللہ کی اور تم میں اس کا رسول ہے اور

مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٠١﴾ ع

جو کوئی مضبوط پکڑے اللہ کو تو اُس کو ہدایت ہوئی سیدھے رستہ کی ف۴

يَٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہیئے اُس سے ڈرنا اور نہ مریو مگر

مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ۖ وَ

مسلمان ف۵ اور مضبوط پکڑو رسّی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو ف۶ اور

اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ

یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب کہ تھے تم آپس میں دشمن پھر اُلفت دی تمہارے دلوں میں

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ

اب ہوگئے اُس کے فضل سے بھائی ف۷ اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے

فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيَٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٠٣﴾

پھر تم کو اُس سے نجات دی ف۸ اسی طرح کھولتا ہے اللہ تم پر آیتیں تاکہ تم راہ پاؤ ف۹

ف۴ یعنی بہت بعید ہے کہ وہ قوم ایمان لائے پیچھے کافر بن جائے یا کافروں جیسے کام کرنے لگے، جس کے درمیان خدا کا عظیم الشان پیغمبر جلوہ افروز ہو، جو شب و روز اُن کو اللہ کا روح پرور کلام اور اسکی تازہ بتازہ آیتیں پڑھ کر سُناتا رہتا ہے، سچ تو یہ ہے کہ جس نے ہر طرف سے قطع نظر کر کے ایک خدا کو مضبوط پکڑ لیا اور اسی پر دل سے اعتماد و توکل کیا اسے کوئی طاقت کامیابی کے سیدھے رستہ سے اِدھر اُدھر نہیں ہٹا سکتی (تنبیہ) انصار مدینہ کے دو خاندانوں اوس و خزرج کے باہم اسلام سے قبل سخت عداوت اور دشمنی تھی، ذرا ذرا بات پر لڑائی اور خونریزی کا بازار گرم ہو جاتا تھا جو برسوں تک سرد نہ ہوتا تھا چنانچہ "بُعاث" کی مشہور جنگ ایک سو بیس سال تک رہی آخر پیغمبر عربی صلعم کی ہجرت پر ان کی قسمت کا ستارہ چمکا اور اسلام کی تعلیم اور نبی کریم صلعم کے فیض صحبت نے دونوں قبیلوں کو جو صدیوں سے ایکدوسرے کے خون کے پیاسے رہتے تھے ملا کر شیر و شکر کر دیا اور نہایت مضبوط برادرانہ تعلقات قائم کر دیئے۔ یہود مدینہ کو ان دونوں حریف خاندانوں کا اس طرح مل بیٹھنا اور متفقہ طاقت سے اسلام کی خدمت و حمایت کرنا ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ ایک اندھے یہودی شماس بن قیس نے کسی فتنہ پرداز شخص کو بھیجا کہ جس مجلس میں دونوں خاندان جمع ہوں وہاں کسی ترکیب سے بُعاث کی لڑائی کا ذکر چھیڑ دے چنانچہ اُس نے مناسب موقع پا کر بُعاث کی یاد تازہ کرنے والے اشعار سنانے شروع کر دیئے۔ اشعار کا سُننا تھا کہ ایک مرتبہ بجھی ہوئی چنگاریاں پھر سُلگ اُٹھیں۔ زبانی جنگ سے گذر کر ہتھیاروں کی لڑائی شروع ہونے کو تھی کہ نبی کریم صلعم جماعت مہاجرین کو ہمراہ لئے ہوئے موقع پر پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا اے گروہ مسلمین! اللہ سے ڈرو، میں تم میں موجود ہوں پھر یہ جاہلیت کی پکار کیسی؟ خدا نے تم کو ہدایت دی، اسلام سے مشرف کیا۔ جاہلیت کی تاریکیوں کو محو فرما دیا۔ (باقی بر صفحہ ۸۱)

بقیہ فوائد صفحہ ۸۰۔ کیا اُن ہی کفریات کی طرف پھر اُلٹے پاؤں لوٹنا چاہتے ہو جن سے نکل کر آئے تھے۔ اِس مغبرانہ آواز کا سُننا تھا کہ شیطانی جال کے سب حلقے ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے اوس و خزرج نے ہتھیار پھینک دیئے اور ایک دوسرے سے گلے مل کر رونے لگا۔ سب نے سمجھ لیا کہ یہ سب اُن کے دشمنوں کی فتنہ انگیزی تھی جس سے آئندہ ہمیشہ ہشیار رہنا چاہئے۔ اسی واقعہ کے متعلق یہ کئی آیتیں نازل ہوئیں۔ ف۵ یعنی ہر مسلمان کے دل میں پورا ڈر خدا کا ہونا چاہئے کہ اپنے مقدور بھر پرہیزگاری و تقویٰ کی راہ سے نہ ہٹے اور ہمیشہ اسی استقامت کا طالب رہے۔ شیاطین چاہتے ہیں کہ تمہارا قدم اسلام کے راستہ سے ڈگمگا دیں۔ تم کو چاہئے کہ انہیں مایوس کر دو۔ اور مرتے دم تک کوئی حرکت مسلمانی کے خلاف نہ کرو۔ تمہارا جینا اور مرنا خالص اسلام پر ہونا چاہئے۔
ف۶ یعنی سب مل کر قرآن کو مضبوط تھامے رہو جو خدا کی مضبوط رسی ہے۔ یہ رسی ٹوٹ تو نہیں سکتی ہاں چھوٹ سکتی ہے۔ اگر سب مل کر اس کو پوری قوت سے پکڑے رہو گے، کوئی شیطان شرانگیزی میں کامیاب نہ ہو سکیگا اور انفرادی زندگی کی طرح مسلم قوم کی اجتماعی قوت بھی غیر متزلزل اور ناقابل اختلال ہو جائیگی قرآن کریم سے تمسک کرنا ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری ہوئی قوتیں جمع ہوتی ہیں اور ایک مردہ قوم حیات تازہ حاصل کرتی ہے لیکن تمسک بالقرآن کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن کو اپنی آراء و اہواء کا تختۂ مشق بنا لیا جائے، بلکہ قرآن کریم کا مطلب وہ ہی معتبر ہوگا جو احادیث صحیحہ اور سلف صالحین کی متفقہ تصریحات کے خلاف نہ ہو۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

اور چاہیئے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو بُلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

منع کریں برائی سے اور وہی پہنچے اپنی مُراد کو ف۱ اور مت ہو اُن کی طرح جو

تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

متفرق ہوگئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اس کے کہ پہنچ چکے اُن کو حکم صاف اور اُن کو

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٥﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا

بڑا عذاب ہے ف۲ جس دن کہ سفید ہوں گے بعضے منہ اور سیاہ ہوں گے بعضے منہ ف۳ سو وہ

الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

لوگ کہ سیاہ ہوئے منہ اُن کے اُن سے کہا جائے گا کیا تم کافر ہوگئے ایمان لاکر ف۴ اب چکھو عذاب

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿١٠٦﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ

بدلہ اُس کفر کرنے کا اور وہ لوگ کہ سفید ہوئے مُنہ اُن کے سو رحمت میں ہیں

اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٧﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ

اللہ کی وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے ف۵ یہ حکم ہیں اللہ کے ہم سناتے ہیں تجھ کو ٹھیک ٹھیک

وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٨﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

اور اللہ ظلم کرنا نہیں چاہتا خلقت پر ف۶ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہے

الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿١٠٩﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ

زمین میں اور اللہ کی طرف رجوع ہے ہر کام کا ف۷ تم ہو بہتر سب اُمتوں سے جو بھیجی گئی

لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ

عالم میں ف۸ حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو بُرے کاموں سے ف۹ اور ایمان لاتے ہو

بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

اللہ پر ف۱۰ اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو ان کے لئے بہتر تھا کچھ تو اُن میں سے ہیں ایمان پر

ع ۱۱/۲

ف۷ یعنی صدیوں کی عداوتیں اور کینے نکال کر خدا نے نبی کریم صلعم کی برکت سے تم کو بھائی بھائی بنا دیا جس سے تمہارا دین اور دنیا دونوں درست ہوئے اور ایسی ساکھ قائم ہو گئی جسے دیکھ کر تمہارے دشمن مرعوب ہوتے ہیں۔ یہ برادرانہ اتحاد خدا کی اتنی بڑی نعمت ہے جو رُوئے زمین کا خزانہ خرچ کر کے بھی میسر نہ آسکتی تھی۔

ف۸ یعنی کفر و عصیان کی بدولت دوزخ کے بالکل کنارے پر کھڑے تھے کہ موت آئی اور اُس میں گرے۔ خدا نے تمہارا ہاتھ پکڑ کر اُس سے بچایا اور نبی کریم صلعم کے ذریعہ سے ایمان و ایقان کی روشنی سینوں میں ڈالی۔ حق تعالیٰ کے ان عظیم الشان دینی و دنیوی احسانات کو یاد رکھو گے تو کبھی گمراہی کی طرف واپس نہ جاؤ گے۔

ف۹ یعنی یہ باتیں اس قدر کھول کھول کر سنانے سے مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ ٹھیک راستہ پر چلتے رہو۔ ایسی مہلک و خطرناک غلطی کا پھر اعادہ نہ کرو اور کسی شیطان کے اغوا سے استقامت کی راہ نہ چھوڑو۔

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی تقویٰ، اعتصام بحبل اللہ۔ اتحاد و اتفاق قومی زندگی، اسلامی مواخات، یہ سب چیزیں اس وقت باقی رہ سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں میں ایک جماعت خاص دعوت و ارشاد کے لئے قائم رہے۔ اُس کا وظیفہ یہی ہو کہ اپنے قول و عمل سے دنیا کو قرآن و سنت کی طرف بُلائے، اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سُست یا برائیوں میں مبتلا دیکھے، اس وقت بھلائی کی طرف متوجہ کرنے اور برائی سے روکنے میں اپنے مقدور کے موافق کوتاہی نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام وہی حضرات کر سکتے ہیں جو معروف و منکر کا علم رکھنے اور قرآن و سنت سے باخبر ہونے کے ساتھ ذی ہوش اور موقع شناس ہوں، ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی معروف کو منکر یا منکر کو معروف خیال کر کے بجائے اصلاح کے سارا انتظام ہی مختل کر دے، یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے جو اُس سے بھی زیادہ منکرات کے حدوث کا موجب ہو جائے، یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کے موقع میں نرمی برتنے لگے۔ شاید اسی لئے مسلمانوں میں سے ایک مخصوص جماعت کو اس منصب پر مامور کیا گیا جو ہر طرح دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہل ہو۔ حدیث میں ہے کہ جب لوگ منکرات میں پھنس جائیں اور کوئی روکنے والا نہ ہو تو عام عذاب آنیکا اندیشہ ہے۔ باقی یہ کہ کن احوال و اوقات میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ترک میں آدمی معذور سمجھا جا سکتا ہے اور کن مواقع میں واجب یا مستحب ہے اُسکی تفصیل کا یہ موقع نہیں، ابوبکر رازی نے "احکام القرآن" میں اس پر نہایت مبسوط کلام کیا ہے۔ فلیراجع۔

ف۲ یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح مت بنو جو خدا تعالیٰ کے صاف احکام پہنچنے کے بعد محض اوہام و اہواء کی پیروی کر کے اصول شرع میں متفرق اور فروع میں مختلف ہو گئے۔ آخر فرقہ بندیوں نے اُنکے مذہب و قومیت کو تباہ کر ڈالا، اور سب کے سب عذاب الٰہی کے نیچے آگئے (تنبیہ) اس آیت سے ان اختلافات اور فرقہ بندیوں کا مذموم و مہلک ہونا معلوم ہوا جو شریعت کے صاف احکام پر مطلع ہونیکے بعد پیدا کئے جائیں۔ افسوس ہے کہ آج مسلمان کہلانیوالوں میں بھی سینکڑوں فرقے شریعت اسلامیہ کے صاف و صریح اور مسلم و محکم اصول سے الگ ہو کر اور اُن میں اختلاف ڈالکر اس عذاب کے نیچے آئے ہوئے ہیں تاہم اسی طوفان بے تمیزی میں اللہ و رسول کے وعدہ کے موافق ایک عظیم الشان جماعت بحمد اللہ خدا کی رسی کو مضبوط تھامے ہوئے مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ کے مسلک پر قائم ہے اور تا قیام قیامت قائم رہیگی۔ باقی فروعی اختلافات جو صحابہ رضی اللہ عنہم اور ائمہ مجتہدین میں ہوئے ہیں، انکو آیت حاضرہ سے کوئی تعلق نہیں اس فروعی اختلاف کے اسباب پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے اپنی تصانیف میں کافی و شافی بحث کی ہے۔ ف۳ یعنی بعضوں کے چہرہ پر ایمان و تقویٰ کا نور چمکتا ہوگا اور عزت و وقار کے ساتھ شاداں و فرحاں نظر آئینگے۔ اُنکے برخلاف بعضوں کے منہ کفر و نفاق یا فسق و فجور کی سیاہی سے کالے ہونگے، صورت سے ذلت و رسوائی ٹپک رہی ہوگی۔ گویا ہر ایک کا ظاہر باطن کا آئینہ بن جائیگا۔ ف۴ یہ الفاظ مرتدین، منافقین، اہل کتاب، عام کفار یا مبتدعین و فساق فجار سب کو کہے جا سکتے ہیں "مرتد" تو اُسی کو کہتے ہیں جو ایمان لانیکے بعد کافر ہو جائے "منافق" زبان سے اقرار کرنیکے بعد دل سے کافر رہتا ہے "اہل کتاب" اپنے نبیوں اور کتابوں پر ایمان لانیکے مدعی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ انکی سب بشارتوں کو جو نبی کریم کے متعلق دیگئی تھیں تسلیم کریں اور انکی ہدایات کے موافق حضور پر ایمان لائیں مگر وہ انکار میں سب سے آگے رہتے (بقیہ صفحہ ۸۲)

بقیہ فوائد صفحہ ۸۱ - ہیں گویا اپنے نبی اور کتاب پر ایمان لانے کے بعد کافر بن رہے ہیں۔ مبتدعین کا دعویٰ زبان سے یہ ہوتا ہے کہ ہم قرآن و سنت کے متبع ہیں اور نبی کریمؐ پر ایمان لا چکے ہیں مگر اس کے بعد بہت سی بے اصل اور باطل چیزیں دین میں شامل کر کے یا بعض ضروریات دین کا انکار کر کے اصلی دین سے نکل جاتے ہیں اسطرح وہ بھی ایکدرجہ میں اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ کے مخاطب ہوئے۔ رہے فساق جنکا عقیدہ صحیح ہو، اگر ان سے خطاب ہوا تو یہ مطلب ہو گا کہ ایمان لانیکے بعد کافروں جیسے عمل کیوں کئے۔ گویا کفر سے عملی کفر مراد ہو گا اور اگر عام کفار کے حق میں یہ خطاب مانا جائے تو یہ حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ نے سب کو دین فطرت پر پیدا کیا۔ اس فطرت ایمانی کو ضائع کر کے کافر کیوں بنے۔ باقی سیاق آیات سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کفر سے کفر فعلی یعنی اختلاف و تفرق مذموم مراد ہو۔ واللہ اعلم۔

ف۵ یعنی جنت میں۔ کیونکہ جنت محض عمل سے نہیں ملتی۔ عمل کے بعد خدا کی رحمت سے ملتی ہے۔ اور وہ ہی جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی رحمت کے سامان کئے ہیں۔ ۶ بہشت آنجا کہ آزارے نہ باشد۔

ف۶ حقیقی معنی میں ظلم تو وہاں ممکن ہی نہیں لیکن ظاہری طور پر جسے تم ظلم کہہ سکتے ہو، اس کا صدور بھی خدا تعالیٰ سے نہیں ہوتا۔ مثلاً ایسے سخت احکام بندوں کو بھیجے جن سے غرض محض ستانا اور دق کرنا ہو، یا مستحق رحمت پر عذاب کرنے لگے یا تھوڑی سزا کی جگہ زائد سزا جاری کر دے، یا کسی کی ادنیٰ ترین نیکی کا صلہ نہ دے وغیر ذالک۔ خوب سمجھ لو، اس کا جو حکم ہے خالص بندوں کی تربیت کیلئے اور جو معاملہ کسی کے ساتھ ہے عین حکمت و مصلحت کے موافق ہے۔

وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝١١٠ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ

اور اکثر ان میں نافرمان ہیں ف۱ وہ کچھ نہ بگاڑ سکیں گے تمہارا مگر ستانا زبان سے اور اگر تم سے لڑیں گے

يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝١١١ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ

تو پیٹھ دیں گے پھر ان کی مدد نہ ہو گی ف۲ ماری گئی ان پر ذلت

اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاۗءُوْ

جہاں دیکھے جائیں سوائے دست آویز اللہ کے اور دست آویز لوگوں کے ف۳ اور کمایا

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا

انہوں نے غصہ اللہ کا اور لازم کر دی گئی ان کے اوپر حاجتمندی یہ اس واسطے کہ وہ انکار

يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ

کرتے رہے ہیں اللہ کی آیتوں سے اور قتل کرتے رہے ہیں پیغمبروں کو ناحق یہ

بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝١١٢ لَيْسُوْا سَوَاۗءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ

اس واسطے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور حد سے نکل گئے ف۴ وہ سب برابر نہیں اہل کتاب میں

اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝١١٣

ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر پڑھتے ہیں آیتیں اللہ کی راتوں کے وقت اور وہ سجدے کرتے ہیں

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور حکم کرتے ہیں اچھی بات کا اور

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ

منع کرتے ہیں برے کاموں سے اور دوڑتے ہیں نیک کاموں پر اور وہی لوگ

الصّٰلِحِيْنَ ۝١١٤ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ

نیک بخت ہیں ف۵ اور جو کچھ کریں گے وہ لوگ نیک کام اس کی ہرگز ناقدری نہ ہو گی ف۶ اور اللہ کو

عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝١١٥ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ

خبر ہے پرہیزگاروں کی ف۷ وہ لوگ جو کافر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے ان کو ان کے مال

ف۷ جب ہر چیز اللہ کی مخلوق و مملوک اور ہر کام کا انجام اسی کے ہاتھ میں ہے تو ظلم کیونکر اور کس لئے کیا جائیگا۔

ف۸ گذشتہ رکوع کے شروع میں فرمایا تھا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ الخ درمیان میں اسی کے مناسب کچھ اوامر و نواہی اور وعدہ وعید آ گئی، یہاں سے پھر اسی اول مضمون کی تکمیل کی جاتی ہے۔ یعنی اے مسلمانو! خدا تعالیٰ نے تم کو تمام امتوں میں بہترین امت قرار دیا ہے اس کے علم ازلی میں پہلے سے یہ ہی مقدر ہو چکا تھا جسکی خبر بعض انبیائے سابقین کو بھی دیدی گئی تھی کہ جس طرح نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلعم تمام نبیوں سے افضل ہونگے۔ آپکی امت بھی جملہ امم و اقوام پر گوئے سبقت لے جائیگی کیونکہ اس کو سب سے اشرف و اکرم پیغمبر نصیب ہو گا۔ اَدْوَم و اکمل شریعت ملیگی علوم و معارف کے دروازے اسپر کھول دیئے جائینگے۔ ایمان و عمل و تقویٰ کی تمام شاخیں اسکی محنت اور قربانیوں سے سرسبز و شاداب ہونگی وہ کسی خاص قوم و نسب یا مخصوص ملک و اقلیم میں محصور نہ ہو گی بلکہ اس کا دائرہ عمل سارے عالم کو اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہو گا۔ گویا اس کا وجود ہی اسلئے ہو گا کہ دوسروں کی خیر خواہی کرے اور جہانتک ممکن ہو انہیں جنت کے دروازوں پر لا کر کھڑا کر دے۔ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ (تنبیہ) اس سورت کے نویں رکوع میں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الخ سے نبی کریمؐ کی امامت و جامعیت کبریٰ کا بیان ہوا تھا۔ دسویں رکوع میں اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ سے اس امت کے قبلہ کی برتری دکھلائی گئی۔ گیارہویں رکوع میں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا الخ سے اس امت کی کتاب و شریعت کی مضبوطی کا اظہار فرمایا۔ اب یہاں بارہویں رکوع کے آغاز سے خود امت مرحومہ کی فضیلت و عظمت کا اعلان کیا جا رہا ہے۔

ف۹ "منکر" (برے کاموں) میں کفر، شرک، بدعات، رسوم قبیحہ، فسق و فجور اور ہر قسم کی بد اخلاقی اور نامعقول باتیں شامل ہیں۔ ان سے روکنا بھی کئی طرح ہو گا۔ کبھی زبان سے، کبھی ہاتھ سے، کبھی قلم سے، کبھی تلوار سے۔ غرض ہر قسم کا جہاد اس میں داخل ہو گیا۔ یہ صفت جس قدر عموم و اہتمام سے امت محمدیہ میں پائی گئی، پہلی امتوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

ف۱۰ اللہ پر ایمان لانے میں، اسکی توحید پر، اسکے رسولوں پر اور کتابوں پر ایمان لانا بھی داخل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ توحید خالص و کامل کا اتنا شیوع و اہتمام کبھی کسی امت میں نہیں رہا جو بحمد اللہ اس امت میں رہا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص تم میں سے چاہتا ہے کہ اس امت (خیر الامم) میں شامل ہو، چاہئے کہ اللہ کی شرط پوری کرے یعنی امر بالمعروف نہی عن المنکر اور ایمان باللہ، جس کا حاصل ہے خود درست ہو کر دوسروں کو درست کرنا۔ جو شان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی تھی۔

فوائد صفحہ ہذا - ف۱ یعنی اہل کتاب اگر ایمان لے آتے تو وہ بھی اس خیر الامم میں شامل ہو سکتے تھے جس سے دنیا میں عزت بڑھتی اور آخرت میں دوہرا اجر ملتا۔ مگر افسوس ہے ان میں سے چند افراد کے سوا (مثلاً عبد اللہ بن سلام یا نجاشی وغیرہ) کسی نے حق کو قبول نہ کیا۔ باوجود وضوح حق کے نافرمانی ہی پر اڑے رہے۔ **ف۲** یعنی اگر اکثر نافرمان ہیں تو ہونے دو تمکو انکی اکثریت یا مادی ساز و سامان سے خوف کھانیکی کوئی وجہ نہیں (اے خیر الامم!) خدا کا وعدہ ہے کہ یہ شیطانی لشکر تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیگا (بشرطیکہ تم اپنے کو خیر الامم ثابت کرو) بس یہ انتہا ہی کر سکتے ہیں کہ زبان سے گالی دیں اور نام دھر کی طرح تمکو برا بھلا کہتے پھریں یا کوئی چھوٹی موٹی عارضی تکلیف پہنچائیں، باقی تم پر غالب و مسلط ہو جائیں، یا کوئی بڑا قومی نقصان پہنچا سکیں، یہ کبھی نہ ہو گا۔ اگر لڑائی میں تمہارے مقابلہ پر آئے تو پیٹھ دے کر بھاگیں گے اور کسی طرف سے انکو مدد نہ پہنچے گی جو انکی ہزیمت کو روک سکے۔ یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی صحابہ رضی اللہ عنہم کے عہد میں اہل کتاب کا یہ ہی حشر ہوا۔ اسلام اور مسلمانوں کی تباہی کے لئے انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور خرچ کر دیا مگر بال بیکا نہ کر سکے۔ جہاں مقابلہ ہوا حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ کی طرح بھاگے۔ ہر موقع پر خدا کی نصرت و امداد خیر الامم کے شامل حال رہی اور دشمن بدحواسی اور بیکسی کی حالت میں مقہور و مخذول ہو کر بھاگے یا قید ہوئے یا رعیت بن کر رہے یا جہنم میں پہنچ گئے، فللّٰہ الحمد والمنہ۔ **ف۳** یہ آیتیں اہل کتاب میں سے خاص یہود کے متعلق معلوم ہوتی ہیں جیسا کہ سیاق کلام اور قرآن کی دوسری آیات سے ظاہر ہے یعنی یہود پر ہمیشہ کے لئے ذلت کی مہر کر دی گئی۔ یہ بدبخت جہاں کہیں پائے جائیں، ذلت کا نقش ان سے محو نہیں ہو سکتا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی یہود بھی آزادی و خود مختاری سے اپنے جان و مال کی حفاظت نہیں کر سکتے۔

(بقیہ صفحہ ۸۳)

بقیہ فوائد صفحہ ۸۲ - کیونکہ اُنکی آزاد حکومت کسی جگہ نہیں "سوائے دستاویز اللہ کے" یعنی بعض بچی کھچی رسمیں تورات کی عمل میں لاتے ہیں اُسکے طفیل سے پڑے ہیں اور "سوائے دستاویز لوگوں کے" یعنی کسی کی رعیت میں اُسکی پناہ میں پڑے ہیں (کذا فی الموضح) بعض مفسرین نے "حبلٍ من اللّٰہ" و "حبلٍ من الناس" سے اللہ کا ذمہ اور مسلمانوں کا عہد مُراد لیا ہے یعنی بجز اسکے کہ مسلمانوں سے عہد کر کے خدا کے ذمہ میں آجائیں بعض کہتے ہیں کہ "حبلٍ من اللّٰہ" سے اسلام مراد ہے یعنی اسلام لا کر اس ذلت سے نکل سکتے ہیں یا معاہد بنکر، کیونکہ معاہدہ بھی جان و مال کی طرف سے مامون کر دیتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۴ یعنی نافرمانی کرتے کرتے حد سے نکل گئے جس کا انتہائی اثر یہ تھا کہ اللہ کی صریح آیتوں کے انکار اور معصوم پیغمبروں کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ اسی مضمون کی آیت بقرہ پارہ "الٓمّ" میں گذر چکی ہے۔ وہاں کے فوائد ملاحظہ کئے جائیں۔ ف۵ یعنی سب اہل کتاب کا حال یکساں نہیں، اتنے بُروں میں کچھ اچھے بھی ہیں۔ ان ہی مسوخ اشقیاء کے درمیان چند سعید روحیں ہیں جن کو حق تعالیٰ نے قبول حق کی توفیق دی اور اسلام کی آغوش میں آگئے اور جادۂ حق پر ایسے مستقیم ہو گئے کہ کوئی طاقت ہلا نہیں سکتی۔ وہ رات کی تاریکی میں میٹھی نیند اور نرم بستر چھوڑ کر خدا کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، اپنے مالک کے سامنے خضوع و تذلل اختیار کرتے ہیں جبینِ نیاز زمین پر رکھتے ہیں، نماز میں اُس کا کلام پڑھتے ہیں۔ اللہ پر اور یوم آخر پر ٹھیک ٹھیک ایمان لاتے ہیں، خالص توحید کے قائل ہیں، قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں اور جب کسی نیک کام کی طرف پکارا جائے دوڑ کر دوسروں سے آگے نکلنا چاہتے ہیں، پھر نہ صرف یہ کہ خود راہ راست پر ہیں، دوسروں کو بھی سیدھے راستے پر لانا چاہتے ہیں بلاشبہ اُن یہود میں سے یہ لوگ ہیں جن کو خدا نے نیک بختی اور صلاح و رُشد کا خاص حصہ عطا فرمایا ہے۔ یہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کا ذکر ہوا

ف۶ بلکہ دُگنا اجر ملیگا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا (قصص رکوع ۶) اور حدیث صحیح میں نبی کریم صلعم نے اُس کی تشریح فرما دی۔

ف۷ اسی لئے جب یہود کی برائیوں کا ذکر آتا ہے حق تعالیٰ ان پرہیزگاروں کو مستثنیٰ کر دیتا ہے اور پرہیزگاری کے موافق دنیا و آخرت میں اُن کے ساتھ معاملہ بھی بالکل ممتاز کیا جائیگا۔

وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اور نہ اولاد ‌ اللہ کے آگے کچھ ‌ اور وہی لوگ رہنے والے ہیں آگ میں دوزخ کی وہ اُس آگ

خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ

میں ہمیشہ رہیں گے ‌ جو کچھ خرچ کرتے ہیں ‌ اس دنیا کی زندگی میں ‌ اُس کی مثال جیسے

رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ

ایک ہوا کہ اُس میں ہو پالا ‌ جا لگی کھیتی کو اس قوم کی ‌ کہ انہوں نے اپنے حق میں بُرا کیا تھا پھر اُسکو نابود کر گئی ف۱

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اللہ نے اُن پر ظلم نہیں کیا ‌ لیکن وہ اپنے اُوپر ظلم کرتے ہیں ف۲ ‌ اے ‌ ایمان والو

لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ

نہ بناؤ ‌ بھیدی کسی کو ‌ اپنوں کے سوا ‌ وہ کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں، اُنکی خوشی ہے تم جسقدر تکلیف

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ

میں رہو ‌ نکلی پڑتی ہے دشمنی ‌ اُن کی زبان سے ‌ اور جو کچھ مخفی ہے اُنکے جی میں وہ اس سے بہت زیادہ ہے

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ

ہم نے بتا دیئے تم کو ‌ پتے ‌ اگر تم کو ‌ عقل ہے ف۳ ‌ سُن لو ‌ تم لوگ

تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ

اُن کے دوست ہو ‌ اور وہ تمہارے دوست نہیں اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو ف۴ ‌ اور جب تم سے ملتے ہیں

قَالُوْٓا اٰمَنَّا ڰ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ

کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں ف۵ اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں غصہ سے ف۶ ‌ تو کہہ

مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ

مرو تم اپنے غصہ میں ف۷ ‌ اللہ کو خوب معلوم ہیں دلوں کی باتیں ف۸ ‌ اگر تم کو ‌ ملے

حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِھَا ۭ وَاِنْ

کچھ بھلائی تو بُری لگتی ہے اُن کو ‌ اور اگر تم پر پہنچے کوئی بُرائی ‌ تو خوش ہوں اس سے ف۹ ‌ اور اگر

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ صالحین و متقین کے بالمقابل یہاں کافروں کا حال و انجام کا ذکر فرماتے ہیں پہلے فرمایا تھا "وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ" یعنی مومنین کی ادنیٰ ترین نیکی بھی کام آئیگی۔ اُنکے کسی بھلے کام کی بے قدری نہیں کی جائیگی۔ اسکے برخلاف کافر جو کچھ مال و قوت دنیا میں خرچ کرے، خواہ اپنے نزدیک بڑا ثواب اور خیرات کا کام سمجھ کر کرتا ہو، آخرت میں اُسکی کوئی قدر و قیمت اور پرسش نہیں۔ کیونکہ ایمان و معرفت صحیحہ کی روح نہ ہونے سے اُس کا ہر ایک عمل بیجان اور مُردہ ہے۔ اسکی جزا بھی ایسی ہی فانی و زائل اس دارِ فانی میں مل ملا رہیگی۔ عمل کی ابدی حفاظت کرنیوالی چیز ایمان و ایقان ہے اس کے بدون عمل کی مثال ایسی سمجھو جیسے کسی شریر ظالم نے کھیتی یا باغ لگایا، اور اُسکو برف پالے سے بچانے کا کوئی انتظام نہ کیا، چند روز اسکی سرسبزی و شادابی کو دیکھ کر خوش ہوتا اور بہت کچھ امیدیں باندھتا رہا۔ یکایک اسکی شرارت و بدبختی سے سرد ہوا چلی، برف پالا اس قدر گرا کہ ایکدم میں ساری لہلہاتی کھیتی جلا کر رکھ دی آخر اپنی کلی تباہی و بربادی پر کفِ افسوس ملتا رہ گیا، نہ امیدیں پوری ہوئیں نہ احتیاج کے وقت اسکی پیداوار سے منتفع ہوا۔ اور چونکہ یہ تباہی ظلم و شرارت کی سزا تھی، اسلئے اس مصیبت پر کوئی اجر اُخروی بھی نہ ملا، جیسا کہ مومنین کو ملتا ہے بعینہٖ یہ مثال ان کفار کی ہے جو کفر و شرک پر قائم رہتے ہوئے اپنے خیال میں بہت پُن خیرات کرتے ہیں، باقی وہ بدبخت جن کا زور و قوت اور پیسہ حق اور اہل حق کی دشمنی یا فسق و فجور میں خرچ ہوتا ہو ان کا تو پوچھنا ہی کیا ہے، وہ نہ صرف بیکار خرچ کر رہے ہیں، بلکہ روپیہ خرچ کر کے اپنے لئے اور زیادہ وبال خرید رہے ہیں ان سب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مال ہو یا اولاد کوئی چیز عذاب الٰہی سے نہ بچا سکیگی اور نہ متقین کے مقابلہ پر وہ اپنی توقعات میں کامیاب ہونگے۔ (تنبیہ) "ریح" کا لفظ مفرد قرآن میں عموماً عذاب کے موقع پر استعمال ہوا ہے "رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ" الخ "وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا" الخ "اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا" اور رحمت کے موقع پر جمع کا لفظ "ریاح" لائے ہیں۔ "يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ" "فَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ" "يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا" کذا ذکرہ ابو حیان۔

ف۲ یہ نہ سمجھا جائے کہ کافر کی کوئی نیکی قبول نہیں کیجاتی تو اُس پر معاذ اللہ خدا کی طرف سے ظلم ہوا نہیں یہ ظلم تو انہوں نے اپنی جانوں پر خود اپنے ہاتھوں سے کیا ہے نہ کفر اختیار کرتے نہ یہ روز بد دیکھنا پڑتا۔ ف۳ یہ آیتیں بعض کہتے ہیں یہود کے متعلق نازل ہوئیں کیونکہ بعض مسلمان جوار (ہمسائگی) حلف (دوستانہ معاہدہ) وغیرہ کی بنا پر جو تعلقات قبل از اسلام اُن سے رکھتے چلے آ رہے تھے بعد از اسلام بھی بدستور انپر قائم رہے اور دوستی پر اعتماد کر کے اُن سے مسلمانوں کے بعض رازدارانہ مشوروں کے اخفاء کا بھی اہتمام نہ کیا" اور بعض کے نزدیک یہ آیتیں منافقین کے حق میں نازل ہوئیں، کیونکہ عام طور پر لوگ ظاہر میں مسلمان سمجھ کر اُن سے پوری احتیاط نہ کرتے تھے جس سے سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا، حق تعالیٰ نے یہاں صاف صاف آگاہ کر دیا کہ مسلمان اپنے اسلامی بھائیوں کے سوا کسی کو بھیدی اور رازدار نہ بنائیں۔ کیونکہ یہود ہوں یا نصاریٰ، منافقین ہوں یا مشرکین، ان میں کوئی جماعت تمہاری حقیقی خیر خواہ نہیں۔ بلکہ ہمیشہ یہ لوگ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ تمہیں پاگل بنا کر نقصان پہنچائیں اور دینی و دنیوی خرابیوں میں مبتلا کریں، اُنکی خواہش یہی ہے کہ تم تکلیف میں رہو اور کسی نہ کسی تدبیر سے تم کو دینی یا دنیوی ضرر پہنچ جائے۔ جو دشمنی اور بغض اُنکے دلوں میں ہے وہ تو بہت ہی زیادہ ہے لیکن بسا اوقات عداوت و غیظ کے جذبات سے مغلوب ہو کر کھلم کھلا ایسی باتیں کر گذرتے ہیں جو ان کی گہری دشمنی کا صاف پتہ دیتی ہیں۔ مارے دشمنی اور حسد کے اُنکی زبان قابو میں نہیں رہتی پس عقلمند آدمی کا کام نہیں کہ ایسے خبیث باطن دشمنوں کو اپنا رازدار بنائے۔ خدا تعالیٰ نے دوست و دشمن کے پتے اور موالات وغیرہ کے احکام کھول کر بتلا دیئے ہیں جس میں عقل ہو گی اُن سے کام لیگا (موالات کفار کے متعلق کچھ تفصیل پہلے اسی سورت میں گذر چکی اور کچھ "مائدہ" وغیرہ میں آئیگی) ف۴ یعنی یہ کیسی بے موقع بات ہے کہ تم اُنکی دوستی کا دم بھرتے ہو، اور وہ تمہارے دوست نہیں بلکہ جڑ کاٹنے والے دشمن ہیں (باقی برصفحہ ۸۴)

بقیہ فوائد صفحہ ۸۳ - اور طرفہ یہ ہے کہ تم تمام آسمانی کتابوں کو مانتے ہو خواہ وہ کسی قوم کی ہوں اور کسی زمانہ میں کسی پیغمبر پر نازل ہوئی ہوں (جنکے خدا نے نام تبلا دیئے اُن پر علی التعیین اور جنکے نام نہیں تبلائے
اُن پر بالاجمال ایمان رکھتے ہو) اسکے برخلاف یہ لوگ تمہاری کتاب اور پیغمبر کو نہیں مانتے، بلکہ خود اپنی کتابوں پر بھی انکا ایمان صحیح نہیں - اس لحاظ سے چاہیئے تھا کہ وہ تم سے قدرے محبّت کرتے اور
تم اُن سے سخت نفور و بیزار رہتے مگر یہاں معاملہ برعکس ہو رہا ہے۔ **ف۵** منافقین تو کہتے ہی تھے، عام یہود و نصاریٰ بھی بحث و گفتگو میں "آمنّا" (ہم مسلمان ہیں) کہہ کر یہ مطلب لیتے تھے کہ ہم
اپنی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ **ف۶** یعنی اسلام کا عروج اور مسلمانوں کی باہمی الفت و محبّت دیکھ کر یہ لوگ جلے مرتے ہیں - اور چونکہ اُسکے خلاف کچھ بس نہیں چلتا،
اس لئے فرطِ غیظ و غضب سے دانت پیستے اور اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ **ف۷** یعنی خدا تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو اور زیادہ ترقیات و فتوحات عنایت فرمائیگا۔ تم غیظ کھا کھا کر مرتے رہو۔
اگر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرجاؤ گے تب بھی تمہاری آرزوئیں پوری نہ ہونگی، خدا اسلام کو غالب اور سر بلند کر کے رہیگا۔ **ف۸** اسی لئے مسلمانوں کو ان شریروں کے باطنی حالات اور قلبی جذبات پر مطلع کر دیا
اور سزا بھی اُنکو ایسی دیگا جو اندرونی شرارتوں اور خفیہ عداوتوں کے مناسب ہو۔ **ف۹** اگر تمہاری ذرا سی بھلائی دیکھتے ہیں، مثلاً مسلمانوں کا اتحاد و یکجہتی یا دشمنوں پر غلبہ، تو حسد کی آگ میں بُھننے لگتے ہیں۔
اور جہاں تم پر کوئی مصیبت نظر آئی خوشی کے مارے پھُولے نہیں سماتے بھلا
ایسی کمینہ قوم سے ہمدردی اور خیر خواہی کی کیا توقع ہو سکتی ہے، جو دوستی کا ہاتھ
اُن کی طرف بڑھایا جائے۔

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ
تم صبر کرو اور بچتے رہو تو کچھ نہ بگڑے گا تمہارا اُن کے فریب سے بیشک جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے

مُحِیْطٌ ۱۲۰ ؑ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِکَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ
بس میں ہے ف۱ اور جب صبح کو نکلا تو اپنے گھر سے بٹھلانے لگا مسلمانوں کو لڑائی کے

ع ۱۲/۱۱ ۳

لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۱۲۱ ۙ اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْکُمْ
ٹھکانوں پر اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے جب قصد کیا دو فرقوں نے تم میں سے

اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِیُّھُمَا ؕ وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۱۲۲
کہ نامردی کریں اور اللہ مددگار تھا اُن کا اور اللہ ہی پر چاہیئے بھروسہ کریں مسلمان

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ
اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور تھے سو ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم

تَشْکُرُوْنَ ۱۲۳ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ
احسان مانو ف۲ جب تو کہنے لگا مسلمانوں کو کیا تم کو کافی نہیں کہ تمہاری مدد کو بھیجے

رَبُّکُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُنْزَلِیْنَ ۱۲۴ ؕ بَلٰٓی ۙ اِنْ
رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اُترنے والے ف۳ البتہ اگر

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِھِمْ ھٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ
تم صبر کرو اور بچتے رہو اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمہارا رب

بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ ۱۲۵ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ
پانچ ہزار فرشتے نشان دار گھوڑوں پر ف۴ اور یہ تو اللہ نے تمہارے

ربع

اِلَّا بُشْرٰی لَکُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُکُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ
دل کی خوشی کی اور تاکہ تسکین ہو تمہارے دلوں کو اُس سے اور مدد ہے صرف اللہ ہی کی

اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۱۲۶ ۙ لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْ یَکْبِتَھُمْ
طرف سے جو کہ زبردست ہے حکمت والا ف۵ تاکہ ہلاک کرے بعضے کافروں کو یا اُن کو ذلیل کرے

فوائد صفحہ ہذا - ف۱ ممکن تھا کسی کو یہ خیال گذرے کہ جب ہم اُن سے دوستانہ تعلقات نہ رکھیں گے تو وہ زیادہ غیظ و غضب میں آ کر ہمارے خلاف تدبیریں کرینگے اور بیش از بیش نقصان پہنچانا چاہیں گے - اس کا جواب دیا کہ تم صبر و استقلال اور تقویٰ و طہارت پر ٹھیک ٹھیک قائم رہو گے تو اُن کا کوئی داؤ فریب تم پر کارگر نہ ہوگا - جو کارروائیاں وہ کرتے ہیں سب خدا کے علم میں ہیں، اور اس کو ہر وقت قدرت حاصل ہے کہ اُن کا تار پود بکھیر کر رکھ دے تم اپنا معاملہ خدا سے صاف رکھو، پھر تمہارے راستہ سے سب کانٹے صاف کر دیے جائینگے آگے غزوۂ اُحد کا واقعہ یاد دلاتے ہیں کہ اس میں بعض مسلمان منافقین کی مغویانہ حرکات سے کچھ اثر پذیر ہو گئے تھے اور قریب تھا کہ مسلمانوں کے دو قبیلے صبر و تقویٰ کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھیں جس سے منافقین کو خوش ہونے کا موقع ہاتھ آئے، مگر خدا نے دستگیری فرمائی اور ان قبیلوں کو سخت مہلک ٹھوکر سے بچالیا۔

ف۲ اس آیت میں جنگ اُحُد کا واقعہ یاد دلایا ہے۔ صورت یہ ہوئی تھی کہ رمضان المبارک ۲ھ میں بدر کے مقام پر قریشی فوج اور مسلمان مجاہدین میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ جس میں کفارِ مکّہ کے ستّر نامور اشخاص مارے گئے اور اسی قدر گرفتار ہوئے۔ اس تباہ کن اور ذلت آمیز شکست سے قریش کا شعلۂ انتقام بھڑک اُٹھا، جو سردار مارے گئے تھے اُنکے اقارب نے تمام عرب کو غیرت دلائی اور اہل مکّہ سے اپیل کی کہ تجارتی قافلہ جو مال شام سے لایا ہے اور وہی باعثِ جنگِ بدر کا ہوا تھا، سب اسی مہم کی نذر کر دیں تاکہ ہم محمد (صلعم) اور اُن کے ساتھیوں سے اپنے مقتولین کا بدلہ لے سکیں سب نے منظور کیا اور ۳ھ میں قریش کے ساتھ بہت سے دوسرے قبائل بھی مدینہ پر چڑھائی کرنے کی غرض سے نکل پڑے حتیٰ کہ عورتیں بھی ساتھ آئیں تاکہ موقع پیش آنے پر مردوں کو غیرت دلا کر پسپائی سے روک سکیں۔ جس وقت یہ تین ہزار کا لشکر اسلحہ وغیرہ سے پوری طرح آراستہ ہو کر مدینہ سے تین چار میل جبلِ احد کے قریب خیمہ زن ہوا - تو نبی کریم (صلعم) نے مسلمانوں سے مشورہ لیا - آپؐ کی رائے مبارک یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ بہت آسانی اور کامیابی کیساتھ کیا جا سکتا ہے اسکی تائید آپکے ایک خواب سے ہوتی تھی، یہ پہلا موقع تھا کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی سے بھی رائے لی گئی جو حضورؐ کی رائے سے موافق تھی مگر بعض پرجوش مسلمان جنہیں بدر کی شرکت نصیب نہ ہوئی تھی اور شوقِ شہادت بیچین کر رہا تھا مُصِر ہوئے کہ ہم کو باہر نکل کر مقابلہ کرنا چاہیئے، تا دشمن ہماری نسبت بزدلی اور کمزوری کا گمان نہ کرے۔ کثرت رائے اسی طرف ہو گئی - اسی حیص و بیص میں آپؐ مکان کے اندر تشریف لے گئے اور زرہ پہن کر باہر آئے اس وقت بعض
لوگوں کو خیال ہوا کہ ہم نے آپؐ کی رائے کے خلاف مدینہ سے باہر لڑائی کرنے پر مجبور کیا - انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپؐ کا منشا نہ ہو تو یہیں تشریف رکھئے - فرمایا ایک پیغمبر کو سزاوار نہیں کہ جب وہ
زرہ پہن لے اور ہتھیار لگالے پھر بدون قتال کئے بدن سے اتارے - جب آپ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے تقریباً ایک ہزار آدمی آپکے ساتھ تھے مگر عبداللہ بن اُبی تقریباً تین سو آدمیوں کو (جن میں
بعض مسلمان بھی تھے) ساتھ لے کر راستہ سے یہ کہتا ہوا واپس ہو گیا کہ جب میرا مشورہ نہ مانا اور دوسروں کی رائے پر عمل کیا تو ہم کو لڑنے کی ضرورت نہیں، کیوں خواہ مخواہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالیں بعض بزرگوں
نے سمجھایا بھی مگر کچھ اثر نہیں ہوا، آخر آپ کل سات سو سپاہیوں کی جمعیت لیکر میدانِ جنگ میں پہنچ گئے - آپؐ نے بنفسِ نفیس فوجی قاعدہ سے صفیں ترتیب دیں - ہر ایک دستہ کو اُسکے مناسب ٹھکانہ پر
بٹھلایا - اور فرمایا جب تک میں حکم نہ دوں کوئی قتال نہ کرے - اسی اثنا میں عبداللہ بن اُبی کی علیحدگی سے دو قبیلے بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے دلوں میں کچھ کمزوری پیدا ہوئی مسلمانوں کی قلیل جمعیت پر نظر کرکے دل
چھوڑنے لگے اور خیال آیا کہ میدان سے سرک جائیں مگر حق تعالیٰ نے اُن کی مدد اور دستگیری فرمائی، دلوں کو مضبوط کر دیا اور سمجھا دیا کہ مسلمانوں کا بھروسہ تنہا خدائے واحد کی اعانت و نصرت پر ہونا چاہیئے تعداد
اور سامان وغیرہ کوئی چیز نہیں جب وہ مظفر و منصور کرنا چاہے تو سب سامان رکھے رہ جاتے ہیں اور غیبی تائید سے فتح مبین حاصل ہو جاتی ہے جیسے معرکۂ بدر میں ہوا پس مسلمانوں کو صرف اللہ سے ڈرنا چاہیئے
تاکہ اس کی طرف سے مزید انعام و احسان ہو اور مزید شکر گذاری کا موقع ملے - (غزوۂ بدر کی پوری تفصیل سورۂ انفال میں آئیگی - وہاں کے فوائد ملاحظہ کئے جائیں) تنبیہ - دو فرقوں سے مراد وہی (باقی بر صفحہ ۸۵)

فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ

تو پھر جاویں محروم ہو کر ف۱ تیرا اختیار کچھ نہیں یا اُن کو توبہ دیوے

عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

خدا تعالیٰ یا اُن کو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہیں ف۲ اور اللہ ہی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ط يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ

اور جو کچھ زمین میں ہے بخش دے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے اور اللہ

ع ۱۳ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا

بخشنے والا مہربان ہے ف۳ اے ایمان والو مت کھاؤ سود ف۴ دونے پر

مُّضٰعَفَةً ص وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ

دونا ف۵ اور ڈرو اللہ سے تاکہ تمہارا بھلا ہو ف۶ اور بچو اس آگ سے جو

اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

تیار ہوئی کافروں کے واسطے ف۷ اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا تاکہ تم پر رحم ہو ف۸

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ

اور دوڑو بخشش کی طرف اپنے رب کی اور جنت کی طرف ف۹ جس کا عرض ہے آسمان اور

الْاَرْضُ لا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ

زمین ف۱۰ تیار ہوئی ہے واسطے پرہیزگاروں کے جو خرچ کئے جاتے ہیں خوشی میں

وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ

اور تکلیف میں ف۱۱ اور دبا لیتے ہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو اور اللہ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا

چاہتا ہے نیکی کرنیوالوں کو ف۱۲ اور وہ لوگ کہ جب کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ یا بُرا کام کریں

اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ص وَمَنْ يَّغْفِرُ

اپنے حق میں ف۱۳ تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے گناہ

بقیہ فوائد صفحہ ۸۴ - بنو سلمہ و بنو حارثہ ہیں۔ گو اس آیت میں اُن پر چشمک کی گئی لیکن اُن میں کے بعض بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت کا نازل نہ ہونا ہم کو پسند نہ تھا کیونکہ "واللہ ولیہما" کی بشارت عتاب سے بڑھ کر ہے۔ **ف۳** یعنی جو آسمان سے خاص اسی کام کے لئے اُتارے گئے ہوں۔ اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ بدر کا ہے جب کفار کی جمعیت اور تیاری دیکھ کر مسلمانوں کو تشویش ہوئی تو آپؐ نے تسلی کے لئے ایسا فرمایا۔ چنانچہ فرشتوں کی کمک آسمان سے پہنچی۔ سورۂ انفال میں اس کا مفصل بیان آئیگا۔ وہیں نزول ملائکہ کی حکمت اور عدد ملائکہ کے ظاہری تعارض پر کلام کیا جائیگا۔ **ف۴** یعنی تین ہزار بیشک کافی ہیں تاہم اگر تم نے صبر و استقلال کا ثبوت دیا اور تقویٰ اختیار کر کے نافرمانی سے بچتے رہے، اور کفار کی فوج ایکدم تم پر ٹوٹ پڑی تو تین ہزار کے بجائے پانچہزار فرشتے بھیجدیئے جائینگے جن کی خاص علامتیں ہونگی اور انکے گھوڑوں پر بھی خاص نشان ہونگے۔ چونکہ بدر میں کفار کی تعداد ایک ہزار تھی اولاً اس کے مناسب ایک ہزار فرشتوں کا وعدہ فرمایا جیسا کہ سورۂ انفال میں آئیگا۔ پھر مسلمانوں کی گھبراہٹ دور فرمانے کے لئے تعداد تگنی کر دیگئی کیونکہ کفار کی تعداد مسلمانوں سے تگنی تھی۔ اسکے بعد شعبی کی روایت کے موافق جب مسلمانوں کو یہ خبر ملی کہ کُرز بن جابر بڑی کمک لیکر مشرکین کی مدد کے لئے آرہا ہے تو ایک جدید اضطراب پیدا ہو گیا، اس وقت مزید تسکین و تقویت کے لئے وعدہ فرمایا کہ اگر تم صبر و تقویٰ سے کام لو گے تو ہم پانچہزار فرشتے تمہاری مدد کو بھیجدینگے۔ اگر مشرکین کی کمک بالکل ناگہانی طور پر آپہنچے تب بھی فکر مت کرو۔ خدا تعالیٰ بر وقت تمہاری مدد کریگا۔ شاید پانچہزار کا عدد اس لئے رکھا ہو کہ لشکر کے پانچ حصے ہوتے تھے۔ ہر ایک حصہ کو ایک ایک ہزار کی کمک پہنچا دی جائیگی۔ چونکہ کُرز بن جابر کی مدد مشرکین کو نہ پہنچی۔ اس لئے بعض کہتے ہیں کہ پانچہزار کا وعدہ پورا نہیں کیا گیا۔ کیونکہ وہ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا پر معلق تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ پانچہزار فرشتے نازل ہوئے۔ واللہ اعلم۔ اس کا مزید بیان "انفال" میں دیکھو۔

ف۵ یعنی یہ سب غیبی سامان غیر معمولی طور پر ظاہری اسباب کی صورت میں محض اس لئے مہیا کئے گئے کہ تمہارے دلوں سے اضطراب و ہراس دُور ہو کر سکون و اطمینان نصیب ہو۔ ورنہ خدا کی مدد کچھ ان چیزوں پر محدود و مقصور نہیں، نہ اسباب کی پابند ہے وہ چاہے تو محض اپنی زبردست قدرت سے بدون فرشتوں کے تمہارا کام بنا دے یا بلا ان تمہارے توسط کے کفار کو خائب و خاسر کر دے۔ یا ایک فرشتہ سے وہ کام لے لے جو پانچہزار سے لیا جاتا ہے۔ فرشتے بھی جو امداد پہنچاتے ہیں وہ اسی خداوند قدیر کی قدرت و مشیت سے پہنچا سکتے ہیں مستقل طاقت و اختیار کسی میں نہیں۔ آگے یہ اُسکی حکمت ہے کہ کس موقع پر کس قسم کے اسباب و وسائط سے کام لینا مناسب ہے، تکوینیات کے رازوں کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ؎

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمارا

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی فرشتے بھیجنے سے مقصود تمہاری مدد کرنا تھا کہ تمہارے دل مضبوط ہوں اور خدا کی طرف سے بشارت و طمانینت پاکر پوری دلجمعی اور پامردی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو۔ جس سے یہ غرض تھی کہ کافروں کا زور ٹوٹے۔ اُن کا بازو کٹ جائے۔ پُرانے نامور مشرک کچھ مارے جائیں، کچھ ذلیل و خوار ہوں، اور بقیۃ السیف بہزار رسوائی و ناکامی واپس ہو جائیں چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا۔ ستر سردار جن میں اس اُمّت کا فرعون ابوجہل بھی تھا، مارے گئے۔ ستر قید ہوئے۔ اور نہایت ذلیل و نامراد ہو کر مکہ واپس جانا پڑا۔

ف۲ اُحد میں ستر صحابہ شہید ہوئے تھے جن میں حضورؐ کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، مشرکین نے نہایت وحشیانہ طور پر شہداء کا مُثلہ کیا (ناک کان وغیرہ کاٹے) پیٹ چاک کیے حتیٰ کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر نکال کر ہندہ نے چبایا۔ مفصل واقعہ آگے آئیگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلعم کو بھی اس لڑائی میں چشم زخم پہنچا۔ سامنے کے چار دانتوں میں سے نیچے کا دایاں دانت شہید ہوا، خود کی کڑیاں ٹوٹ کر رخسار مبارک میں گھس گئیں، پیشانی زخمی ہوئی اور بدن مبارک لہولہان تھا اسی حالت میں آپؐ کا پاؤں لڑکھڑایا اور زمین پر گر کر بیہوش ہوگئے۔ کفار نے مشہور کر دیا۔ اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ (محمد صلعم مارے گئے) اس سے مجمع بدحواس ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد آپؐ کو ہوش آیا۔ اُس وقت زبان مبارک سے نکلا کہ "وہ قوم کیونکر فلاح پائیگی جسنے اپنے نبی کا چہرہ زخمی کیا جو انکو خدا کی طرف بلاتا تھا۔" مشرکین کے وحشیانہ شدائد و مظالم کو دیکھ کر آپ سے نہ رہا گیا اور اُن میں سے چند نامور اشخاص کے حق میں آپؐ نے بددعاء کا ارادہ کیا یا شروع کر دی جسمیں ظاہر ہے آپؐ ہر طرح حق بجانب تھے مگر حق تعالیٰ کو منظور تھا کہ آپ اپنے منصب جلیل کے موافق اس سے بھی بلند مقام پر کھڑے ہوں، وہ ظلم کرتے جائیں آپؐ خاموش رہیں۔ جتنی بات کا آپ کو حکم ہے (مثلاً دعوت و تبلیغ اور جہاد وغیرہ) اسے انجام دیتے رہیں۔ باقی انکا انجام خدا کے حوالے کریں۔ اُس کی جو حکمت ہوگی کریگا آپکی بددعا سے وہ ہلاک کر دیئے جائیں کیا اسکی جگہ یہ بہتر نہیں کہ ان ہی دشمنوں کو اسلام کا محافظ اور آپؐ کا جاں نثار عاشق بنا دیا جائے؟ چنانچہ جن لوگوں کے حق میں آپؐ بددعا کرتے تھے، چند روز کے بعد سب کو خدا تعالیٰ نے آپکے قدموں پر لا ڈالا، اور اسلام کا جانباز سپاہی بنا دیا۔ غرض لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ میں آنحضرت صلعم کو متنبہ فرمایا کہ بندہ کو اختیار نہیں نہ اُس کا علم محیط ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے۔ اگرچہ کافر تمہارے دشمن ہیں اور ظلم پر ہیں۔ لیکن چاہے وہ انکو ہدایت دے چاہے عذاب کرے تم اپنی طرف سے بددعا نہ کرو بعض روایات سے ان آیات کی شان نزول کچھ اور معلوم ہوتی ہے۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں فتح الباری میں کئی جگہ اُس پر شافی کلام کیا ہے فلیراجع۔ **ف۳** یعنی تمام زمین آسمان میں خدائے واحد کا اختیار چلتا ہے سب اُسی کی مملوک و مخلوق ہے۔ وہ جس کو مناسب جانے ایمان کی توفیق دیکر بخش دے اور جسے چاہے کفر کی سزا میں پکڑ لے۔

(بقیہ صفحہ ۸۶)

بقیہ فوائد صفحہ ۸۵ شاید اخیر میں "وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" فرما کر اشارہ کر دیا کہ ان لوگوں کو جن کے حق میں آپ بددعا کرنا چاہتے تھے، ایمان دے کر مغفرت و رحمت کا مورد بنایا جائے گا۔

ف۴ جنگ اُحد کے تذکرہ میں سُود کی ممانعت کا ذکر بظاہر بے تعلق معلوم ہوتا ہے۔ مگر شاید یہ مناسبت ہو کہ اُوپر اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا میں "جہاد" کے موقع پر نامردی دکھلانے کا ذکر ہوا تھا۔ اور سود کھانے سے نامردی پیدا ہوتی ہے دو سبب سے۔ ایک یہ کہ مال حرام کھانے سے توفیق طاعت کم ہوتی ہے اور بڑی طاعت جہاد ہے، دوسرے یہ کہ سُود لینا انتہائی بخل پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ سُود خوار چاہتا ہے کہ اپنا مال جتنا دیا تھا لے لے اور بیچ میں کسی کا کام نکلا، یہ بھی مفت نہ چھوڑے۔ اس کا علیحدہ معاوضہ وصول کرے۔ تو جس کو مال میں اتنا بخل ہو کہ خدا کے لئے کسی کی ذرہ بھر ہمدردی نہ کر سکے وہ خدا کی راہ میں جان کب دے سکیگا۔ ابوحیان نے لکھا ہے کہ اُس وقت یہود وغیرہ سے مسلمانوں کے سُودی معاملات اکثر ہوتے رہتے تھے۔ اسی لئے اُن سے تعلقات قطع کرنا مشکل تھا چونکہ پہلے لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً کا حکم ہو چکا ہے، اور اُحد کے قصہ میں بھی منافقین یہود کی حرکات کو بہت دخل تھا اسلئے متنبہ فرمایا کہ سُودی لین دین ترک کرو ورنہ اسکی وجہ سے خواہی نہ خواہی اُن ملعونوں کے ساتھ تعلقات قائم رہینگے جو آیندہ نقصان اٹھانے کا موجب ہونگے۔ **ف۵** اس کا مطلب یہ نہیں کہ تھوڑا سُود لے لیا کرو۔ دُونے پر دونا مت لو۔ بات یہ ہے کہ جاہلیت میں سود اسی طرح لیا جاتا تھا جیسے ہمارے

الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۟ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (۱۳۵)

بخشنے والا سوا اللہ کے اور اڑتے نہیں اپنے کئے پر اور وہ جانتے ہیں

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

انہی کی جزا ہے بخشش اُن کے رب کی اور باغ جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ (۱۳۶) قَدْ خَلَتْ مِنْ

بہتی ہیں ہمیشہ رہینگے وہ لوگ ان باغوں میں اور کیا خوب مزدوری ہے کام کرنیوالوں کی ف۱ ہو چکے ہیں تم

قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

سے پہلے واقعات سو پھرو زمین میں اور دیکھو کہ کیا ہوا انجام

الْمُكَذِّبِيْنَ (۱۳۷) هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ (۱۳۸)

جھٹلانے والوں کا ف۲ یہ بیان ہے لوگوں کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ہے ڈرنے والوں کو ف۳

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۳۹)

اور سُست نہ ہو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو ف۴

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ

اگر پہنچا تم کو زخم تو پہنچ چکا ہے اُن کو بھی زخم ایسا ہی اور یہ

الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

دن باری باری بدلتے رہتے ہیں ہم اُن کو لوگوں میں ف۵ اور اس لئے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے ف۶

وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (۱۴۰) وَلِيُمَحِّصَ

اور کرے تم میں سے شہید اور اللہ کو محبت نہیں ظلم کرنیوالوں سے ف۷ اور اس واسطے کہ پاک

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ (۱۴۱) اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا

صاف کرے اللہ ایمان والوں کو اور مٹا دیوے کافروں کو ف۸ کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے

الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ

جنت میں اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنیوالے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا

یہاں کے بنیئے لیتے ہیں۔ سَو روپے دیئے اور سُود در سود بڑھاتے چلے گئے یہاں تک کہ سَو روپے میں ہزاروں روپیہ کی جائدادوں کے مالک بن بیٹھے۔ اسی صورت کو یہاں اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً سے تعبیر فرمایا۔ یعنی اوّل تو سود مطلقاً حرام و قبیح، اور یہ صورت تو بہت ہی زیادہ شنیع و قبیح ہے جیسے کوئی کہے میاں مسجد میں گالیاں مت بکو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسجد سے باہر بکنے کی اجازت ہے بلکہ مزید تقبیح و تشنیع کے موقع پر ایسے الفاظ بولتے ہیں۔

ف۶ یعنی سُود کھانے میں بھلا نہیں، بلکہ تمہارا بھلا اس میں ہے کہ خدا سے ڈر کر سُود کھانا چھوڑ دو۔

ف۷ یعنی سُود کھانیوالا دوزخ میں جاتا ہے جو اصل میں کافروں کیواسطے بنائی گئی تھی۔

ف۸ رسُول کا حکم ماننا بھی فی الحقیقت خدا ہی کا حکم ماننا ہے کیونکہ اس نے حکم دیا ہے کہ ہم پیغمبر کا حکم مانیں اور اُن کی پوری اطاعت کریں جن احمقوں کو اطاعت اور عبادت میں فرق نظر نہ آیا وہ اطاعت رسول کو شرک کہنے لگے۔ چونکہ جنگِ اُحد میں رسُول کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی تھی (جیسا کہ آگے آتا ہے) اسلئے آیندہ کے لئے ہوشیار کیا جاتا ہے کہ خدا کی رحمت اور فلاح و کامیابی کی امید اسی وقت ہو سکتی ہے جب اللہ و رسول کے کہنے پر چلو۔

ف۹ یعنی اُن اعمال و اخلاق کی طرف جھپٹو جو حسب وعدہ خداوندی اُسکی بخشش اور جنت کا مستحق بناتے ہیں۔

ف۱۰ چونکہ آدمی کے دماغ میں آسمان و زمین کی وسعت سے زیادہ اور کوئی وسعت نہیں آسکتی تھی اسلئے سمجھانے کیلئے جنت کے عرض کو اسی سے تشبیہ دیگئی۔ گویا بتلا دیا کہ جنت کا عرض زیادہ سے زیادہ سمجھو پھر جب عرض اتنا ہے تو طول کا حال خدا جانے کیا کچھ ہوگا۔

ف۱۱ یعنی نہ عیش و خوشی میں خدا کو بھولتے ہیں نہ تنگی و تکلیف کے وقت خرچ کرنے سے جان چراتے ہیں۔ ہر موقع پر اور ہر حال میں حسب مقدرت خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ سُود خواروں کی طرح بخیل اور پیسہ کے پجاری نہیں۔ گویا جانی جہاد کے ساتھ مالی جہاد بھی کرتے ہیں۔

ف۱۲ غصہ کو پی جانا ہی بڑا کمال ہے اُس پر مزید یہ کہ لوگوں کی زیادتی یا غلطیوں کو بالکل معاف کر دیتے ہیں، اور نہ صرف معاف کرتے ہیں، بلکہ احسان اور نیکی سے پیش آتے ہیں۔ غالباً پہلے جن لوگوں کی نسبت بددعا کرنے سے روکا تھا، یہاں اُنکے متعلق غصہ دبانے اور عفو و درگذر سے کام لینے کی ترغیب دی گئی ہے نیز جن بعض صحابہ نے جنگِ اُحد میں عدول حکمی کی تھی، یا فرار اختیار کیا تھا، اُنکی تقصیر معاف کرنے اور شان عفو و احسان اختیار کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

ف۱۳ یعنی کھلم کھلا کوئی بیحیائی کا کام کر گذریں جس کا اثر دوسروں تک متعدی ہو یا کسی اور بُری حرکت کے مرتکب ہو جائیں جس کا ضرر اُن ہی کی ذات تک محدود رہے۔

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی خدا کی عظمت و جلال، اسکے عذاب و ثواب، اسکے حقوق و احکام، اسکی عدالت کی پیشی اور وعدہ وعید کو دل سے یاد کر کے زبان سے بھی اسکی یاد شروع کر دی۔ خوفزدہ اور مضطرب ہو کر اسے پکارا، اسکے سامنے سربسجود ہوئے (جیسا کہ "صلوٰۃ التوبۃ" کی حدیث میں آیا ہے) پھر جو شرعی طریقہ گناہوں کے معاف کرانے کا ہے اسکے موافق معافی اور بخشش طلب کی۔ مثلاً اہل حقوق کے حقوق ادا کئے یا اُن سے معاف کرائے اور خدا کے سامنے توبہ و استغفار کیا کیونکہ اصل بخشنے والا تو وہی ہے جو گناہ بمقتضائے بشریت ہو گیا تھا اُس پر اڑے نہیں۔ بلکہ یہ جان کر کہ حق تعالیٰ بندوں کی سچی توبہ قبول کرتا ہے، ندامت و اقلاع کے ساتھ توبہ کرتے ہوئے اسکے حضور میں حاضر ہو گئے۔ یہ لوگ بھی دوسرے درجہ کے متقین ہیں جنکے لئے جنت تیار کی گئی ہے حق تعالیٰ ان تائبین کے گناہ معاف کر کے اپنی جنت میں جگہ دیگا اور جو توبہ یا اور عمل نیک کئے ہونگے اُن کا بہترین معاوضہ ملیگا۔ **ف۲** یعنی تم سے پہلے بہت قومیں اور ملتیں گذر چکیں۔ بڑے بڑے واقعات پیش آچکے، خدا تعالیٰ کی عادت بھی بار بار معلوم کرا دیگئی کہ ان میں سے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی عداوت اور حق کی تکذیب پر کمر باندھی اور خدا و رسول کی تصدیق و اطاعت سے منہ پھیر کر حرامخوری اور ظلم و عصیان پر اصرار کرتے رہے انکا کیسا بُرا انجام ہوا یقین نہ ہو تو زمین میں چل پھر کر انکی تباہی کے آثار دیکھ لو جو آج بھی تمہارے ملک کے قریب موجود ہیں۔ ان واقعات میں غور کرنے سے معرکہ "اُحد" کے دونوں حریفوں کو سبق لینا چاہیئے

(باقی صفحہ ۸۷)

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ
ثابت قدم رہنے والوں کو ف۱ اور تم تو آرزو کرتے تھے مرنے کی اُس کی ملاقات سے
تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ
پہلے سو اب دیکھ لیا تم نے اُس کو آنکھوں کے سامنے ف۲ اور محمّد تو
اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ
ایک رسول ہے ہو چکے اُس سے پہلے بہت رسول پھر کیا اگر وہ مر گیا یا
قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ
مارا گیا تو تم پھر جاؤ گے اُلٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جائے گا اُلٹے پاؤں تو ہرگز نہ
يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْــًٔا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ
بگاڑیگا اللہ کا کچھ اور اللہ ثواب دے گا شکر گذاروں کو ف۳ اور کوئی
اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا
مر نہیں سکتا بغیر حکم اللہ کے لکھا ہوا ہے ایک وقت مقرر ف۴ اور جو کوئی چاہیگا بدلہ دنیا کا
نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِى
دیوینگے ہم اُسکو دنیا ہی سے ف۵ اور جو کوئی چاہیگا بدلہ آخرت کا اس میں سے دیوینگے ہم اسکو ف۶ اور ہم ثواب دینگے
الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ
احسان ماننے والوں کو ف۷ اور بہت نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب
فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَ
پھر نہ ہارے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ کی راہ میں اور نہ سست ہوئے ہیں اور
مَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ
نہ دب گئے ہیں اور اللہ محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں سے ف۸ اور کچھ نہیں بولے
اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِىْٓ اَمْرِنَا وَ
مگر یہی کہا کہ اے رب ہمارے بخش ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں اور

ع ۱۴ ۵

بقیہ فوائد صفحہ ۸۶ - یعنی مشرکین جو پیغمبرِ خدا کی عداوت میں حق کو کچلنے کے لئے نکلے۔ اپنی تھوڑی سی عارضی کامیابی پر مغرور نہ ہوں کہ اُنکا آخری انجام بجز ہلاکت و بربادی کے کچھ نہیں۔ اور مسلمان کفار کی سختیوں اور وحشیانہ دراز دستیوں یا اپنی ہنگامی پسپائی سے ملول و مایوس نہ ہوں کہ آخر حق غالب و منصور ہو کر رہیگا۔ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے جو ٹل نہیں سکتی۔ **ف۳** یعنی عام لوگوں کے کان کھولنے کے لئے قرآن میں یہ مضامین بیان کئے جا رہے ہیں جن کو سُن کر خدا سے ڈرنیوالے ہدایت و نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ باقی جس کے دل میں خدا کا خوف نہ ہو نا صحانہ تنبیہات سے کیا منتفع ہو سکتا ہے۔ **ف۴** یہ آیات جنگ اُحد کے بارہ میں نازل ہوئیں۔ جب مسلمان مجاہدین زخموں سے چور چور ہو رہے تھے اُنکے بڑے بڑے بہادروں کی لاشیں آنکھوں کے سامنے مُثلہ کی ہوئی پڑی تھیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اشقیاء نے مجروح کر دیا تھا اور بظاہر کامل ہزیمت کے سامان نظر آ رہے تھے۔ اُس ہجوم شدائد و یاس میں خداوند قدوس کی آواز سنائی دی۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (دیکھنا سختیوں سے گھبرا کر دشمنان خدا کے مقابلہ میں نامردی اور سُستی پاس نہ آنے پائے، پیش آمدہ حوادث و مصائب پر غمگین ہو کر بیٹھ رہنا مومن کا شیوہ نہیں۔ یاد رکھو آج بھی تم ہی معزز و سربلند ہو کہ حق کی حمایت میں تکلیفیں اُٹھا رہے اور جانیں دے رہے ہو اور یقیناً آخری فتح بھی تمہاری ہے انجام کار تم ہی غالب ہو کر رہو گے بشرطیکہ ایمان و ایقان کے راستہ پر مستقیم رہو۔ اور حق تعالیٰ کے وعدوں پر کامل وثوق رکھتے ہوئے اطاعت رسُول اور جہاد فی سبیل اللہ سے قدم پیچھے نہ ہٹاؤ) اس خدائی آواز نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا اور پژمردہ جسموں میں حیات تازہ پھونکدی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کفار جو بظاہر غالب آ چکے تھے زخم خوردہ مجاہدین کے جوابی حملہ کی تاب نہ لا سکے۔ اور سر پر پاؤں رکھ کر میدان سے بھاگے۔

ف۵ مسلمانوں کو جنگ میں جو شدید نقصان اُٹھانا پڑا تھا، اُس سے سخت شکستہ خاطر تھے۔ مزید برآں منافقین اور دشمنوں کے طعنے سُن کر اور زیادہ اذیت پہنچتی تھی۔ کیونکہ منافقین کہتے تھے کہ محمد صلعم سچے پیغمبر ہوتے تو یہ نقصانات کیوں پہنچتے یا تھوڑی دیر کے لئے بھی عارضی ہزیمت کیوں پیش آتی۔ حق تعالیٰ نے ان آیات میں مسلمانوں کو تسلی دی کہ اگر اس لڑائی میں تم کو زخم پہنچا یا تکلیف اُٹھانی پڑی تو اس طرح کے حوادث فریق مقابل کو پیش آ چکے ہیں۔ اُحد میں تمہارے پچھتر آدمی شہید اور بہت سے زخمی ہوئے، تو ایک سال پہلے بدر میں اُنکے ستر جہنم رسید اور بہت سے زخمی ہو چکے ہیں اور خود اس لڑائی میں بھی ابتداءً اُنکے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوئے جیسا کہ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ پھر بدر میں اُنکے ستر آدمی ذلّت کے ساتھ قید ہوئے تمہارے ایک فرد نے بھی یہ ذلّت قبول نہ کی۔ بہر حال اپنے نقصان کا اُن کے نقصان سے مقابلہ کرو تو غم و افسوس کا کوئی موقع نہیں۔ نہ اُنکے لئے کبر و غرور سے سر اٹھانے کی جگہ ہے۔ باقی ہماری عادت ہمیشہ یہ رہی ہے کہ سختی نرمی دکھ سُکھ تکلیف و راحت کے دنوں کو لوگوں میں ادل بدل کرتے رہتے ہیں جس میں بہت سی حکمتیں مضمر ہیں پھر جب وہ دکھ اُٹھا کر باطل کی حمایت میں ہمت نہیں ہارے، تو تم حق کی حمایت میں کیونکر ہمت ہار سکتے ہو۔

ف۶ یعنی سچے ایمان والوں کو منافقوں سے الگ کر دے۔ دونوں کا رنگ صاف صاف اور جُدا جُدا نظر آنے لگے۔

ف۷ "ظالمین" سے مراد اگر مشرکین ہیں جو "اُحد" میں فریق مقابل تھے تو یہ مطلب ہو گا کہ اُن کی عارضی کامیابی کا سبب یہ نہیں کہ خدا اُن سے محبت کرتا ہے۔ بلکہ دوسرے اسباب ہیں۔ اور منافقین مراد ہوں جو عین موقع پر مسلمانوں سے الگ ہو گئے تھے، تو یہ بتلا دیا کہ خدا کے نزدیک مبغوض تھے، اس لئے ایمان و شہادت کے مقام سے انہیں دُور پھینک دیا گیا۔

ف۸ یعنی فتح اور شکست بدلتی چیز ہے اور مسلمانوں کو شہادت کا مقام بلند عطا فرمانا تھا۔ مومن و منافق کا پرکھنا، مسلمانوں کو سدھانا، یا ذنوب سے پاک کرنا اور کافروں کو آہستہ آہستہ مٹا دینا منظور تھا، کہ جب وہ اپنے عارضی غلبہ اور وقتی کامیابی پر مسرور و مغرور ہو کر کفر و طغیان میں بیش از بیش غلو کریں گے۔ خدا کے قہر و غضب کے اور زیادہ مستحق ہونگے۔ اس واسطے یہ عارضی ہزیمت مسلمانوں کو ہوئی، نہیں تو اللہ کافروں سے راضی نہیں ہے۔

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی جنت کے جن اعلیٰ مقامات اور بلند درجات پر خدا تم کو پہنچانا چاہتا ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ بس یونہی آرام سے وہاں جا پہنچنگے اور خدا تمہارا امتحان لیکر یہ نہ دیکھیگا کہ تم میں کتنے خدا کی راہ میں لڑنے والے اور کتنے لڑائی کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہیں ایسا خیال نہ کرنا مقاماتِ عالیہ پر وہی لوگ فائز کئے جاتے ہیں جو خدا کے راستہ میں ہر طرح کی سختیاں جھیلنے اور قربانیاں پیش کرنے کیلئے تیار ہوں سے یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا۔ ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں۔ **ف۲** جو صحابہ بدر کی شرکت سے محروم رہگئے تھے شہدائے بدر کے فضائل سُن سُن کر تمنا کیا کرتے تھے کہ خدا پھر کوئی موقع لائے جو ہم بھی خدا کی راہ میں مارے جائیں اور شہادت کے مراتب حاصل کریں۔ انہی حضرات نے اُحد میں یہ مشورہ دیا تھا کہ مدینہ سے باہر نکل کر لڑنا چاہئے، اُنکو فرمایا کہ جس چیز کی پہلے تمنا رکھتے تھے وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ چکی اب آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے ہٹنا کیسا؟ حدیث میں ہے کہ لقاء عدو کی تمنا مت کرو اور جب ایسا موقع پیش آ جائے تو ثابت قدم رہو۔ **ف۳** واقعہ یہ ہے کہ اُحد میں نبی کریم صلعم نے بنفسِ نفیس نقشۂ جنگ قائم کیا۔ تمام صفوف درست کرنے کے بعد پہاڑ کا ایک درّہ باقی رہ گیا جہاں سے اندیشہ تھا کہ دشمن لشکر اسلام کے عقب پر حملہ آور ہو جائے۔ اُس پر آپ نے پچاس تیر انداز دل کو جن کے سردار حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ تھے، مامور فرما کر تاکید کر دی کہ ہم خواہ کسی حالت میں ہوں تم یہاں سے مت ٹلنا مسلمان غالب ہوں یا مغلوب حتیٰ کہ اگر تم دیکھو کہ پرندے اُن کا گوشت نوچ کر کھا رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ مت چھوڑنا۔ وَاِنَّا لَنْ نَّزَالَ غَالِبِيْنَ مَا ثَبَتُّمْ مَكَانَكُمْ (بغوی) ہم برابر اسوقت تک غالب رہینگے جب تک تم اپنی جگہ قائم رہو گے۔ الغرض فوج کو پوری ہدایت دینے کے بعد جنگ شروع کی گئی۔ میدانِ کارزار گرم تھا، غازیانِ اسلام بڑھ بڑھ کر جوہر شجاعت دکھا رہے تھے۔ ابو دجانہ، علی مرتضیٰ اور دوسرے مجاہدین کی بسالت و بے جگری کے سامنے مشرکین قریش کی کمریں ٹوٹ چکی تھیں۔ ان کو

(بقیہ صفحہ ۸۸)

ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
ثابت رکھ قدم ہمارے اور مدد دے ہم کو قوم کفار پر ف۱ پھر دیا اللہ نے اُن کو
ثَوَابَ الدُّنْیَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع ۱۵
ثواب دنیا کا اور خوب ثواب آخرت کا اور اللہ محبت رکھتا ہے نیک کام کرنیوالوں سے ف۲
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَرُدُّوْکُمْ عَلٰۤی
اے ایمان والو اگر تم کہا مانوگے کافروں کا تو وہ تم کو پھیر دیں گے
اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىکُمْ ۚ وَهُوَ خَیْرُ
اُلٹے پاؤں پھر جا پڑوگے تم نقصان میں ف۳ بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اور اُس کی مدد
النّٰصِرِیْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَاۤ
سب سے بہتر ہے ف۴ اب ڈالیں گے ہم کافروں کے دل میں ہیبت اس واسطے کہ
اَشْرَکُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ
انہوں نے شریک ٹھہرایا اللہ کا جس کی اُس نے کوئی سند نہیں اتاری اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے
وَبِئْسَ مَثْوَی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَکُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ
اور وہ بُرا ٹھکانا ہے ظالموں کا ف۵ اور اللہ تو سچا کر چکا تم سے اپنا وعدہ جب
تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤی اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ
تم قتل کرنے لگے اُن کو اُسکے حکم سے ف۶ یہاں تک کہ جب تم نے نامردی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا
وَعَصَیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىکُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ
اور نافرمانی کی ف۷ بعد اس کے کہ تم کو دکھا چکا تمہاری خوشی کی چیز کوئی تم میں سے چاہتا تھا
الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَکُمْ عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَکُمْ ۚ
دنیا اور کوئی تم میں سے چاہتا تھا آخرت ف۸ پھر تمکو اُلٹ دیا اُن پر سے تا کہ تم کو آزماوے ف۹
وَلَقَدْ عَفَا عَنْکُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ
اور وہ تو تم کو معاف کر چکا ف۱۰ اور اللہ کا فضل ہے ایمان والوں پر ف۱۱ جب

منزل ۱

بقیہ فوائد صفحہ ۸۷ - راہِ فرار کے سوا اب کوئی راستہ نظر نہ آتا تھا کہ حق تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا - کفار کو شکست فاش ہوئی وہ بدحواس ہو کر بھاگے اُنکی عورتیں جو غیرت دلانے کو آئی تھیں، پائنچے چڑھا کر اِدھر اُدھر بھاگتی نظر آئیں - مجاہدین نے مالِ غنیمت پر قبضہ کرنا شروع کر دیا - یہ منظر جب تیر اندازوں نے دیکھا تو سمجھے کہ اب فتح کامل ہو چکی دشمن بھاگ رہا ہے - یہاں بیکار ٹھہرنا کیا ضروری ہے چل کر دشمن کا تعاقب کریں اور غنیمت میں حصہ لیں - عبداللہ بن جبیرؓ نے رسول اللہ صلعم کا ارشاد انکو یاد دلایا وہ سمجھے کہ آپ کے ارشاد کا اصلی منشا ہم پورا کر چکے ہیں - یہاں ٹھہرنے کی حاجت نہیں - یہ خیال کر کے سب غنیمت پر جا پڑے - صرف عبداللہ بن جبیرؓ اور انکے گیارہ ساتھی درہ کی حفاظت پر باقی رہ گئے - مشرکین کے سواروں کا رسالہ خالد بن الولید کے زیر کمان تھا (جو اُس وقت تک "حضرت" اور "رضی اللہ عنہ" نہیں بنے تھے) انہوں نے پلٹ کر درہ کی طرف سے حملہ کر دیا - دس بارہ تیر انداز ڈھائی سو سواروں کی یلغار کو کہاں روک سکتے تھے - تاہم عبداللہ بن جبیرؓ اور اُنکے رفقاء نے مدافعت میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اور اسی میں جان دیدی - مسلمان مجاہدین اپنے عقب سے مطمئن تھے کہ ناگہاں مشرکین کا رسالہ اُنکے سروں پر جا پہنچا اور سامنے سے مشرکین کی فوج جو بھاگی جا رہی تھی، پیچھے پلٹ پڑی مسلمان دونوں طرف سے گھر گئے اور بہت زور کا رن پڑا، کتنے ہی مسلمان شہید اور زخمی ہوئے - اُسی افراتفری میں ابن قمیئہ نے ایک بھاری پتھر نبی کریم صلعم پر پھینکا جس سے دندان مبارک شہید اور چہرۂ انور زخمی ہوا - ابن قمیئہ نے چاہا کہ آپؐ کو قتل کرے، مگر مصعب بن عمیرؓ نے (جن کے ہاتھ میں اسلام کا جھنڈا تھا) مدافعت کی - نبی کریم صلعم زخم کی شدت سے زمین پر گرے - کسی شیطان نے آواز لگا دی کہ آپؐ قتل کر دیئے گئے، یہ سنتے ہی مسلمانوں کے ہوش خطا ہو گئے، اور پاؤں اُکھڑ گئے بعض مسلمان ہاتھ پاؤں چھوڑ کر بیٹھ رہے بعض ضعفاء کو خیال ہوا کہ مشرکین کے سردار ابوسفیان سے امن حاصل کر لیں بعض منافقین کہنے لگے کہ جب محمدؐ قتل کر دیئے گئے تو اسلام چھوڑ کر اپنے قدیم مذہب میں واپس چلا جانا چاہیئے - اس وقت انس بن مالک کے چچا انس ابن النضرؓ نے کہا کہ اگر محمدؐ مقتول ہو گئے تو ربِّ محمدؐ تو مقتول نہیں ہوا، حضورؐ کے بعد تمہارا زندہ رہنا کس کام کا ہے جس چیز پر آپؐ قتل ہوئے تم بھی اُسی پر کٹ مرو، اور جس چیز پر آپؐ نے جان دی ہے اسی پر تم بھی جان دیدو - یہ کہہ کر آگے بڑھے حملہ کیا، لڑے اور مارے گئے رضی اللہ عنہ - اسی اثناء میں حضورؐ نے آواز دی اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ، اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (اللہ کے بندو ادھر آؤ، میں خدا کا پیغمبر ہوں) کعب بن مالک آپؐ کو پہچان کر چلائے "یا معشر المسلمین" مسلمانو! بشارت حاصل کرو، رسول اللہ یہاں موجود ہیں" آواز کا سُننا تھا کہ مسلمان اُدھر ہی سمٹنا شروع ہو گئے تیس صحابہ نے آپکے قریب ہو کر مدافعت کی اور مشرکین کی فوج کو منتشر کر دیا - اس موقع پر سعد بن ابی وقاص، طلحہ، ابوطلحہ اور قتادہ بن النعمان وغیرہ نے بڑی جانبازیاں دکھلائیں - آخر مشرکین میدان چھوڑ کر چلے جانے پر مجبور ہوئے اور یہ آیات نازل ہوئیں - وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الخ یعنی محمدؐ صلعم بھی آخر خدا تو نہیں - ایک رسول ہیں - ان سے پہلے کتنے رسول گذر چکے، جن کے بعد انکے متبعین نے دین کو سنبھالا اور جان و مال فدا کر کے قائم رکھا - آپؐ کا اس دنیا سے گذرنا بھی کچھ اچنبھا نہیں - اس وقت نہ سہی، اگر کسی وقت آپؐ کی وفات ہو گئی یا شہید کر دیئے گئے، تو کیا تم دین کی خدمت و حفاظت کے راستہ سے اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جہاد فی سبیل اللہ ترک کر دو گے (جیسے اُس وقت محض خبر قتل سُن کر بہت سے لوگ حوصلہ چھوڑ کر بیٹھنے لگے تھے) یا منافقین کے مشورہ کے موافق العیاذ باللہ سرے سے دین کو خیرباد کہہ دو گے - تم سے ایسی اُمید ہرگز نہیں - اور کسی نے ایسا کیا تو اپنا ہی نقصان کریگا - خُدا کا کیا بگاڑ سکتا ہے - وہ تمہاری مدد کا محتاج نہیں بلکہ تم شکر کرو اگر اُس نے اپنے دین کی خدمت میں لگا لیا ؎ منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنم ۔ منت شناس ازو کہ بخدمت گذاشتت - اور شکر یہی ہے کہ ہم بیش از بیش خدمت دین میں مضبوط و ثابت قدم ہوں - اس میں اشارہ نکلتا ہے کہ حضرت کی وفات پر بعضے لوگ دین سے پھر جائینگے اور جو قائم رہینگے اُن کو بڑا ثواب ہے، اسی طرح ہوا کہ بہت لوگ حضرت کے بعد مرتد ہوئے - صدیق اکبرؓ نے ان کو پھر مسلمان کیا اور بعض مارے گئے - (تنبیہ) قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ میں "خلت" "خلو" سے مشتق ہے جسکے معنی "ہو چکنے" "گذرنے اور چھوڑ کر چلے جانے کے ہیں - اسکے لئے موت لازم نہیں جیسے فرمایا وَاِذَا لَقُوْکُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْکُمُ الْاَنَامِلَ یعنی جب تمہیں چھوڑ کر علیحدہ ہوتے ہیں - نیز "الرسل" میں لام استغراق نہیں، لام جنس ہی ہے کیونکہ اثبات مدعا میں استغراق کو کوئی دخل نہیں - بعینہ اسی قسم کا جملہ حضرت مسیح کی نسبت فرمایا مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ - کیا لام استغراق لیکر اسکے یہ معنی ہونگے کہ تمام پیغمبر مسیح سے پہلے گذر چکے کوئی انکے بعد آنیوالا نہ رہا - لامحالہ لام جنس لینا ہوگا - وہ ہی یہاں لیا جائے اسکی تائید اس سے ہوتی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کے مصحف اور ابن عباس کی قرأت میں "الرسل" نہیں "رسل" نکرہ ہے باقی "خلو" کی تفصیل میں صرف موت یا قتل کا ذکر اس لئے کیا کہ موت طبعی بہرحال آنیوالی تھی اور قتل کی خبر اس وقت مشہور کی گئی تھی - اور چونکہ صورت موت کا وقوع میں آنا مقدر تھا اسلئے اُسکو قتل پر مقدم کیا گیا - ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی وفات کے بعد جب صحابہؓ کے مجمع میں یہ پوری آیۃ "الشاکرین" تک بلکہ آیت اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ بھی پڑھی تو لوگ "قد خلت" اور "افائن مات" اور "انک میت" سے "خلو" اور "موت" کے جواز و عدم استبعاد پر متنبہ ہو گئے، جو صدیق اکبرؓ کی غرض تھی - موت کے واقع ہو چکنے پر نہ صدیق اکبرؓ نے اس سے استدلال کیا نہ کسی اور نے سمجھا - اگر یہ الفاظ موت واقع ہو چکنے کی خبر دیتے تو چاہیئے تھا کہ نزول آیت کے وقت یعنی وفات کے سات برس پہلے ہی سمجھ لیا جاتا کہ آپکی وفات ہو چکی ہے - اس تقریر سے بعض محرفین کی سب تحریفات ہَبَآءً مَّنْثُوْرًا ہو جاتی ہیں - بخوف تطویل ہم زیادہ بسط نہیں کر سکتے - اہل علم کے لئے اشارے کر دیئے ہیں - ف۴ جب کوئی شخص بدون حکم الٰہی کے (بقیہ صفحہ ۸۹)

بقیہ فوائد صفحہ ۸۷۔ نہیں مرسکتا خواہ کتنے ہی اسباب موت کے جمع ہوں اور ہر ایک کی موت وقت مقدر پر آنی ضرور ہے خواہ بیماری سے ہو یا قتل سے یا کسی اور سبب سے تو خدا پر توکل کرنیوالوں کو اُس سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ اور نہ کسی بڑے یا چھوٹے کی موت کو سُن کر مایوس و بددل ہو کر بیٹھ رہنا چاہئے۔ **ف۵** یعنی اگر چاہیں کما قال عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ (بنی اسرائیل رکوع ۲) **ف۶** یعنی اُس کو آخرت میں یقیناً بدلہ ملیگا۔ اس آیت کے پہلے جُملہ میں اُن لوگوں پر تعریض ہے جنہوں نے مال غنیمت کی طمع میں عدول حکمی کی۔ اور دوسرے میں اُنکا ذکر ہے جو برابر فرمانبرداری پر ثابت قدم رہے۔ **ف۷** یعنی جو لوگ اس دین پر ثابت قدم رہینگے انکو دین بھی ملیگا اور دنیا بھی لیکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے (کذا فی الموضح) **ف۸** یعنی تم سے پہلے بہت اللہ والوں نے نبیوں کے ساتھ ہو کر کفار سے جنگ کی ہے جسمیں بہت تکلیفیں اور سختیاں اٹھائیں لیکن اُن شدائد و مصائب سے نہ اُنکے ارادوں میں سستی ہوئی، نہ ہمت ہارے نہ کمزوری دکھائی۔ نہ دشمن کے سامنے دبے اللہ تعالیٰ ایسے ثابت قدم رہنے والوں سے خاص محبت کرتا ہے۔ یہ اُن مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی اور غیرت دلائی جنہوں نے اُحد میں کمزوری دکھلائی تھی حتیٰ کہ بعض نے یہ کہدیا تھا کہ کسی کو بیچ میں ڈال کر ابوسفیان سے امن حاصل کرلیا جائے مطلب یہ ہے کہ جب پہلی اُمتوں کے حق پرستوں نے مصائب و شدائد میں اس قدر صبر و استقلال کا ثبوت دیا تو اس اُمت کو (جو خیر الامم ہے) اُن سے بڑھ کر صبر و استقامت کا ثبوت دینا چاہئے۔

فوائد صفحہ ۸۸۔ **ف۱** یعنی مصائب و شدائد کے ہجوم میں نہ گھبراہٹ کی کوئی بات کہی نہ مقابلہ سے ہٹ جانے اور دشمن کی اطاعت قبول کرنے کا ایک لفظ زبان سے نکالا۔ بولے تو یہ ہی بولے کہ خداوندا! تو ہم سب کی تقصیرات اور زیادتیوں کو معاف فرمادے ہمارے دلوں کو مضبوط و مستقل رکھ، تا ہمارا قدم جادۂ حق سے نہ لڑکھڑائے اور ہم کو کافروں کے مقابلہ میں مدد پہنچا وہ سمجھے کہ بسا اوقات مصیبت کے آنے میں لوگوں کے گناہوں اور کوتاہیوں کو دخل ہوتا ہے اور ہم میں کون دعویٰ کرسکتا ہے کہ اُس سے کبھی کوئی تقصیر نہ ہوئی ہوگی۔ بہرحال بجائے اس کے کہ مصیبت سے گھبرا کر مخلوق کی طرف جھکتے اپنے خالق و مالک کی طرف جھکے۔

ف۲ یعنی دنیا میں اُن کی فتح و ظفر کا سکہ بٹھادیا، وجاہت و قبول عطا کیا اور آخرت کا جو بہترین ثواب ملا اُس کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ دیکھو جو لوگ خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھیں اور نیک کام کریں اُن سے خدا ایسی محبت کرتا ہے اور ایسا پھل دیتا ہے۔

ف۳ یعنی جنگ اُحد میں مسلمانوں کے دل ٹوٹے تو کافروں اور منافقوں نے موقع پایا بعض الزام اور طعنے دینے لگے بعض خیر خواہی کے پردہ میں سمجھانے لگے تا آیندہ لڑائی پر دلیری نہ کریں حق تعالیٰ خبردار کرتا ہے کہ دشمن کا فریب مت کھاؤ اگر خدا نکردہ اُنکے چکموں میں آ گئے تو جس ظلمت سے خدا نے نکالا ہے پھر اُلٹے پاؤں اُسی میں جا گروگے اور رفتہ رفتہ دین حق کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائیگا جس کا نتیجہ دنیا و آخرت کے خسارے کے سوا کچھ نہیں۔ پہلے اللہ والوں کی راہ پر چلنے کی ترغیب دی تھی۔ یہاں بدباطن شریروں کا کہا ماننے سے منع کیا تا مسلمان ہوشیار رہیں، اور اپنا نفع نقصان سمجھ سکیں۔

ف۴ لہٰذا اسی کا کہنا ماننا چاہئے اور اُسی کی مدد پر بھروسہ رکھنا چاہئے جسکی مدد پر خدا ہو اُس کو کیا حاجت ہے کہ دشمنانِ خدا کی مدد کا منتظر رہے یا اُن کے سامنے گردنِ اطاعت خم کرے۔ حدیث میں ہے کہ اُحد سے واپسی کے وقت ابوسفیان نے "ہُبل" کی جے پکاری اور کہا "لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ" آپ نے فرمایا جواب دو "اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم"۔

ف۵ یعنی یہ تو تمہارا امتحان تھا۔ اب ہم کافروں کے دلوں میں ایسی ہیبت اور رعب ڈالدینگے کہ وہ باوجود تمہارے زخمی اور کمزور ہونے اور نقصان اُٹھانے کے تم پر پلٹ کر حملہ کرنے کی جرأت نہ کرسکیں چنانچہ یہ ہی ہوا۔ ابوسفیان اپنی فوج لیکر بے نیل و مرام میدان سے بھاگا۔ راستہ میں ایک مرتبہ خیال بھی آیا کہ ایک تھکی ماندی زخم خوردہ فوج کو ہم یوں ہی آزاد چھوڑ کر چلے آئے۔ چلو پھر واپس ہو کر اُن کا کام تمام کردیں، مگر ہیبت حق اور رعب اسلام کے اثر سے ہمت نہ ہوئی کہ اس خیال کو عمل میں لاسکے۔ برخلاف اسکے مسلمان مجاہدین نے "حمراء الاسد" تک اُن کا تعاقب کیا اور اس کے بعد

تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ

تم چڑھے چلے جاتے تھے اور پیچھے پھر کر نہ دیکھتے تھے کسی کو اور رسول پُکارتا تھا تم کو تمہارے پیچھے سے **ف۱**

فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ

پھر پہنچا تم کو غم عوض میں غم کے تاکہ تم غم نہ کیا کرو اُس پر جو ہاتھ سے نکل جاوے اور نہ اُس پر کہ جو کچھ پیش آجاوے **ف۲**

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ

اور اللہ کو خبر ہے تمہارے کام کی **ف۳** پھر تم پر اُتارا تنگی کے بعد

اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ

امن کو جو اُونگھ تھی کہ ڈھانک لیا اُس اُونگھ نے بعضوں کو تم میں سے **ف۴** اور بعضوں کو فکر پڑ رہا تھا

اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ

اپنی جان کا **ف۵** خیال کرتے تھے اللہ پر جھوٹے خیال جاہلوں جیسے **ف۶** کہتے تھے

هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ

کچھ بھی کام ہے ہمارے ہاتھ میں **ف۷** تو کہہ سب کام ہے اللہ کے ہاتھ **ف۸** وہ اپنے

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ

جی میں چھپاتے ہیں جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں اگر کچھ کام ہوتا ہمارے ہاتھ

شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ

تو ہم مارے نہ جاتے اس جگہ **ف۹** تو کہہ اگر تم ہوتے اپنے گھروں میں البتہ باہر نکلتے جن پر

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ

لکھ دیا تھا مارا جانا اپنے پڑاؤ پر **ف۱۰** اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچھ

صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

تمہارے جی میں ہے اور صاف کرنا تھا اُس کا جو تمہارے دل میں ہے اور اللہ جانتا ہے

الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا

دلوں کے بھید **ف۱۱** جو لوگ تم میں سے ہٹ گئے جس دن لڑیں دو فوجیں سو

کبھی موقع نہ دیا کہ اُحد کے واقعات کا اعادہ ہوسکے۔ (تنبیہ) مشرک خواہ کتنا ہی زور دکھلائے اسکا دل کمزور ہوتا ہے کیونکہ وہ کمزور مخلوق کی عبادت کرتا ہے۔ بس جیسا معبود ویسے عابد ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ (الحج رکوع ۱۰) اور ویسے بھی اصل زور و قوت توفی الحقیقت خدائی تائید و امداد سے ہے جس سے کفار مشرکین یقیناً محروم ہیں۔ اسی لئے جب تک مسلمان مسلمان رہے، ہمیشہ کفار اُن سے خائف و مرعوب رہے۔ بلکہ ہم آج تک مشاہدہ کرتے ہیں کہ باوجود مسلمانوں کے سخت انتشار و تشتت اور ضعف و تنزل کے دنیا کی تمام کافر طاقتیں اس سوئے ہوئے زخمی شیر سے ڈرتی رہتی ہیں۔ اور ہمیشہ فکر رکھتی ہیں کہ یہ قوم بیدار ہونے نہ پائے۔ علمی اور مذہبی مناظروں میں بھی اسلام کا یہی رعب مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے آپ نے فرمایا کہ میرا رعب ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں کے دل میں ڈال دیا جاتا ہے بیشک اُسی کا اثر ہے جو اُمت مسلمہ کو ملا۔ فللّٰہ الحمد علیٰ ذٰلک ولہ المنۃ۔ **ف۶** نبی کریم صلعم نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ اگر صبر و استقلال سے کام لوگے، حق تعالیٰ تم کو غالب کریگا۔ چنانچہ خدا نے اپنا وعدہ ابتدائے جنگ میں سچا کر دکھایا، انہوں نے خدا کے حکم سے کفار کو مار مار کر ڈھیر کردیا۔ سات یا نو آدمی جنکے ہاتھ میں مشرکین کا جھنڈا یکے بعد دیگرے دیا گیا تھا، سب وہیں کھیت ہوئے آخر بدحواس ہو کر بھاگے مسلمان فتح و کامرانی کا چہرہ صاف دیکھ رہے تھے اور اموال غنیمت انکے سامنے پڑے تھے کہ تیر اندازوں کی غلطی سے خالد بن الولید نے فائدہ اٹھایا اور ریک بیک لڑائی کا نقشہ بدل دیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ **ف۷** یعنی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو حکم تیر اندازوں کو دیا تھا اس کا خلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے کوئی کہتا تھا کہ ہم کو یہیں جمے رہنا چاہئے، اکثر نے کہا اب یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں چلکر غنیمت حاصل کرنی چاہئے۔ آخر اکثر تیر انداز اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے

(باقی صفحہ ۹۰)

بقیہ فوائد صفحہ ۸۸ - مشرکین نے اُسی راستہ سے دفعۃً حملہ کر دیا - دوسری طرف حضورؐ کے قتل کی خبر مشہور ہو گئی - ان چیزوں نے قلوب میں کمزوری پیدا کر دی جس کا نتیجہ فشل و جبن کی صورت میں ظاہر ہوا - گویا فشل کا سبب تنازع اور تنازع کا سبب عصیان تھا - **ف۸** یعنی بعضے لوگ دنیوی متاع (مال غنیمت) کی خوشی میں پھسل پڑے - جس کا خمیازہ سب کو بھگتنا پڑا - ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے پہلے میں نے کبھی محسوس نہ کیا تھا کہ ہم میں کوئی آدمی دنیا کا طالب بھی ہے - **ف۹** یعنی یا تو وہ تمہارے سامنے سے بھاگ رہے تھے، اب تم اُن کے آگے سے بھاگنے لگے - تمہاری غلطی اور کوتاہی سے معاملہ اُلٹا اور اس میں بھی تمہاری آزمائش تھی - ناپکے اور کچے صاف ظاہر ہو جائیں - **ف۱۰** یعنی جو غلطی ہوئی، خدا تعالیٰ اُسے بالکل معاف کر چکا اب کسی کو جائز نہیں کہ اُن پر اس حرکت کی وجہ سے طعن و تشنیع کرے - **ف۱۱** کہ اُن کی کوتاہیوں کو معاف کر دیتا ہے اور عتاب میں بھی لطف و شفقت کا پہلو ملحوظ رکھتا ہے -

فوائد صفحہ ۸۹ - **ف۱** یعنی تم بھاگ کر پہاڑوں اور جنگلوں کو چڑھے جا رہے تھے اور گھبراہٹ میں پیچھے مُڑ کر بھی کسی کو نہ دیکھتے تھے - اُس وقت خدا کا پیغمبر بدستور اپنی جگہ کھڑا ہوا تم کو اس قبیح حرکت سے روکتا تھا اور اپنی طرف بُلا رہا تھا - مگر تم تشویش و اضطراب میں آواز کہاں سننے والے تھے - آخر جب کعب بن مالک چلائے تب لوگوں نے سُنا اور واپس آ کر اپنے نبیؐ کے گرد جمع ہو گئے -

اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّيۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا ۚ وَلَقَدۡ عَفَا اللّٰهُ عَنۡهُمۡ ؕ
اُن کو بہکا دیا شیطان نے — اُن کے گناہ کی شامت سے — اور اُن کو بخش چکا — اللہ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿١٥٥﴾ ع ۶ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَكُوۡنُوۡا
اللہ بخشنے والا ہے تحمل کرنے والا **ف۱** — اے — ایمان والو — تم نہ ہو
كَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَقَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ اِذَا ضَرَبُوۡا فِى الۡاَرۡضِ
اُن کی طرح جو کافر ہوئے **ف۲** — اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو **ف۳** — جب وہ سفر کو نکلیں — ملک میں
اَوۡ كَانُوۡا غُزًّى لَّوۡ كَانُوۡا عِنۡدَنَا مَا مَاتُوۡا وَمَا قُتِلُوۡا ۚ لِيَجۡعَلَ
یا ہوں جہاد میں — اگر رہتے ہمارے پاس — تو نہ مرتے — اور نہ مارے جاتے — تاکہ — اللہ
اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسۡرَةً فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ ؕ وَاللّٰهُ
ڈالے اس گمان سے افسوس اُن کے دلوں میں **ف۴** — اور اللہ ہی جلاتا ہے اور مارتا ہے **ف۵** — اور اللہ
بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿١٥٦﴾ وَلَئِنۡ قُتِلۡتُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَوۡ
تمہارے سب کام دیکھتا ہے **ف۶** — اور اگر — تم مارے گئے — اللہ کی راہ میں — یا
مُتُّمۡ لَمَغۡفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحۡمَةٌ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ ﴿١٥٧﴾ وَلَئِنۡ
مر گئے **ف۷** — تو بخشش — اللہ کی اور — مہربانی اُس کی بہتر ہے اُس چیز سے جو وہ جمع کرتے ہیں — اور اگر
مُّتُّمۡ اَوۡ قُتِلۡتُمۡ لَاِالَى اللّٰهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿١٥٨﴾ فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ
تم مر گئے یا مارے گئے — تو البتہ اللہ ہی کے آگے اکٹھے ہو گے تم سب **ف۸** — سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے
لِنۡتَ لَهُمۡ ۚ وَلَوۡ كُنۡتَ فَظًّا غَلِيۡظَ الۡقَلۡبِ لَانْفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ
جو تو نرم دل مل گیا اُن کو — اور اگر تو ہوتا تندخو — سخت — دل — تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے
فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَشَاوِرۡهُمۡ فِى الۡاَمۡرِ ۚ فَاِذَا عَزَمۡتَ
سو تو اُن کو معاف کر — اور اُن کے واسطے بخشش مانگ — اور اُن سے مشورہ لے کام میں — پھر جب قصد کر چکا تو اس
فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِيۡنَ ﴿١٥٩﴾ اِنۡ يَّنۡصُرۡكُمُ اللّٰهُ
کام کا تو پھر بھروسہ کر اللہ پر — اللہ کو محبت ہے — توکل والوں سے **ف۹** — اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا

ف۲ یعنی تم نے رسُول کا دل تنگ کیا اُس کے بدلے تم پر تنگی آئی - غم کا بدلہ غم ملا - تا آگے کو یاد رکھو کہ ہر حالت میں رسول کے حکم پر چلنا چاہیئے خواہ کوئی نفع کی چیز مثلاً غنیمت وغیرہ ہاتھ سے جائے، یا کچھ بلا سامنے آئے (تنبیہ) اکثر مفسرین نے فاثابکم غما بغم کے معنی یوں کئے ہیں کہ خدا نے تم کو غم پر غم دیا - یعنی ایک غم تو ابتدائی فتح و کامیابی کے فوت ہونے کا تھا - دوسرا اپنے آدمیوں کے مارے جانے اور زخمی ہونے اور نبی کریم صلعم کی خبر شہادت مشہور ہونے سے پہنچا - بعض نے یہ مطلب لیا ہے کہ فتح و کامرانی کے فوت ہونے، غنیمت کے ہاتھ سے نکل جانے اور نقصان جانی و بدنی اُٹھانے کا جو غم تھا، اُس کے عوض میں ایک ایسا بڑا غم دیدیا گیا جس نے پہلے سب غموں کو بھلا دیا یعنی نبی کریم صلعم کے مقتول ہونیکی افواہ - اسی غم کی شدت میں آگے پیچھے کا کچھ ہوش نہ رہا حتیٰ کہ حضور کی آواز بھی نہ سنی، جیسا کہ ایک طرف ہمہ تن ملتفت ہونیکے وقت دوسری طرف سے ذہول و غفلت پیش آجاتی ہے -

ف۳ یعنی تمہارے احوال اور نیتوں کو جانتا ہے اور اسی کے موافق معاملہ کرتا ہے -

ف۴ یعنی اس جنگ میں جن کو شہید ہونا تھا ہو چکے اور جن کو ہٹنا تھا، ہٹ گئے اور جو میدان میں باقی رہے ان میں سے مخلص مسلمانوں پر حق تعالیٰ نے ایکدم غنودگی طاری کر دی، لوگ کھڑے کھڑے اونگھنے لگے - حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کئی مرتبہ تلوار چھوٹ کر زمین پر گری، یہ ایک حسی اثر اس باطنی سکون و اطمینان کا تھا جو ایسے ہنگامہ رستخیز میں مومنین کے قلوب پر محض خدا کے فضل و رحمت سے وارد ہوا اس کے بعد دشمن کا خوف و ہراس سب کافور ہو گیا - یہ کیفیت عین اُس وقت پیش آئی جب لشکرِ مجاہدین میں نظم و ضبط قائم نہ رہا تھا - بیسیوں لاشیں خاک و خون میں تڑپ رہی تھیں، سپاہی زخموں سے چور ہو رہے تھے، حضورؐ کے قتل کی افواہ نے رہے سہے ہوش و حواس کھو دیئے تھے - گویا یہ سونا بیدار ہونے کا پیام تھا - غنودگی طاری کر کے اُن کی ساری تھکن دُور کر دی گئی اور متنبہ فرما دیا کہ خوف و ہراس اور تشویش و اضطراب کا وقت جا چکا - اب مامون و مطمئن ہو کر اپنا فرض انجام دو - فوراً صحابہ نے حضورؐ کے گرد جمع ہو کر لڑائی کا محاذ قائم کر دیا - تھوڑی دیر بعد مطلع صاف تھا - دشمن سامنے سے بھاگتا نظر آیا - (تنبیہ) ابن مسعود فرماتے ہیں کہ عین لڑائی کے موقع پر نُعاس (اونگھ) کا طاری ہونا اللہ کی طرف سے (فتح و ظفر کی علامت ہے) حضرت علیؓ کی فوج کو "صفین" میں ایسا ہی واقعہ پیش آیا -

ف۵ یہ بزدل اور ڈرپوک منافقین ہیں جن کو نہ اسلام کی فکر تھی نہ نبی کریم صلعم کی محض اپنی جان بچانے کی فکر میں ڈوبے ہوئے تھے کہ کہیں ابوسفیان کی فوج نے دوبارہ حملہ کر دیا تو ہمارا کیا حشر ہو گا - اس خوف و فکر میں اونگھ یا نیند کہاں؟ **ف۶** یعنی وہ اللہ کے وعدے کہاں گئے - معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا قصہ ختم ہوا - اب پیغمبر اور مسلمان اپنے گھر واپس جانے والے نہیں سب یہیں کام آئینگے - جیسے دوسری جگہ فرمایا - بَلۡ ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ لَّنۡ يَّنۡقَلِبَ الرَّسُوۡلُ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِلٰۤى اَهۡلِيۡهِمۡ اَبَدًا (فتح رکوع ۲) **ف۷** یعنی کچھ بھی ہمارا کام بنا رہیگا یا بالکل بگڑ چکا - یا یہ کہ ہم (محمد صلعم) کا ساتھ دینے والوں کے ہاتھ میں کچھ بھی فتح و ظفر آئی - یا یہ معنی کہ اللہ نے جو چاہا سو کیا ہمارا یا کسی کا کیا اختیار؟ یہ تو الفاظ کے ظاہری معنی تھے لیکن جو دل میں نیت تھی وہ آگے آتی ہے - **ف۸** یعنی منافقین کا یہ قول هَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ مِنۡ شَىۡءٍ، كلمة حق اُرِيدَ بِهَا الۡبَاطِل ہے بیشک یہ صحیح ہے کہ تمہارے ہاتھ میں کچھ نہیں، سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے بنائے یا بگاڑے، غالب کرے یا مغلوب، آفت بھیجے یا راحت، کامیاب کرے یا ناکام - ایک ہی واقعہ کو ایک قوم کے حق میں رحمت اور دوسری کے لئے نقمت بنا دے، سب اس کے قبضہ میں ہے - مگر تم اس قول سے اپنے دل میں جو معنی لے رہے ہو خدا تمہارے دل کے چور سے واقف ہے، جسے آگے بیان کیا جائیگا - **ف۹** اصل چور دل کا یہ تھا هَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ مِنۡ شَىۡءٍ کہہ کر دل میں یہ مطلب لیتے تھے اور پکے مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر آپس میں بھی کہتے ہونگے کہ میاں شروع میں ہماری رائے نہ مانی - چند جوشیلے ناتجربہ کاروں کے کہنے پر مدینہ سے باہر لڑنے چلے گئے، آخر منہ کی کھائی - اگر کچھ کام ہمارے اختیار میں ہوتا اور ہمارے مشورہ پر عمل کیا جاتا تو اسقدر نقصان کیوں اٹھانا پڑتا ہماری برادری کے اتنے آدمی مارے گئے، یہ کیوں مارے جاتے اکثر منافقین نسباً انصار مدینہ کی برادری میں شامل تھے، اس لئے مَا قُتِلۡنَا هٰهُنَا میں انکے مارے جانے کو اپنا مارا جانا کہا) یا یہ مطلب ہے کہ اگر محمد صلعم کے کہنے کے موافق فتح و ظفر اور غلبہ مسلمانوں کے لئے

(باقی صفحہ ۹۱)

بقیہ فوائد صفحہ ۸۹ ہوتا تو یہ قتل و جرح کی مصیبت ہم پر کیوں ٹوٹتی (تنبیہ) بظاہر یہ باتیں منافقین نے مدینہ میں کہیں۔ کیونکہ عبداللہ بن اُبی جنگ شروع ہونے سے پیشتر اپنی جمعیت کو ساتھ لیکر واپس ہوگیا تھا۔ اس صورت میں "ھٰھُنَا" کا اشارہ قرب کی وجہ سے اُحد کی طرف ہوگا لیکن بعض روایات سے ایک منافق مُعتّب بن قشیر کا میدانِ جنگ میں یہ کلمات کہنا ثابت ہوتا ہے۔ تو شاید بعض منافقین عبداللہ بن اُبی کے ہمراہ کسی مصلحت سے واپس نہ ہوئے ہونگے۔ واللہ اعلم۔ **ف۱۰** یعنی اس طعن و تشنیع یا حسرت و افسوس سے کچھ حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی جو اجل، موت کی جگہ، سبب اور وقت لکھدیا ہے کبھی ٹل نہیں سکتا۔ اگر تم گھروں میں گھسے بیٹھے رہتے اور فرض کرو تمہاری ہی رائے سُنی جاتی تب بھی جن کی قسمت میں اُحد کے قریب جس جس پڑاؤ پر مارا جانا لکھا جاچکا تھا وہ کسی نہ کسی سبب سے ضرور اُدھر نکلتے اور وہیں مارے جاتے، یہ خدا کا انعام ہے کہ جہاں مارا جانا مقدر تھا مارے گئے، مگر اللہ کے راستہ میں خوشی کے ساتھ بہادروں کی موت شہید ہوئے۔ پھر اس پر پچتانے اور افسوس کرنے کا کیا موقع ہے مردانِ خدا کو اپنے پر قیاس مت کرو۔ **ف۱۱** یعنی اللہ تعالیٰ تو دلوں کے پوشیدہ بھید جانتا ہے، اُس سے کسی کی کوئی حالت پوشیدہ نہیں مقصود یہ تھا کہ تم سب کو ایک آزمائش میں ڈالا جائے۔ تا جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے وہ باہر نکل پڑے، امتحان کی بھٹی میں کھرا کھوٹا الگ ہوجائے مخلصین کامیابی کا صلہ پائیں اور انکے قلوب آئندہ کے لئے وساوس اور کمزوریوں سے پاک و صاف ہوں۔ منافقین کا اندرونی نفاق کھل جائے اور لوگ صاف طور پر انکے خبثِ باطن کو سمجھنے لگیں۔

فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ
تو کوئی تم پر غالب نہ ہوسکیگا اور اگر مدد نہ کرے تمہاری تو پھر ایسا کون ہے جو مدد کرسکے تمہاری
مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١٦٠ وَمَا كَانَ
اس کے بعد اور اللہ ہی پر بھروسا چاہیئے مسلمانوں کو **ف۱** اور نبی کا کام
لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ
نہیں کہ کچھ چھپا رکھے اور جو کوئی چھپا ویگا وہ لائیگا اپنی چھپائی چیز دن قیامت کے پھر
تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝١٦١ اَفَمَنِ اتَّبَعَ
پورا پاویگا ہر کوئی جو اُس نے کمایا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا **ف۲** کیا ایک شخص جو تابع ہے
رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَاۗءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَ
اللہ کی مرضی کا برابر ہوسکتا ہے اُسکے جس نے کمایا غصہ اللہ کا اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور
بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝١٦٢ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ
کیا ہی بُری جگہ پہنچا **ف۳** لوگوں کے مختلف درجے ہیں اللہ کے ہاں اور اللہ دیکھتا ہے
بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝١٦٣ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ
جو کچھ کرتے ہیں **ف۴** اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا
فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ
اُن میں رسول انہی میں کا **ف۵** پڑھتا ہے اُن پر آیتیں اُسکی اور پاک کرتا ہے انکو یعنی شرک
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ
وغیرہ سے اور سکھلاتا ہے اُن کو کتاب اور کام کی بات اور وہ تو پہلے سے صریح
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝١٦٤ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ
گمراہی میں تھے **ف۶** کیا جس وقت پہنچی تم کو ایک تکلیف کہ تم پہنچا چکے ہو
مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ
اُس سے دوچند تو کہتے ہو یہ کہاں سے آئی **ف۷** تو کہدے یہ تکلیف تم کو پہنچی تمہاری ہی طرف سے **ف۸** بیشک

النصف

فوائد صفحہ ۹۰۔ ف۱ مخلصین سے بھی بعض اوقات کوئی چھوٹا بڑا گناہ سرزد ہوجاتا ہے، اور جسطرح ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی ہے ایک گناہ کی نحوست سے شیطان کو موقع ملتا ہے کہ دوسری غلطیوں اور لغزشوں کی طرف آمادہ کرے۔ جنگِ اُحد میں بھی جو مخلص مسلمان ہٹ گئے تھے کسی پچھلے گناہ کی شامت سے شیطان نے بہکا کر انکا قدم ڈگمگا دیا چنانچہ ایک گناہ تو یہی تھا کہ تیراندازوں کی بڑی تعداد نے نبی کریم صلعم کے حکم کی پابندی نہ کی مگر خدا کا فضل دیکھو کہ اس کی سزا میں کوئی تباہ کن شکست نہیں دی بلکہ ان حضرات پر اب کوئی گناہ بھی نہیں رہا حق تعالیٰ کلیۃً انکی تقصیر معاف فرما چکا ہے۔ کسی کو طعن و ملامت کا حق نہیں۔

ف۲ یعنی تم ان کافر منافقوں کی طرح ایسے لغو خیالات کو زنہار دل میں جگہ نہ دینا کہ گھر میں بیٹھے رہتے تو نہ موت آتی، نہ مارے جاتے۔

ف۳ چونکہ منافقین ظاہر میں مسلمان بنے ہوئے تھے، اسلئے مسلمانوں کو اپنا بھائی کہا، یا اسلئے کہ نسبی طور پر وہ اور انصار مدینہ برادری کے بھائی بند تھے۔ اور چونکہ یہ بات خیر خواہی و ہمدردی کے پیرایہ میں کہتے تھے اسلئے لفظ اخوان سے تعبیر کیا گیا۔

ف۴ یعنی خواہ مخواہ باہر نکل کر مرے۔ ہمارے پاس اپنے گھر پڑے رہتے تو کیوں مرتے یا کیوں مارے جاتے۔ یہ کہنا اس غرض سے تھا کہ سننے والے مسلمانوں کے دل میں حسرت و افسوس پیدا ہو کہ واقعی بے سوچے سمجھے نکل کھڑے ہونے اور لڑائی کی آگ میں کود پڑنے کا یہ نتیجہ ہوا۔ گھر رہتے تو یہ مصیبت کیوں دیکھنی پڑتی، مگر مسلمان ایسے کچے نہ تھے جو ان چکموں میں آجاتے، ان باتوں سے اُلٹا منافقین کا بھرم کھل گیا، بعض مفسرین نے لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ میں "لام عاقبت" لیکر یوں معنی کئے ہیں کہ منافقین کے زبان و دل پر یہ باتیں اس لئے جاری کی گئیں کہ خدا ان کو ہمیشہ اسی حسرت و افسوس کی آگ میں جلتا چھوڑ دے اور دوسری حسرت ان کو یہ رہی کہ مسلمان ہماری طرح نہ ہوئے اور ہماری باتوں پر کسی نے کان نہ دھرا، گویا اس طرح لِيَجْعَلَ کا تعلق لَا تَكُوْنُوْا الخ سے بھی ہوسکتا ہے۔

ف۵ یعنی مارنا جلانا اللہ کا کام ہے۔ بہتیرے آدمی عمر بھر سفر کرتے اور لڑائیوں میں جاتے ہیں، مگر موت گھر میں بستر پر آتی ہے اور کتنے ہی آدمی گھر کے کونے میں پڑے رہنے کے خوگر ہیں، لیکن اخیر میں خدا کوئی سبب کھڑا کردیتا ہے کہ وہ باہر نکلیں اور وہیں مریں یا مارے جائیں۔ بندہ کی روک تھام سے یہ چیز ٹلنے اور بدلنے والی نہیں۔ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت فرمایا کہ میرے بدن پر ایک بالشت جگہ تلوار یا نیزہ کے زخم سے خالی نہیں، مگر آج میں ایک اونٹ کی طرح (گھر میں) مر رہا ہوں فَلَا نَامَتْ اَعْيُنُ الْجُبَنَاءِ (خدا کرے یہ دیکھکر نامردوں کی آنکھیں کُھلیں) **ف۶** کہ منافقین و کفار کس راستہ پر جارہے ہیں اور مسلمان کہاں تک انکے تشبہ اور پیروی سے علیحدہ رہتے ہیں۔ ہر ایک کو اُسکی حالت کے مناسب بدلہ دیگا۔ **ف۷** یعنی اُسی کی راہ میں۔ **ف۸** یعنی فرض کرو تم سفر یا جہاد میں نہ نکلے اور فی الحال موت سے بچ گئے مگر ضروری ہے کہ کبھی نہ کبھی مر گئے یا مارے جاؤ گے پھر بہرحال خدا کے سامنے سب کو جمع ہونا ہے۔ اُس وقت پتہ چل جائیگا کہ جو خوش قسمت اللہ کی راہ میں نیک کام کرتے ہوئے مرے یا مارے گئے تھے انکو خدا تعالیٰ کی بخشش و مہربانی سے کیسا وافر حصہ ملا، جسکے سامنے تمہاری دنیا کی کمائی اور جمع کی ہوئی دولت و ثروت سب ہیچ ہے۔ الحاصل اگر منافقین ہی کا قول تسلیم کرلیا جائے کہ گھر سے نہ نکلتے تو نہ مارے جاتے، تب بھی سراسر خسارہ تھا، کیونکہ اس صورت میں اُس موت سے محروم رہجاتے جس پر ایسی ایسی لاکھوں زندگیاں قربان کیجا سکتی ہیں، بلکہ جو حقیقت میں موت نہیں حیاتِ ابدی ہے۔ فنا فی اللہ کی تہ میں بقا کا راز مضمر ہے۔ جو جینا ہے تو مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ **ف۹** مسلمانوں کو انکی کوتاہیوں پر تنبیہ فرمانے اور معافی کا اعلان سنانے کے بعد نصیحت کی تھی کہ آئندہ اس مارِ آستین جماعت کی باتوں سے فریب مت کھانا۔ اس آیت میں انکے عفو تقصیر کی تکمیل کی گئی ہے چونکہ جنگ اُحد میں سخت خوفناک غلطی اور زبردست کوتاہی مسلمانوں سے ہوئی تھی، شاید آپ کا دل خفا ہوا ہوگا اور چاہا ہوگا کہ آئندہ ان سے مشورہ لیکر کام نہ کیا جائے، اسلئے حق تعالیٰ نے نہایت عجیب و غریب پیرایہ میں انکی سفارش کی اول اپنی طرف سے معافی کا اعلان کردیا کیونکہ خدا کو معلوم تھا کہ آپ کا غصہ اور رنج خالص اپنے پروردگار کیلئے ہوتا ہے، پھر فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ یعنی اللہ کی کتنی بڑی رحمت آپ پر اور اُن پر ہے کہ آپ کو اس قدر

(باقی صفحہ ۹۲)

بقیہ فوائد صفحہ ۹۰ - خوش اخلاق اور نرم خو بنادیا۔ کوئی اور ہوتا تو خدا جانے ایسے سخت معاملہ میں کیا رویہ اختیار کرتا، یہ کچھ اللہ ہی کی مہربانی ہے کہ تجھ جیسا شفیق، نرم دل پیغمبر ان کو مل گیا، فرض کیجئے اگر خدا نہ کردہ آپ کا دل سخت ہوتا اور مزاج میں شدت ہوتی تو یہ قوم آپ کے گرد کہاں جمع رہ سکتی تھی، ان سے کوئی غلطی ہوتی اور آپ سخت پکڑتے تو شرم و دہشت کے مارے پاس بھی نہ آسکتے اس طرح یہ لوگ بڑی خیر و سعادت سے محروم رہ جاتے اور جمعیت اسلامی کا شیرازہ بکھر جاتا، لیکن حق تعالیٰ نے آپکو نرم دل اور نرم خو بنایا۔ آپ اصلاح کے ساتھ انکی کوتاہیوں سے اغماض کرتے رہتے ہیں سو یہ کوتاہی بھی جہاں تک آپکے حقوق کا تعلق ہے معاف کر دیجئے اور گو خدا اپنا حق معاف کر چکا ہے، تاہم انکی مزید دلجوئی اور تطییب خاطر کیلئے ہم سے بھی ان کیلئے معافی طلب کریں تاکہ شکستہ دل آپکی خوشنودی اور انبساط محسوس کر کے بالکل مطمئن و منشرح ہو جائیں اور صرف معاف کر دینا ہی نہیں آیندہ بدستور ان سے معاملات میں مشورہ لیا کریں، مشاورت کے بعد جب ایک بات طے ہو جائے اور پختہ ارادہ کر لیا جائے، پھر خدا پر توکل کر کے اسکو بلا پس و پیش کر گذرے۔ خدا تعالیٰ متوکلین کو پسند کرتا اور انکے کام بنا دیتا ہے (تنبیہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم سے سوال کیا گیا "عزم" کیا ہے؟ فرمایا مشاورۃ اہل الرائے ثم اتباعہم (ابن کثیر) اور مجمع الزوائد میں حضرت علی کی حدیث ہے یا رسول اللہ جو بات ہم کتاب و سنت میں نہ پائیں اس میں کیا طریقہ استعمال کریں؟ فرمایا فقہاء عابدین (سمجھدار خدا پرستوں) سے مشورہ کرو وَلَا تمضوا فیہ رای خاصۃ (اور کسی اِکے دُکے کی رائے مت جاری کرو)۔

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ
اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور جو کچھ تم کو پیش آیا اُس دن کہ ملیں دو فوجیں
فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ
سو اللہ کے حکم سے اور اس واسطے کہ معلوم کرے ایمان والوں کو اور تاکہ معلوم کرے اُن کو جو
نَافَقُوْا ۚۖ وَقِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ
منافق تھے ف۱ اور کہا گیا اُن کو کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا دفع کرو دشمن کو ف۲
قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ یَوْمَئِذٍ
بولے اگر ہم کو معلوم ہو لڑائی تو البتہ تمہارے ساتھ رہیں ف۳ وہ لوگ اُس دن کفر کے
اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِیْمَانِ ۚ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَیْسَ
قریب ہیں بہ نسبت ایمان کے ف۴ کہتے ہیں اپنے منہ سے جو نہیں
فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا
اُنکے دل میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں ف۵ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں
لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا
اپنے بھائیوں کو اور آپ بیٹھ رہے ہیں اگر وہ ہماری بات مانتے تو مارے نہ جاتے ف۶ تو کہہ دے اب ہٹا دیجو
عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ
اپنے اوپر سے موت کو اگر تم سچے ہو ف۷ اور تو نہ سمجھ
الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ
اُن لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مُردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے
رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ
رب کے پاس کھاتے پیتے خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا اُن کو اللہ نے اپنے فضل سے
وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ
اور خوش وقت ہوتے ہیں اُن کی طرف سے جو ابھی تک نہیں پہنچے اُن کے پاس اُن کے پیچھے سے

فوائد صفحہ ۹۱ - ف۱ پہلے آپ کو فرمایا تھا "بھروسہ کر اللہ پر" یہاں بتلایا کہ بھروسہ کے لائق ایسی ہی ذات ہو سکتی ہے جو سب سے زبردست اور غالب ہو سب مسلمانوں کو اس کی امداد پر توکل کرنا چاہئے۔ گویا مسلمانوں کی تقصیر خود معاف کرنے اور اپنے پیغمبر سے معاف کرا دینے کے بعد ان کو نصیحت کی جاتی ہے کہ کسی کے کہنے سننے میں نہ آئیں خالص خدا پر بھروسہ رکھیں، اسکی مدد ہو گی تو کوئی طاقت تم پر غالب نہیں آسکتی، جیسے "بدر" میں دیکھ چکے، اور کسی مصلحت سے وہ مدد نہ کرے تو پھر کوئی مدد نہیں کر سکتا جیسا کہ اُحد میں تجربہ ہو گیا۔

ف۲ اس سے غرض یا تو مسلمانوں کی پوری طرح خاطر جمع کرنا ہے تا یہ وسوسہ نہ لائیں کہ شاید حضرت نے ہم کو بظاہر معاف کر دیا اور دل میں خفا ہیں پھر کبھی خفگی نکالیں گے؟ یہ کام نبیوں کا نہیں کہ دل میں کچھ اور ظاہر میں کچھ، یا مسلمانوں کو سمجھانا ہے کہ حضرت کی عظمت اور عصمت و امانت کو پوری طرح مستحضر رکھیں، آپ کی نسبت کبھی کوئی لغو اور بیہودہ خیال نہ لائیں، مثلاً یہ گمان نہ کریں کہ غنیمت کا کچھ مال چھپا رکھیں گے؟ (العیاذ باللہ) شاید یہ اس واسطے فرمایا کہ وہ تیر انداز غنیمت کے لئے مورچہ چھوڑ کر دوڑے تھے، کیا حضرت ان کو حصہ نہ دیتے؟ یا بعضی چیزیں چھپا رکھتے؟ اور بعض روایات میں ہے کہ بدر کی لڑائی میں ایک چیز (چادر یا تلوار) غنیمت میں سے گم ہو گئی تھی، کسی نے کہا شاید حضرت نے اپنے واسطے رکھی ہو گی۔ اُس پر یہ آیت نازل ہوئی، بہرحال مسلمانوں کو سمجھانا ہے کہ اگر حضور اپنی نرم خوئی اور خوش خلقی سے تمہاری غلطیوں کو معاف کرتے ہیں تو تم کو حضور کی عظمت شان اور عصمت و نزاہت کا بہت زیادہ پاس رکھنا چاہیئے، کسی قسم کا کمزور اور رکیک خیال مومنین کے پاس نہ آنے پائے۔ دوسری طرف چونکہ آپکی شفقت و نرم دلی یاد دلا کر جنگ احد سے متعلق مسلمانوں کی کوتاہی کو معاف کرایا جا رہا تھا اسی ذیل میں ایک دوسری کوتاہی بھی یاد دلا دی جو بدر سے متعلق تھی کہ آپ اپنی نرم خوئی سے اس پر بھی کچھ دھیان نہ کریں۔ (تنبیہ) "غلول" کے اصل معنی غنیمت میں خیانت کرنیکے ہیں لیکن کبھی مطلق خیانت کے معنی میں آتا ہے بلکہ بعض اوقات محض ایک چیز کے چھپا لینے پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جیسے ابن مسعودؓ نے فرمایا غلوا مصاحفکم۔

ف۳ یعنی پیغمبر جو ہر حال میں خدا کی مرضی کا تابع بلکہ دوسروں کو بھی اس کی مرضی کا تابع بنانا چاہتا ہے، کیا ان لوگوں کے ایسے کام کر سکتا ہے جو خدا کے غضب کے نیچے اور دوزخ کے مستحق ہیں؟ ممکن نہیں۔

ف۴ یعنی نبی اور سب خلقت برابر نہیں، طمع وغیرہ کے پست اور ذلیل کام نبیوں سے نہیں ہو سکتے حق تعالیٰ سب کو جانتا ہے کہ کون کس درجہ کا ہے اور سب کے کام دیکھتا ہے کیا وہ ایسی پست طبیعت والوں کو منصب نبوت پر سرفراز فرمائیگا؟ العیاذ باللہ!

ف۵ یعنی انہی کی جنس اور قوم میں کا ایک آدمی رسول بنا کر بھیجا جسکے پاس بیٹھنا، بات چیت کرنا، زبان سمجھنا اور ہر قسم کے انوار و برکات کا استفادہ کرنا آسان ہے، اسکے احوال، اخلاق، سوانح زندگی، امانت و دیانت خدا ترسی اور پاکبازی سے وہ خوب طرح واقف ہیں، اپنی ہی قوم اور کنبے کے آدمی سے جب معجزات ظاہر ہوتے دیکھتے ہیں تو یقین لانے میں زیادہ سہولت ہوتی ہے، فرض کرو کوئی جن یا فرشتہ رسول بنا کر بھیجا جاتا تو معجزات دیکھ کر یہ خیال کر لینا ممکن تھا کہ چونکہ جنس بشر سے جدا گانہ مخلوق ہے شاید یہ خوارق اسکی خاص صورت نوعیہ اور طبیعت ملکیہ و جنیہ کا نتیجہ ہوں ہمارا اس سے عاجز رہنا دلیل نبوت نہیں بن سکتا، بہرحال مومنین کو خدا کا احسان ماننا چاہیئے کہ اس نے ایسا رسول بھیجا جس سے بے تکلف فیض حاصل کر سکتے ہیں اور وہ باوجود معزز ترین اور بلند ترین منصب پر فائز ہونیکے ان ہی کے مجمع میں نہایت نرم خوئی اور ملاطفت کے ساتھ گھلا ملا رہتا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

ف۶ اس مضمون کی آیت سورۂ بقرہ میں دو جگہ گذر چکی ہے، خلاصہ یہ ہے کہ حضور کی چار شانیں بیان کی گئیں (۱) تلاوت آیات "اللہ کی آیات پڑھ کر سنانا" جنکے ظاہری معنی وہ لوگ اہل زبان ہونیکی وجہ سے سمجھ لیتے تھے اور اُس پر عمل کرتے تھے (۲) "تزکیہ نفوس" انفسانی آلائشوں اور تمام مراتب شرک و معصیت سے انکو پاک کرنا اور دلوں کو مانجھ کر صیقل بنانا) یہ چیز آیات اللہ کے عام مضامین پر عمل کرنے حضور کی صحبت، اور قلبی توجہ و تصرف سے باذن اللہ حاصل ہوتی تھی (۳) "تعلیم کتاب" (کتاب اللہ کی مُراد بتلانا) اس کی ضرورت خاص خاص مواقع میں پیش آتی تھی۔ مثلاً ایک لفظ کے کچھ معنی عام تبادر اور محاورہ کے لحاظ سے سمجھ کر صحابہ کو کوئی اشکال پیش آیا، اس وقت آپ کتاب اللہ کی

(باقی بر صفحہ ۹۳)

بقیہ فوائد صفحہ ۹۱۔ اصلی مراد جو قرائن مقام سے متعین ہوتی تھی بیان فرماکر شبہات کا ازالہ فرمادیتے تھے، جیسے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ الخ اور دوسرے مقامات میں ہوا(۴) "تعلیم حکمت" (حکمت کی گہری باتیں سکھلانا) اور قرآن کریم کے غامض اسرار و لطائف اور شریعت کی دقیق و عمیق علل پر مطلع کرنا، خواہ تصریحاً یا اشارۃً۔ آپؐ نے خدا کی توفیق و اعانت سے علم و عمل کے ان اعلیٰ مراتب پر اُس درماندہ قوم کو فائز کیا جو صدیوں سے انتہائی جہل و حیرت اور صریح گمراہی میں غرق تھی۔ آپ کی چند روزہ تعلیم و صحبت سے وہ ساری دنیا کے لئے ہادی و معلم بن گئی، لہٰذا انہیں چاہئے کہ اس نعمتِ عظمٰی کی قدر پہچانیں اور کبھی بھولے سے ایسی حرکت نہ کریں جس سے آپ کا دل متالم ہو۔ **ف۷** پہلے سے اُحد کا قصہ چلا آتا تھا، درمیان میں جو کوتاہی ہوئی تھی اس کے عفو کا ذکر ہوا اور اسی کی مناسبت سے نبی کریم صلعم کے اخلاق و حقوق یاد دلائے گئے۔ اب پھر اُحد کے قصہ کی طرف عود کیا جاتا ہے یعنی جنگِ اُحد میں جو تکلیف اور نقصان اٹھانا پڑا کیا اس پر تم تعجب سے کہتے ہو کہ یہ مصیبت کہاں آگئی، ہم تو مسلمان مجاہد تھے جو خدا کے راستہ میں اُس کے دشمنوں سے لڑنے کے لئے نکلے تھے۔ خدا تعالیٰ پیغمبر کی زبانی نصرت و امداد کا وعدہ فرماچکا تھا، پھر یہ مصیبت ہم پر کیونکر اور کدھر سے نازل ہوئی۔ ایسا کہتے وقت سوچنا چاہئے کہ جس قدر تکلیف تم کو پہنچی اس سے دوچند تکلیف اُن کو تم سے پہنچ چکی ہے اُحد میں تمہارے تقریباً ستر آدمی شہید ہوئے بدر میں اُنکے ستر مارے جاچکے اور ستر تمہارے ہاتھ قید ہوئے جن پر تم کو پورا قابو حاصل تھا، چاہتے تو قتل کر ڈالتے۔ پھر اُحد میں بھی ابتداءً اُن کے بیس سے زائد قتل ہوچکے ہیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے تم کو ہزیمت ہوئی تو "بدر" میں انکو تباہ کن ہزیمت مل چکی اور اُحد میں بھی جب تم جم کر لڑے وہ منہزم ہوئے۔ پھر آخر میں میدان چھوڑ کر چلے گئے۔ ایسی صورت میں انصافاً تم کو اپنی تکلیف کا شکوہ کرنے اور زیادہ بددل ہونے کا موقع نہیں۔

اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ

اس واسطے کہ نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ اُن کو غم خوش وقت ہوتے ہیں اللہ کی

مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾

نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ ضائع نہیں کرتا مزدوری ایمان والوں کی **ف۱**

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ

جن لوگوں نے حکم مانا اللہ کا اور رسول کا بعد اس کے کہ پہنچ چکے تھے اُن کو زخم

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ

جو اُن میں نیک ہیں اور پرہیزگار اُن کو ثواب بڑا ہے جن کو کہا

لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ

لوگوں نے کہ مکہ والے آدمیوں نے جمع کیا ہے سامان تمہارے مقابلہ کو سو تم اُن سے ڈرو تو اور زیادہ ہوا اُن کا

اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ

ایمان اور بولے کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے **ف۲** پھر چلے آئے مسلمان

مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ

اللہ کے احسان اور فضل کے ساتھ کچھ نہ پہنچی اُن کو بُرائی اور تابع ہوئے اللہ کی مرضی

اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ

کے اور اللہ کا فضل بڑا ہے **ف۳** یہ جو ہے سو شیطان ہے کہ ڈراتا ہے

اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

اپنے دوستوں سے سو تم اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو **ف۴**

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا

اور غم میں نہ ڈالیں تجھ کو وہ لوگ جو دوڑتے ہیں کفر کی طرف وہ نہ بگاڑیں گے

اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِى الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ

اللہ کا کچھ اللہ چاہتا ہے کہ اُن کو فائدہ نہ دے آخرت میں اور اُن کیلئے

ف۵ اگر غور کرو تو تم خود ہی اس مصیبت کا سبب بنے ہو۔ تم نے جوش میں آکر پیغمبر کی اور بہت سے تجربہ کاروں کی رائے قبول نہ کی، اپنی پسند اور اختیار سے مدینہ کے باہر محاذِ جنگ قائم کیا، پھر باوجود نہی شدید کے تیر اندازوں نے اہم مورچہ چھوڑ کر مرکز خالی کر دیا اور ایک سال پہلے جب اُساریٰ بدر کے متعلق تم کو اختیار دیا گیا تھا کہ یا انہیں قتل کردو یا فدیہ لے کر چھوڑ دو، اس شرط پر کہ آئندہ اتنے ہی آدمی تم سے لئے جائینگے تو تم نے فدیہ کی صورت اختیار کی اور شرط کو قبول کر لیا۔ اب وہ ہی شرط پوری کرائی گئی تو تعجب و انکار کا کیا موقع ہے یہ چیز تو خود اپنی طرف سے تم قبول کر چکے تھے (اساریٰ بدر کا پورا قصہ سورۂ انفال میں آئیگا)۔

فوائد صفحہ ۹۲۔ ف۱ جس کو جب چاہے غالب اور جب چاہے مغلوب کر دے مغلوب کرنا اسلئے نہیں کہ وہ اُسوقت غالب کرنے پر قادر نہ تھا، بلکہ اس لئے ہے کہ تمہارے کسب و اختیار سے صورت حال ایسی پیدا ہوگئی کہ کلی غلبہ عطا کرنے میں مصلحت نہ تھی بہرحال جو کچھ ہوا اس کے حکم و مشیت سے ہوا جس کا سبب تم تھے اور حکمت یہ تھی کہ ایک طرف ہر مومن مخلص کے ایمان و اخلاص کا اور دوسری جانب ہر منافق کے نفاق کا درجہ ظاہر ہوجائے، کھرے کھوٹے اور کچے پکے میں کسی کو کچھ التباس نہ رہے۔

ف۲ جنگ شروع ہونے سے پہلے جب رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی تین سو آدمیوں کو ساتھ لیکر واپس جانے لگا، اُسوقت کہا گیا تھا کہ عین موقع پر کہاں بھاگتے ہو، آؤ اگر دعوائے اسلام میں سچے ہو تو اللہ کی راہ میں لڑو۔ ورنہ کم از کم دشمن کو دفع کرنے میں حصہ لو یعنی مجمع میں شریک رہو تا کثرت تعداد کا اثر دشمن پر پڑے، یا یہ کہ خدا کی راہ میں دین کی خاطر نہیں لڑتے تو حمیت وطنی و قومی یا اپنے اموال و اولاد کی حفاظت کیلئے دشمن کی مدافعت کرو۔ کیونکہ دشمن اگر کامیاب ہوا تو انتقام لینے میں مومنین و منافقین کی تمیز نہ کریگا۔ عام مسلمانوں کی طرح تم بھی نقصان اُٹھاؤ گے، غرض اُن پر ہر طرح اُنکے مذاق کے موافق اتمام حجت کیا گیا۔ تا جو کچھ دلوں میں ہے علانیہ ظاہر ہوجائے۔

ف۳ یعنی لڑائی ہوتی نظر نہیں آتی، خواہ مخواہ کا ڈھونگ ہے اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ واقعی لڑائی ہونیوالی ہے تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے، جب لڑائی دیکھینگے شامل ہوجائینگے یا یہ مطلب تھا کہ کوئی ڈھنگ کا مقابلہ ہوتا تو ساتھ رہتے۔ بھلا یہ کوئی مقابلہ ہے کہ ایک طرف تین ہزار کا لشکر اور دوسری طرف صرف ایک ہزار بے سر و سامان آدمی۔ یہ لڑائی کیا ہے محض اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ یا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا سے یہ ظاہر کرتے تھے کہ صاحب اہم فنون جنگ اور لڑائی کے قاعدوں سے واقف ہوتے تو آپکے ساتھ رہتے گویا دل میں طعن دیا کہ ہمارے مشورہ پر چلے نہیں اوروں کی رائے پر عمل کیا۔ تو ہم کو لڑائی کے قاعدوں سے ناواقف سمجھے اور آپ واقف بنے، پھر ہمیں ساتھ کیوں لیتے ہو؟ بہرحال جھوٹے حیلے حوالے کرکے چلے گئے۔ **ف۴** منافقین دل سے کافر اور زبان سے ایمان کا اظہار کرتے تھے اور اسی زبانی اسلام کی بنا پر مسلمانوں میں ملے جلے رہتے تھے۔ اُس روز عین موقع پر پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کو چھوڑ کر چلے جانے اور جھوٹے حیلے تراشنے سے اچھی طرح نفاق کی قلعی کھل گئی اب ظاہر میں بھی بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب ہوگئے اور اپنے فعل سے مسلمانوں کو نقصان اور کافروں کو تقویت پہنچائی۔ **ف۵** یعنی زبان سے لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنٰكُمْ کہتے ہیں اور جو دل میں ہے صاف نہیں کہتے۔ دل میں یہ تھا کہ اچھا ہے مسلمان مغلوب و ذلیل ہوں اور ہم خوشی سے تالیاں بجائیں۔ **ف۶** یعنی خود نامرد بنکر بیٹھ رہے اور اپنی برادری کے بھائیوں (انصار مدینہ) کو کہتے ہیں کہ ہماری بات مان کر گھر میں بیٹھے رہتے تو مارے نہ جاتے۔ **ف۷** یعنی اگر گھر میں بیٹھے رہنے سے جان بچ سکتی ہے تو دیکھیں موت کو گھر میں کس طرح نہ آنے دینگے۔ اگر یہاں رہ کر بھی موت سے پیچھا نہیں چھوٹتی تو پھر بہادروں کی طرح میدان میں عزت کی موت کیوں نہ مریں۔ **فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱** یعنی گھر میں بیٹھے رہنے سے موت تو رک نہیں سکتی، ہاں آدمی اس موت سے محروم رہتا ہے جسکو موت کے بجائے حیات جاودانی کہنا چاہئے۔

(باقی برصفحہ ۹۵)

بقیہ فوائد صفحہ ۹۳- شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک خاص طرح کی زندگی ملتی ہے جو اور مُردوں کو نہیں ملتی، اُن کو حق تعالیٰ کا ممتاز قرب حاصل ہوتا ہے- بڑے عالی درجات و مقامات پر فائز ہوتے ہیں جنت کا رزق آزادی سے پہنچتا ہے جس طرح ہم اعلیٰ درجہ کے ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر ذرا سی دیر میں جہاں چاہیں اُڑتے چلے جاتے ہیں، شہداء کی ارواح "حواصل طیور خضر" میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرتی رہتی ہیں- اُن "طیور خضر" کی کیفیت و کلانی کو اللہ ہی جانے، وہاں کی چیزیں ہمارے احاطۂ خیال میں کہاں آسکتی ہیں- اُسوقت شہداء بحد مسرور و مبتہج ہوتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے دولتِ شہادت عنایت فرمائی، اپنی عظیم نعمتوں سے نوازا اور اپنے فضل سے ہر آن مزید انعامات کا سلسلہ قائم کر دیا، جو وعدے شہیدوں کیلئے پیغمبر علیہ السلام کی زبانی کئے گئے تھے اُنہیں آنکھوں سے مشاہدہ کر کے بے انتہا خوش ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی محنت ضائع نہیں کرتا- بلکہ خیال و گمان سے بڑھ کر بدلہ دیتا ہے پھر نہ صرف یہ کہ اپنی حالت پر شاداں و فرحاں ہوتے ہیں بلکہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کا تصور کر کے بھی انہیں ایک خاص خوشی حاصل ہوتی ہے جنکو اپنے پیچھے جہاد فی سبیل اللہ اور دوسرے امور خیر میں مشغول چھوڑ آئے ہیں کہ وہ بھی اگر ہماری طرح اللہ کی راہ میں مارے گئے یا کم از کم ایمان پر مرے تو اپنی اپنی حیثیت کے موافق ایسی ہی پُر لطف اور بے خوف زندگی کے مزے لوٹیں گے- نہ انکو اپنے آگے کا ڈر ہوگا نہ پیچھے کا غم، مامون و مطمئن سیدھے خدا کی رحمت میں داخل ہو جائینگے بعض روایات میں ہے کہ شہدائے اُحد یا شہدائے بیر معونہ نے خدا کے ہاں پہنچکر تمنا کی تھی کہ کاش ہمارے اس عیش و تنعم کی خبر کوئی ہمارے بھائیوں کو پہنچا دے تا وہ بھی اس زندگی کی طرف جھپٹیں اور جہاد سے جان نہ چرائیں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں پہنچاتا ہوں- اس پر یہ آیات نازل کیں اور اُن کو مطلع کر دیا گیا کہ ہم نے تمہاری تمنا کے موافق خبر پہنچا دی اس پر وہ اور زیادہ خوش ہوئے-

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ

عذاب ہے بڑا ف۱ جنہوں نے مول لیا کفر کو ایمان کے بدلے وہ نہ

يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ

بگاڑینگے اللہ کا کچھ اور اُن کے لئے عذاب ہے دردناک ف۲ اور یہ نہ سمجھیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ

کافر کہ ہم جو مہلت دیتے ہیں انکو کچھ بھلا ہے اُنکے حق میں ہم تو مہلت دیتے ہیں اُنکو

لِيَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ

تاکہ ترقی کریں وہ گناہ میں اور اُن کے لئے عذاب ہے خوار کرنیوالا ف۳ اللہ وہ نہیں

لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ

کہ چھوڑ دے مسلمانوں کو اُس حالت پر جس پر تم ہو جب تک کہ جُدا نہ کر دے ناپاک کو

الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ

پاک سے اور اللہ نہیں ہے کہ تم کو خبر دے غیب کی لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے

مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا

اپنے رسولوں میں جس کو چاہے ف۴ سو تم یقین لاؤ اللہ پر اور اسکے رسولوں پر، اور اگر تم یقین پر رہو

وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ

اور پرہیزگاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے ف۵ اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں

بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ

اُس چیز پر جو اللہ نے اُن کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل بہتر ہے اُنکے حق میں بلکہ یہ بہت بُرا ہے اُنکے حق میں

سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ

طوق بنا کر ڈالا جائیگا اُنکے گلوں میں وہ مال جسمیں بخل کیا تھا قیامت کے دن ف۶ اور اللہ وارث ہے آسمان

ع ۱۸ ۹ ۹ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ

اور زمین کا ف۷ اور اللہ جو کرتے ہو سو جانتا ہے ف۸ بیشک اللہ نے سُنی اُن کی بات

ف۲ ابوسفیان جب اُحد سے مکہ کو واپس گیا تو راستہ میں خیال آیا کہ ہم نے بڑی غلطی کی، ہزیمت یافتہ اور زخم خوردہ مسلمانوں کو یونہی چھوڑ کر چلے آئے، مشورے ہونے لگے کہ پھر مدینہ واپس چل کر اُن کا قصہ تمام کر دیں، آپ کو خبر ہوئی تو اعلان فرما دیا کہ جو لوگ کل ہمارے ساتھ لڑائی میں حاضر تھے آج دشمن کا تعاقب کرنے کیلئے تیار ہو جائیں- مسلمان مجاہدین باوجودیکہ تازہ زخم کھائے ہوئے تھے، اللہ اور رسول کی پکار پر نکل پڑے- آپ ان مجاہدین کی جمعیت لیکر مقام حمراء الاسد تک (جو مدینہ سے آٹھ میل ہے) پہنچے ابوسفیان کے دل میں یہ سُن کر کہ مسلمان اسکے تعاقب میں چلے آرہے ہیں، سخت رعب و دہشت طاری ہوگئی، دوبارہ حملہ کا ارادہ فسخ کر کے مکہ کی طرف بھاگا- عبدالقیس کا ایک تجارتی قافلہ مدینہ آرہا تھا- ابوسفیان نے ان لوگوں کو کچھ دے کر آمادہ کیا کہ وہ مدینہ پہنچ کر ایسی خبریں شائع کریں جن کو سُن کر مسلمان ہماری طرف سے مرعوب و خوفزدہ ہو جائیں، انہوں نے مدینہ پہنچ کر کہنا شروع کیا کہ مکہ والوں نے بڑا بھاری لشکر اور سامان مسلمانوں کے استیصال کی غرض سے تیار کیا ہے- یہ سُن کر مسلمانوں کے دلوں میں خوف کی جگہ جوش ایمان بڑھ گیا اور کفار کی جمعیت کا حال سُنکر کہنے لگے "حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل" ساری دنیا کے مقابلہ میں اکیلا خدا ہم کو کافی ہے- اسی پر یہ آیات نازل ہوئیں بعض کہتے ہیں کہ جنگ اُحد تمام ہونے پر ابوسفیان نے اعلان کیا تھا کہ اگلے سال بدر پر پھر لڑائی ہے حضرتؐ نے قبول کر لیا جب اگلا سال آیا حضرت نے لوگوں کو حکم دیا کہ جہاد کیلئے چلو- اگر کوئی نہ جائیگا تب بھی اللہ کا رسول تنہا جائیگا- اُدھر سے ابوسفیان فوج لیکر مکہ سے نکلا تھوڑی دور چلکر ہمت ٹوٹ گئی، رعب چھا گیا، قحط سالی کا عذر کر کے چاہا کہ مکہ واپس جائے، مگر صورت ایسی ہو کہ الزام مسلمانوں پر رہے، ایک شخص مدینہ جاتا تھا، اسکو کچھ دینا کیا کہ وہاں پہنچکر اس طرف کی ایسی خبریں مشہور کرنا جنکو سن کر مسلمان خوف کھائیں اور جنگ کو نہ نکلیں وہ مدینہ پہنچ کر کہنے لگا کہ مکہ والوں نے بڑی بھاری جمعیت اکٹھی کی ہے تمکو لڑنا بہتر نہیں مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے استقلال دیا- انہوں نے یہی کہا کہ ہم کو اللہ کافی ہے- آخر مسلمان حسب وعدہ بدر پہنچے، وہاں بڑا بازار لگتا تھا، تین روز رہ کر تجارت کر کے خوب نفع کما کر مدینہ واپس آئے اس غزوہ کو بدر صغریٰ کہتے ہیں- اُسوقت جن لوگوں نے رفاقت کی، اور تیار ہوئے انکو یہ بشارت ہے کہ اُحد میں زخم کھا کر اور نقصان اٹھا کر پھر ایسی جرأت کی مسلمانوں کی اس جرأت و مستعدی کی خبر سُن کر مشرکین راستہ سے لوٹ گئے چنانچہ مکہ والوں نے اس مہم کا نام "جیش السویق" رکھ دیا۔ یعنی وہ لشکر جو محض ستو پینے گیا تھا پی کر واپس آ گیا (تنبیہ) یہ جو فرمایا للذین احسنوا منھم واتقوا محض انکی مدح سرائی اور تنویہ شان کیلئے ہے ورنہ وہ سب کے سب ایسے ہی تھے- ف۳ یعنی اللہ کا فضل دیکھو نہ کچھ لڑائی کرنی پڑی نہ کانٹا چبھا مفت میں ثواب کمایا، تجارت میں نفع حاصل کر کے اور دشمنوں پر دھاک بٹھلا کر خدا تعالیٰ کی خوشنودی لئے ہوئے صحیح سلامت گھر واپس آ گئے- (تنبیہ) بدر صغریٰ کی طرح غزوۂ حمراء الاسد میں بھی ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ سامان کی خرید و فروخت ہوئی تھی اور مسلمانوں نے بھاری نفع کمایا تھا غالباً وَفَضْلٍ سے یہ ہی مالی نفع مراد ہے- ف۴ یعنی جو اُدھر سے آ کر مرعوب کُن خبریں پھیلاتا ہے وہ شیطان ہے یا شیطان کے اغوا سے ایسا کر رہا ہے جسکی غرض یہ ہے کہ اپنے چیلے چانٹوں اور بھائی بندوں کا رعب تم پر بٹھلا کر خوفزدہ کر دے سو تم اگر ایمان رکھتے ہو اور ضرور رکھتے ہو جس کا ثبوت عملاً دے چکے، تو ان شیطانوں سے اصلا مت ڈرو صرف مجھ سے ڈرتے رہو کہ ؎ ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید- ترسد ازوے جن و انس و ہر کہ دید فوائد صفحہ ہذا- ف۱ یعنی شیطان کی دھمکیوں سے مومن نہیں ڈرتے ہاں منافق اس کی باتیں سُن کر کفر کی طرف دوڑتے ہیں آپ ان ملعون منافقوں کی حرکات سے کچھ غمگین اور فکر مند نہ ہوں یہ اللہ کے دین اور اسکے پیغمبر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اپنا ہی نقصان کرتے ہیں اُن کا حد سے زیادہ نفاق و شقاق پتہ دے رہا ہے کہ حق تعالیٰ انہیں انجام کار حقیقی کامیابی اور فوائد سے محروم رکھیگا اور بہت سخت سزا دیگا- جو لوگ ایسے معاند اور شریر کجرو ہوں اللہ کی عادت اُنکے ساتھ یہ ہی ہے- ایسوں کے

(بقیہ فوائد صفحہ ۹۵)

بقیہ فوائد صفحہ ۹۴ - غم میں اپنے کو زیادہ گھلانے کی ضرورت نہیں۔ **ف۲** یعنی جنہوں نے ایمانی فطرت کو بدل کر کفر اختیار کیا، خواہ یہود و نصاریٰ ہوں یا مشرکین، یا منافقین، یا کوئی اور وہ سب مل کر بھی اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، ہاں اپنے پاؤں پر خود اپنے ہاتھ سے کلہاڑی مار رہے ہیں جس کا نتیجہ دردناک عذاب کی صورت میں بھگتنا پڑیگا۔ **ف۳** یعنی ممکن ہے کافروں کو اپنی لمبی عمریں خوشحالی اور دولت و ثروت وغیرہ کی فراوانی دیکھکر خیال گزرے کہ ایسے مغضوب و مطرود ہوتے تو ہم کو اتنی فراخی اور مہلت کیوں دی جاتی اور ایسی بھلی حالت میں کیوں رکھے جاتے؟ سو واضح رہے کہ یہ مہلت دینا اُنکے حق میں کچھ بھلی بات نہیں مہلت دینے کا نتیجہ تو یہ ہی ہوگا کہ جن کو گناہ سمیٹ کفر پر مرنا ہے وہ اپنے اختیار اور آزادی سے خوب جی بھر کر ارمان نکال لیں اور گناہوں کا ذخیرہ فراہم کرلیں۔ وہ سمجھتے رہیں کہ ہم بڑی عزت سے ہیں حالانکہ ذلیل و خوار کرنیوالا عذاب اُن کے لئے تیار ہے اب سوچ لیں کہ مہلت دینا اُن جیسوں کے حق میں بھلا ہوا یا برا۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔
ف۴ یعنی جس طرح خوشحالی اور مہلت دینا کفار کے حق میں مقبولیت کی دلیل نہیں، اسی طرح اگر مخلص مسلمانوں کو مصائب اور ناخوشگوار حوادث پیش آئیں (جیسے جنگِ اُحد میں آئے) یہ اس کی دلیل نہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک مغضوب ہیں، بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس گول مول حالت پر چھوڑنا نہیں چاہتا جس پر اب تک رہے ہیں۔ یعنی بہت سے کافر ازراہ نفاق کلمہ پڑھ کر دھوکہ دینے کے لئے اُن میں ملے جلے رہتے تھے جن کے ظاہر حال پر منافق کا لفظ کہنا مشکل تھا۔ لہٰذا ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے واقعات و حالات بروئے کار لائے جو کھرے کو کھوٹے سے اور پاک کو ناپاک سے کھلے طور پر جُدا کر دیں۔ بیشک خدا کو آسان تھا کہ تمام مسلمانوں کو بدون امتحان میں ڈالے منافقوں کے ناموں اور کاموں سے مطلع کر دیتا لیکن اُس کی حکمت و مصلحت مقتضی نہیں کہ سب لوگوں کو اس قسم کے غیوب سے آگاہ کر دیا کرے۔ ہاں وہ اپنے رسولوں کا انتخاب کر کے جس قدر غیوب کی یقینی اطلاع دینا چاہے دے دیتا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ عام لوگوں کو بلا واسطہ کسی غیب کی یقینی اطلاع نہیں دیجاتی انبیاء علیہم السلام کو دیجاتی ہے مگر جس قدر خدا چاہے۔

ف۵ یعنی خدا کا جو خاص معاملہ پیغمبروں سے ہے اور پاک و ناپاک کو جُدا کرنے کی نسبت جو عام عادت حق تعالیٰ کی رہی ہے، اُس میں زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں، تمہارا کام یہ ہے کہ اللہ و رسُول کی باتوں پر یقین رکھو اور تقویٰ و پرہیزگاری پر قائم رہو، یہ کر لیا تو سب کچھ کما لیا۔
ف۶ ابتدائے سورت کا بڑا حصہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے متعلق تھا۔ درمیان میں خاص مناسبات و وجوہ کی بنا پر غزوۂ اُحد کی تفصیلات آگئیں۔ انہیں بقدر کفایت تمام کر کے یہاں سے پھر اہل کتاب کی شنائع بیان کی جاتی ہیں، چونکہ ان میں سے یہود کا معاملہ بہت مضرت رساں اور تکلیف دہ تھا، منافقین بھی اکثر ان ہی میں کے تھے، اور اوپر کی آیت میں آگاہ کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ اب خبیث کو طیب سے جُدا کر کے رہیگا سو یہ جُدائی جس طرح جانی و بدنی جہاد کے وقت ظاہر ہوتی تھی اسی طرح مالی جہاد کے وقت بھی کھرا کھوٹا اور کچا پکا صاف طور پر الگ ہو جاتا تھا اس لئے بتلا دیا کہ یہود منافقین جیسے جہاد کے موقع سے بھاگتے ہیں، مال خرچ کرنے سے بھی جی چُراتے ہیں لیکن جس طرح جہاد سے بچ کر دنیا میں چند روز کی مہلت حاصل کر لینا اُنکے حق میں کچھ بہتر نہیں، ایسے ہی بخل کر کے بہت مال اکٹھا کر لینا بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اگر دنیا میں فرض کرو کوئی مصیبت پیش نہ بھی آئی تو قیامت کے دن یقیناً یہ جمع کیا ہوا مال عذاب کی صورت میں اُنکے گلے کا ہار بن کر رہیگا۔ اس میں مسلمانوں کو بھی کھٹکھٹا دیا کہ زکوٰۃ دینے اور ضروری مصارف میں خرچ کرنے سے کبھی جی نہ چرائیں، ورنہ جو شخص بخل و حرص وغیرہ رذیل خصلتوں میں یہود منافقین کی روش اختیار کریگا، اُسے بھی اپنے درجہ کے موافق اسی طرح کی سزا کا منتظر رہنا چاہئے۔ چنانچہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مانعین زکوٰۃ کا مال سخت زہریلے اژدہے کی صورت میں متمثل کر کے اُن کے گلے میں ڈالا جائیگا۔ نعوذ باللہ منہ۔
ف۷ یعنی آخر تم مرجاؤ گے اور سب مال اُسی کا ہو رہیگا۔ جس کا حقیقت میں پہلے سے تھا۔ انسان اپنے اختیار سے دے تو ثواب پائے۔ **ف۸** یعنی بخل یا سخاوت جو کچھ کرو گے اور جیسی نیت کرو گے خدا تعالیٰ سب کی خبر رکھتا ہے اسی کے موافق بدلہ دیگا۔

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا
جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار **ف۱** اب لکھ رکھیں گے ہم انکی بات

وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾
اور جو خون کئے ہیں انہوں نے انبیاء کے ناحق اور کہیں گے چکھو عذاب جلتی آگ کا **ف۲**

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ۚ
یہ بدلہ اُس کا ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجا اور اللہ ظلم نہیں کرتا بندوں پر **ف۳**

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى
وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم کو کہہ رکھا ہے کہ یقین نہ کریں کسی رسُول کا جب تک

يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ
نہ لاوے ہمارے پاس قربانی کہ کھا جائے اُس کو آگ **ف۴** تو کہہ تم میں آچکے کتنے رسول مجھ سے پہلے

بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾
نشانیاں لے کر اور یہ بھی جو تم نے کہا پھر ان کو کیوں قتل کیا تم نے اگر تم سچے ہو **ف۵**

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ
پھر اگر یہ تجھ کو جھٹلاویں تو پہلے تجھ سے جھٹلائے گئے بہت رسُول جو لائے نشانیاں اور

وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ
صحیفے اور کتاب روشن **ف۶** ہر جی کو چکھنی ہے موت اور تم کو پورے

اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ
بدلے ملینگے قیامت کے دن **ف۷** پھر جو کوئی دُور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں

فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ
اس کا کام تو بن گیا اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر پونجی دھوکے کی **ف۸** البتہ تمہاری آزمائش

فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
ہوگی مالوں میں اور جانوں میں اور البتہ سنو گے تم اگلی کتاب والوں

وقف لازم

فوائد صفحہ ہذا - **ف۱** یعنی محض اتنا ہی نہیں کہ یہود انتہائی بخل کی وجہ سے پیسہ خرچ کرنا نہیں جانتے، بلکہ جب خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم سنتے ہیں تو مذاق اُڑاتے ہیں اور حق تعالیٰ کی جناب میں گستاخانہ کلمات بکنے سے بھی نہیں شرماتے۔ چنانچہ جب آیت مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا نازل ہوئی، کہنے لگے اللہ ہم سے قرض مانگتا ہے تو اللہ فقیر محتاج ہے اور ہم غنی مالدار ہیں، حالانکہ ایک غبی اور کوڑمغز بھی سمجھ سکتا ہے کہ انفاق فی وجوہ الخیر کو قرض سے تعبیر فرمانے میں انتہائی رحمت و شفقت کا اظہار تھا۔ ظاہر ہے کہ خدا اپنا دیا ہوا مال ہم سے ہماری مصالح میں ہمارے ہی دنیوی و اُخروی فائدہ کے لئے خرچ کراتا ہے، اُس کو ہمارے خرچ سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا اور بفرض محال پہنچے بھی تو مال اور ہر چیز اُسی کی مملوک ہے پھر حقیقی معنی میں اُس کو قرض کیسے کہہ سکتے ہیں۔ یہ اُس کا کمال کرم و احسان ہے کہ اس خرچ کا بہترین معاوضہ دینا بھی اپنے ذمہ لازم کر لیا اور اُس کو لفظ قرض سے ادا کر کے اس لزوم کو بحد موکد و مسجل کر دیا۔ مگر یہود اپنی کور چشمی اور خبث باطن سے احسان ماننے کے بجائے ان لفظوں کی ہنسی اڑانے لگے اور اللہ تعالیٰ کی جناب رفیع میں مسخراپن کرنے سے باز نہ رہے، اُس کو فرمایا کہ اللہ نے تمہاری یہ باتیں سُن لیں۔ اس پر جو کارروائی ہوگی اُس کے منتظر رہو۔
ف۲ یعنی عام ضابطہ کے موافق یہ ملعون اور ناپاک اقوال تمہارے دفتر سیئات میں درج کرائے دیتے ہیں۔ جہاں تمہاری قوم کے دوسرے ملعون اور ناپاک افعال درج ہیں، مثلاً معصوم نبیوں کا ناحق خون

(باقی صفحہ ۹۶)

بقیہ فوائد صفحہ ۹۵- بہانا کیونکہ جس طرح یہ نالائق جملہ ایک نمونہ ہے تمہاری خداشناسی کا، وہ نالائق کام نمونہ ہے تمہاری تعظیم انبیاء کا، جب یہ پوری مسل پیش ہوگی اُس وقت کہا جائیگا کہ لو اپنی شرارتوں کا مزہ چکھو۔ اور جس طرح تم نے طعن وتمسخر سے اولیاء اللہ کے دل جلائے تھے، اب عذاب الٰہی کی بھٹی میں جلتے رہو۔ **ف۳** یعنی جو کمایا تھا سامنے آیا۔ خدا کے یہاں ذرہ برابر ظلم نہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ (نساء رکوع ۶) اگر بفرض محال ظلم کرنا خدا کی صفت ہوتی تو اس کی دوسری صفات کی طرح وہ بھی کامل ہی ہوتی اس لئے اگر معاذ اللہ خدا کو ظالم فرض کیا جائے تو پھر "ظالم" کیا "ظلّام" ہی کہنا پڑیگا۔ اُس کا ایک رتی ظلم بھی پہاڑوں سے کم نہیں ہو سکتا گویا "ظلّام" کا صیغہ لا کر متنبہ کر دیا کہ اُس کی بارگاہ میں ادنیٰ سا ادنیٰ ظلم تجویز کرنا، انتہائی ظالم قرار دینے کا مرادف ہے (تعالیٰ اللّٰہ عما یقول الظالمون علوًا کبیرا) **ف۴** بعضے رسولوں سے یہ معجزہ ظاہر ہوا تھا کہ قربانی یا کوئی چیز اللہ نام کی نیاز کی، تو آسمان سے آگ آکر اس کو کھا گئی، یہ علامت تھی اُس کے قبول ہونے کی، چنانچہ موجودہ "بائبل" میں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق ایسا واقعہ مذکور ہے۔ اب یہود بہانہ پکڑتے تھے کہ ہم کو یہ حکم ہے کہ جس سے یہ معجزہ نہ دیکھیں اُس پر یقین نہ لاویں اور یہ محض جھوٹے بہانے تھے اس قسم کا کوئی حکم اُن کی کتابوں میں موجود نہ تھا، نہ آج موجود ہے اور نہ ہر ایک نبی کی نسبت یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اُس کو یہ معجزہ ملا تھا۔ ہر پیغمبر کو حق تعالیٰ نے اوقات واحوال کے مناسب معجزات دیئے ہیں۔ لازم نہیں کہ ہر نبی ایک ہی معجزہ دکھلائے تو سچا ثابت ہو۔

مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا

سے — اور — مشرکوں سے — بدگوئی بہت — اور اگر تم صبر کرو

وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۸۶ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ

اور پرہیزگاری کرو — تو یہ — ہمت کے کام ہیں **ف۱** — اور جب اللہ نے — عہد لیا

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ

کتاب والوں سے — کہ اُس کو بیان کروگے لوگوں سے — اور — نہ — چھپاؤ گے

فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ

پھر پھینک دیا انہوں نے وہ عہد اپنی پیٹھ کے پیچھے — اور خرید کیا اُس کے بدلے تھوڑا سا — مول

فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝۱۸۷ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا

سو کیا بُرا ہے جو خریدتے ہیں **ف۲** — تو نہ سمجھ — کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنے کئے — پر

وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ

اور تعریف چاہتے ہیں — بن کئے پر — سو مت سمجھ اُن کو کہ — چھوٹ گئے

مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۸۸ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

عذاب سے — اور اُن کے لئے عذاب ہے دردناک **ف۳** — اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور

۱۹ ع ۱۰

الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۸۹ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

زمین کی — اور اللہ — ہر چیز پر قادر ہے **ف۴** — بیشک — آسمان — اور

وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۱۹۰

زمین کا بنانا — اور — رات اور دن کا آنا جانا — اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو **ف۵**

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَ

وہ جو — یاد کرتے ہیں — اللہ کو — کھڑے اور بیٹھے — اور کروٹ پر لیٹے **ف۶** — اور

يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا

فکر کرتے ہیں — آسمان اور زمین کی پیدائش میں — کہتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ

ف۵ یعنی اگر واقعی اپنے دعوے میں سچے ہو اور اسی خاص معجزہ کے دکھلانے پر تمہارا ایمان لانا موقوف ہے تو پہلے ایسے نبیوں کو تم نے کیوں قتل کیا جو اپنی صداقت کی کھلی نشانیوں کے ساتھ خاص یہ معجزہ بھی لیکر آئے تھے تمہارے اسلاف کا یہ فعل جس پر تم بھی آج تک راضی ہو، کیا اس کی دلیل نہیں کہ یہ سب تمہاری حیلہ سازی اور ہٹ دھرمی ہے کہ کوئی پیغمبر جب تک خاص یہی معجزہ نہ دکھلائیگا ہم نہ مانیں گے۔

ف۶ آپ کو تسلی دیجاتی ہے کہ ان ملعونوں کی کج بحثی اور ہٹ دھرمی سے ملول ودلگیر نہ ہوں اور نہ دوسرے مکذبین کی پروا کریں۔ آپ سے پہلے کتنے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں جو صاف نشانیاں (معجزات) چھوٹے صحیفے اور بڑی روشن کتابیں لے کر آئے تھے۔ انبیائے صادقین کی تکذیب معاندین کی قدیم عادت رہی ہے۔ آپ کو کچھ انوکھی بات پیش نہیں آئی۔

ف۷ یعنی موت کا مزہ سب کو چکھنا ہے، اُس کے بعد قیامت کے دن ہر جھوٹے سچے اور مصدق ومکذب کو اپنے اپنے کئے کا پورا بدلہ مل رہیگا "پورے" کا یہ مطلب کہ کچھ تھوڑا سا ممکن ہے قیامت سے پہلے ہی مل جائے مثلاً دنیا میں یا قبر میں۔

ف۸ یعنی دنیا کی عارضی بہار اور ظاہری ٹیپ ٹاپ بہت دھوکہ میں ڈالنے والی چیز ہے جس پر مفتون ہو کر اکثر بے وقوف آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ انسان کی اصلی کامیابی یہ ہے کہ یہاں رہ کر انجام کو سوچے اور وہ کام کرے جو عذاب الٰہی سے بچانیوالا اور جنت تک پہنچانے والا ہو۔ (تنبیہ) آیت میں اُن بعض متصوفین کا بھی رد ہو گیا جو دعوے کیا کرتے ہیں کہ ہمیں نہ جنت کی طلب، نہ دوزخ کا ڈر معلوم ہوا کہ دوزخ سے دور رہنا اور جنت میں داخل ہو جانا ہی اصل کامیابی ہے کوئی اعلیٰ ترین کامیابی جنت سے باہر رہ کر نصیب نہیں ہو سکتی۔ وفی الحدیث وَحَوْلَهَا نُدَنْدِنُ اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت سے ہم کو بھی یہ کامیابی عنایت فرمائے۔

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یہ خطاب مسلمانوں کو ہے کہ آیندہ بھی جان ومال میں تمہاری آزمائش ہوگی اور ہر قسم کی قربانیاں کرنی پڑینگی قتل کیا جانا زخمی ہونا، قید وبند کی تکلیف اٹھانا، بیمار پڑنا، اموال کا تلف ہونا اقارب کا چھوٹنا، اس طرح کی سختیاں پیش آئینگی، نیز اہل کتاب اور مشرکین کی زبانوں سے بہت جگر خراش اور دلآزار باتیں سننا پڑینگی۔ اُن سب کا علاج صبر وتقویٰ ہے، اگر صبر واستقلال اور پرہیزگاری سے ان سختیوں کا مقابلہ کروگے تو یہ بڑی ہمت اور اولوالعزمی کا کام ہوگا۔ جس کی تاکید حق تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ (تنبیہ) بخاری کی ایک حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت بدر سے پہلے نازل ہوئی، قتال کا حکم اس کے بعد ہوا، تاہم صبر وتقویٰ کا حکم مشروعیت قتال کے باوجود بھی فی الجملہ باقی ہے جس پر اخیر تک عمل ہوتا رہا ہے۔ ہاں صبر وعفو اور تغلیظ وتشدید کے مواقع کا پہچاننا ضروری ہے جو نصوص شرعیہ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اس آیت کو یہاں رکھنے سے شاید یہ غرض ہے کہ تم ان کفار ومنافقین کی گستاخیوں اور شرارتوں پر حد سے زیادہ طیش مت کھاؤ۔ ابھی بہت کچھ سننا پڑے گا۔ تکلیفیں اُٹھانی پڑینگی، صبر واستقلال سے اُن کا مقابلہ کرنیکے لئے تیار رہو۔ نیز دنیا کی زندگانی میں پڑ کر جو محض دھوکہ کی ٹٹی ہے، اس بات سے غافل نہ ہونا کہ خدا تعالیٰ جان اور مال دونوں میں تمہاری آزمائش کرنے والا ہے۔ **ف۲** یعنی علمائے اہل کتاب سے عہد لیا گیا تھا کہ جو احکام وبشارات کتاب اللہ میں ہیں انہیں صاف صاف لوگوں کے سامنے بیان کرینگے اور کوئی بات نہیں چھپائیں گے نہ ہیر پھیر کر کے انکے معنی بدلیں گے، مگر انہوں نے ذرہ برابر پروا نہ کی اور دنیا کے تھوڑے سے نفع کی خاطر سب عہد وپیمان توڑ کر احکام شریعت بدل ڈالے آیات اللہ میں لفظی ومعنوی تحریفات کیں جس چیز کا ظاہر کرنا سب سے زیادہ ضروری تھا یعنی پیغمبر آخر الزماں کی بشارت، اُسی کو سب سے زیادہ چھپایا، جسقدر مال خرچ کرنے میں بخل کرتے اُس سے بڑھ کر علم خرچ کرنے میں کنجوسی دکھائی۔ اور اس کنجوسی کا منشا بھی مال وجاہ اور متاع دنیا کی محبت کے سوا کچھ نہ تھا، یہاں ضمناً مسلمان اہل علم کو متنبہ فرما دیا کہ تم دنیا کی محبت میں پھنسکر ایسا نہ کرنا۔ **ف۳** یہود مسئلے غلط بتاتے، رشوتیں کھاتے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات وبشارات جان بوجھ کر چھپاتے تھے پھر خوش ہوتے کہ ہماری چالاکیوں کو کوئی پکڑ نہیں سکتا اور امید رکھتے کہ لوگ ہماری تعریف کریں کہ بڑے عالم اور دیندار حق پرست ہیں۔ دوسری طرف

(باقی صفحہ ۹۷)

بقیہ فوائد صفحہ ۹۶- منافقین کا حال بھی اُن کے مشابہ تھا- جب جہاد کا موقع آتا گھر میں چھپ کر بیٹھ رہتے اور اپنی اس حرکت پر خوش ہوتے کہ دیکھو کیسے جان بچائی- جب حضورؐ جہاد سے واپس تشریف لاتے تو غیر حاضری کے جھوٹے عذر پیش کر کے چاہتے کہ آپؐ سے اپنی تعریف کرائیں، ان سب کو بتلادیا گیا کہ یہ باتیں دنیا و آخرت میں خدا کے عذاب سے چھڑا نہیں سکتیں- اوّل تو ایسے لوگ دنیا ہی میں فضیحت ہوتے ہیں اور کسی وجہ سے یہاں بچ گئے تو وہاں کسی تدبیر سے نہیں چھوٹ سکتے (تنبیہ) آیت میں گو تذکرہ یہود یا منافقین کا ہے لیکن مسلمانوں کو بھی سُنا نا ہے کہ بُرا کام کر کے خوش نہ ہوں، بھلا کر کے اترائیں نہیں اور جو اچھا کام کیا نہیں اس پر تعریف کے اُمیدوار نہ رہیں- بلکہ کرنے کے بعد بھی مدح سرائی کی ہوس نہ رکھیں- **وہم** جب آسمان و زمین میں اسی کی سلطنت ہے تو مجرم بھاگ کر پناہ کہاں لے سکتا ہے اور جو ہر چیز پر قادر ہے اُسکے نفوذ و اختیار سے کون باہر ہو سکتا ہے- **وہ** یعنی عقلمند آدمی جب آسمان و زمین کی پیدائش اور اُنکے عجیب و غریب احوال و روابط اور دن رات کے مضبوط و محکم نظام میں غور کرتا ہے تو اُسکو یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ سارا مرتب و منظم سلسلہ ضرور کسی ایک مختار کل اور قادر مطلق فرمانروا کے ہاتھ میں ہے جس نے اپنی عظیم قدرت و اختیار سے ہر چھوٹی بڑی مخلوق کی حد بندی کر رکھی ہے کسی چیز کی مجال نہیں کہ اپنے محدود وجود اور دائرۂ عمل سے باہر قدم نکال سکے- اگر اس عظیم الشان مشین کا ایک پُرزہ یا اس کارخانہ کا ایک مزدور بھی مالک علی الاطلاق کی قدرت و اختیار سے باہر ہوتا تو مجموعۂ عالم کا یہ مکمل و محکم نظام ہرگز قائم نہ رہ سکتا-

بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (١٩١) رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنۡ تُدۡخِلِ

عبث نہیں بنایا تو پاک ہے سب عیبوں سے سو ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے ف۱ اے رب ہمارے جس کو تُو نے دوزخ میں

النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَيۡتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ (١٩٢) رَبَّنَاۤ اِنَّنَا

ڈالا سو اس کو رسوا کر دیا ف۲ اور نہیں کوئی گنہ گاروں کا مددگار ف۳ اے رب ہمارے

سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىۡ لِلۡاِيۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا ۖ

ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر ف۴ سو ہم ایمان لے آئے ف۵

رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَكَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ (١٩٣)

اے رب ہمارے اب بخش دے گناہ ہمارے اور دُور کر دے ہم سے بُرائیاں ہماری اور موت دے ہمکو نیک لوگوں کیساتھ ف۶

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخۡزِنَا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ

اے رب ہمارے اور دے ہمکو جو وعدہ کیا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطہ سے اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن ف۷

اِنَّكَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ (١٩٤) فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ اَنِّىۡ لَاۤ اُضِيۡعُ

بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ف۸ پھر قبول کی اُن کی دعا انکے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا

عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى ۚ بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَالَّذِيۡنَ

محنت کسی محنت کرنے والے کی تم میں سے مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو ف۹ پھر وہ لوگ کہ

هَاجَرُوۡا وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَاُوۡذُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ وَقٰتَلُوۡا

ہجرت کی انہوں نے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے

وَقُتِلُوۡا لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ

اور مارے گئے البتہ دُور کرونگا میں اُن سے برائیاں اُن کی اور داخل کرونگا اُن کو باغوں میں جن کے

مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ

نیچے بہتی ہیں نہریں ف۱۰ یہ بدلہ ہے اللہ کے ہاں سے اور اللہ کے ہاں ہے اچھا

الثَّوَابِ (١٩٥) لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِى الۡبِلَادِ ؕ (١٩٦) مَتَاعٌ قَلِيۡلٌ ۟

بدلہ ف۱۱ تجھ کو دھوکا نہ دے چلنا پھرنا کافروں کا شہروں میں یہ فائدہ ہے تھوڑا سا

ف۱ یعنی کسی حال خدا سے غافل نہیں ہوتے- اُس کی یاد ہمہ وقت اُنکے دل میں اور زبان پر جاری رہتی ہے جیسے حدیث میں رسول اللہ صلعم کی نسبت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کَانَ یَذکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحیَانِہٖ نماز بھی خدا کی بہت بڑی یاد ہے، اسی لئے آپؐ نے فرمایا کہ جو کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکے بیٹھ کر اور جو بیٹھ نہ سکے لیٹ کر پڑھ لے بعض روایات میں ہے کہ جس رات میں یہ آیات نازل ہوئیں نبی کریم صلعم کھڑے، بیٹھے، لیٹے، ہر حالت میں اللہ کو یاد کر کے روتے رہے۔

فوائد صفحہ ہذا- ف۱ یعنی ذکر و فکر کے بعد کہتے ہیں کہ خداوندا! یہ عظیم الشان کارخانہ آپ نے بیکار پیدا نہیں کیا، جس کا کوئی مقصد نہ ہو یقیناً ان عجیب و غریب حکیمانہ انتظامات کا سلسلہ کسی عظیم و جلیل نتیجہ پر منتہی ہونا چاہئے- گویا یہاں سے اُن کا ذہن تصوّر آخرت کی طرف منتقل ہو گیا جو فی الحقیقت دنیا کی موجودہ زندگی کا آخری نتیجہ ہے اسی لئے آگے دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہنے کی دعا کی، اور درمیان میں خدا تعالیٰ کی تسبیح و تنزیہ بیان کر کے اشارہ کر دیا کہ جو احمق قدرت کے ایسے صاف و صریح نشان دیکھتے ہوئے تجھ کو نہ پہچانیں یا تیری شان کو گھٹائیں یا کارخانۂ عالم کو محض عبث و لعب سمجھیں، تیری بارگاہ اُن سب کی ہزلیات و خرافات سے پاک ہے- اس آیت سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین اور دیگر مصنوعاتِ الٰہیہ میں غور و فکر کرنا وہ ہی محمود ہو سکتا ہے جس کا نتیجہ خدا کی یاد اور آخرت کی طرف توجہ ہو، باقی جو مادہ پرست ان مصنوعات کے تاروں میں اُلجھ کر رہ جائیں اور صانع کی صحیح معرفت تک نہ پہنچ سکیں، خواہ دنیا انہیں بڑا محقق اور سائنسداں کہا کرے، مگر قرآن کی زبان میں وہ اولوا الالباب نہیں ہو سکتے، بلکہ پرلے درجہ کے جاہل و احمق ہیں-

ف۲ جو شخص جتنی دیر دوزخ میں رہیگا اسی قدر رسوائی سمجھو- اس قاعدہ سے دائمی رسوائی صرف کفار کے لئے ہے جن آیات میں عامۂ مومنین سے خزی (رسوائی) کی نفی کی گئی ہے وہاں یہ ہی معنی سمجھنے چاہئیں-

ف۳ یعنی جس کو خدا دوزخ میں ڈالنا چاہے، کوئی حمایت کر کے بچا نہیں سکتا- ہاں جن کو ابتداء میں یا آخر میں چھوڑنا اور معاف کر دینا ہی منظور ہو گا (جیسے عصاۃ مومنین) اُنکے لئے شفعاء کو اجازت دیجائیگی کہ سفارش کر کے بخشوائیں- وہ اسکے مخالف نہیں، بلکہ آیات و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے-

ف۴ یعنی نبی کریم صلعم جنہوں نے بڑی اونچی آواز سے دنیا کو پکارا- یا قرآن کریم جسکی آواز گھر گھر میں پہنچ گئی- **ف۵** پہلے ایمان عقلی کا ذکر تھا، یہ ایمان سمعی ہوا جس میں ایمان بالرسول اور ایمان بالقرآن بھی درج ہو گیا- **ف۶** یعنی ہمارے بڑے گناہ بخش دے، اور چھوٹی موٹی برائیوں پر پردہ ڈال دے اور جب اٹھانا ہو نیک بندوں کے زمرہ میں شامل کر کے دنیا سے اُٹھالے- **ف۷** یعنی پیغمبروں کی زبانی، انکی تصدیق کرنے پر جو وعدے آپ نے کئے ہیں مثلاً دنیا میں آخر کار اعداء اللہ پر غالب و منصور کرنا اور آخرت میں جنت و رضوان سے سرفراز فرمانا، اُن سے ہم کو اس طرح بہرہ اندوز کیجئے کہ قیامت کے دن ہماری کسی قسم کی ادنیٰ سے ادنیٰ رسوائی بھی نہ ہو-

ف۸ یعنی آپکے ہاں تو وعدہ خلافی کا احتمال نہیں، ہم میں احتمال ہے کہ مبادا ایسی غلطی نہ کر بیٹھیں جو آپکے وعدوں سے مستفید نہ ہو سکیں- اسلئے درخواست ہے کہ ہم کو اُن اعمال پر مستقیم رہنے کی توفیق دیجئے جنکی آپکے وعدوں سے متمتع ہونیکے لئے ضرورت ہے- **ف۹** یعنی مرد ہو یا عورت ہمارے ہاں کسی کی محنت ضائع نہیں جاتی- جو کام کریگا اُس کا پھل پائیگا، یہاں عمل شرط ہے- نیک عمل کر کے ایک عورت بھی اپنی استعداد کے موافق آخرت کے وہ درجات حاصل کر سکتی ہے جو مرد حاصل کر سکتے ہیں- جب تم مرد و عورت ایک نوع انسانی کے افراد ہو، ایک آدم سے پیدا ہوئے ہو، ایک رشتۂ اسلامی میں منسلک ہو، ایک اجتماعی زندگی اور امور معاشرت میں شریک رہتے ہو تو اعمال اور اُنکے ثمرات میں بھی اپنے کو ایک ہی سمجھو- روایات میں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تھا! یا رسول اللہ! قرآن میں کہیں ہم عورتوں کی ہجرت وغیرہ اعمال حسنہ کا بالتخصیص ذکر نہیں آتا اس کا جواب اس آیت میں دیا گیا- **ف۱۰** یعنی جب کسی عمل کرنیوالے کا چھوٹا موٹا عمل بھی ضائع نہیں ہوتا، پھر اُن مردان خدا کا تو پوچھنا ہی کیا ہے جنہوں نے کفر و عصیان چھوڑنے کے ساتھ دار الکفر بھی چھوڑ دیا یعنی

(باقی صفحہ ۹۸)

ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

پھر اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے ‏ اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے ‏ ف۱ ‏ لیکن جو لوگ ‏ ڈرتے رہے

رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا

اپنے رب سے انکے لئے باغ ہیں ‏ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ‏ ہمیشہ رہینگے اُن میں ‏ ف۲ ‏ مہمانی

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ

ہے اللہ کے ہاں سے ‏ ف۳ ‏ اور جو اللہ کے ہاں ہے سو بہتر ہے نیکبختوں کیواسطے ‏ اور کتاب والوں ‏ میں

الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ

بعضے وہ بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر ‏ اور جو اترا تمہاری طرف ‏ اور جو اُترا ان کی طرف

خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

عاجزی کرتے ہیں اللہ کے آگے ‏ نہیں خریدتے ‏ اللہ کی آیتوں پر مول تھوڑا ‏ یہی ہیں جن کے لئے

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

مزدوری ہے اُن کے رب کے ہاں ‏ ف۴ ‏ بے شک اللہ جلد لیتا ہے حساب ‏ ف۵ ‏ اے ‏ ایمان

ع ۲۰/۱۱ ‏ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع

والو ‏ صبر کرو ‏ اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو ‏ اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو ‏ ف۶

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ نساء مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو چھہتر آیتیں ‏ اور ‏ چوبیس رکوع ‏ ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان ‏ نہایت رحم والا ‏ ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

اے لوگو ‏ ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تم کو ‏ ایک ‏ جان سے

وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ

اور اُسی سے پیدا کیا اُس کا جوڑا ‏ اور پھیلائے اُن دونوں سے بہت مرد ‏ اور عورتیں ‏ ف۷

بقیہ فوائد صفحہ ۹۷ - وطن، خویش و اقارب، اہل و عیال اور مال و منال سب کو خیرباد کہہ کر دارالاسلام کی طرف نکل کھڑے ہوئے کفار نے اُن پر وہ ظلم و ستم توڑے کہ گھروں میں ٹھہرنا محال ہو گیا۔ وطن چھوڑنے اور گھر بار ترک کرنے پر بھی دشمنوں نے چین نہ لینے دیا۔ طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتے رہے اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ وہ میرا نام لیتے تھے اور میرا کلمہ پڑھتے تھے یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ (الممتحنہ رکوع ۱) وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (بروج رکوع ۱) آخر وہ میرے راستہ میں لڑے اور لڑ کر جان دیدی۔ یہ بندے ہیں جن کی تمام تقصیرات معاف کر دی گئیں اور جنت اُنکا انتظار کر رہی ہے۔ **ف۱۱** یعنی اچھا بدلہ تو خدا ہی کے پاس ہے اور کہیں سے نہیں مل سکتا۔ یا یہ مطلب ہو کہ اس بدلہ سے بھی اچھا بدلہ خدا کے پاس ہے یعنی اس کا دیدار مبارک۔ رزقنا اللّٰہ وسائر المؤمنین۔

فوائد صفحہ ہذا - ف۱ یعنی کفار جو ادھر اُدھر تجارت وغیرہ کر کے دولت کماتے اور اکڑتے پھرتے ہیں مسلمان کو چاہئے کہ اُن سے دھوکہ نہ کھائے یہ محض چند روز کی بہار ہے۔ اگر ایک شخص کو چار دن پلاؤ، قورمے کھلانے کے بعد پھانسی یا حبس دوام کی سزا دی جائے تو وہ کیا خوش عیش ہوا، خوش عیش وہ ہے جو تھوڑی سی محنت اور تکلیف اٹھا کر ہمیشہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی راحت و آسایش کا سامان مہیا کر لے۔ **ف۲** اب اس عیش و کامیابی کا اُس چند روزہ بہار سے مقابلہ کر دو کہ یہ بہتر ہے یا وہ؟ **ف۳** مہمان اس لئے کہا کہ مہمان کو اپنے کھانے پینے کی کچھ فکر کرنی نہیں پڑتی۔ عزت اور آرام سے بیٹھے بٹھائے ہر چیز تیار ملتی ہے۔

ف۴ اوپر عام متقین کا حال بیان ہوا تھا۔ اب اہل کتاب میں جو متقی ہوں اُن کا خصوصیت سے ذکر فرماتے ہیں۔ یعنی جو اہل کتاب اللہ پر ٹھیک ٹھیک ایمان لائے، قرآن کو مانا اور چونکہ خود قرآن تورات و انجیل کی تصدیق کرتا ہے اُن کو بھی مانا، مگر اس طرح نہیں، جیسے دنیا پرست احبار مانتے تھے کہ تھوڑے سے دنیوی فائدہ کی خاطر آیات اللہ کو چھپا لیا یا بدل ڈالا، بلکہ خدا کے آگے عاجزی اور اخلاص سے گرے اور جس طرح اس نے کتابیں اتاری تھیں ٹھیک ٹھیک اسی اصلی رنگ میں اُن کو تسلیم کیا۔ نہ بشارات کو چھپایا، نہ احکام کو بدلا۔ ایسے پاکباز حق پرست اہل کتاب کے لئے اللہ کے ہاں مخصوص اجر ہے۔ چنانچہ قرآن و حدیث کی تصریحات سے ثابت ہے کہ ایسے اہل کتاب کو دوہرا اجر ملے گا۔

ف۵ یعنی حساب کا دن کچھ دُور نہیں، جلد آنیوالا ہے اور جب حساب شروع ہوگا تمام دُنیا کا پائی پائی حساب بہت جلد بیباق کر دیا جائیگا

ف۶ خاتمہ پر مسلمانوں کو ایک نہایت جامع و مانع نصیحت فرما دی، جو گویا ساری سورت کا ماحصل ہے، یعنی اگر کامیاب ہونا اور دنیا و آخرت میں مراد کو پہنچنا چاہتے ہو تو سختیاں اُٹھا کر بھی طاعت پر جمے رہو، معصیت سے رُکو، دشمن کے مقابلہ میں مضبوطی اور ثابت قدمی دکھلاؤ، اسلام اور حدود اسلام کی حفاظت میں لگے رہو، جہاں سے دشمن کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہو وہاں آہنی دیوار کی طرح سینہ سپر ہو کر ڈٹ جاؤ۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ (انفال رکوع ۸) اور ہر وقت ہر کام میں خدا سے ڈرتے رہو۔ یہ کر لیا تو سمجھو کہ مراد کو پہنچ گئے۔ اللّٰھم اجعلنا مفلحین وفائزین بفضلك ورحمتك فی الدنیا والاٰخرۃ اٰمین۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلعم تہجد کے لئے اُٹھتے تو آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر یہ دس آیتیں اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے ختم سورۃ تک تلاوت کرتے تھے۔

تم سورۃ آل عمران بمنہ وحسن توفیقہ - فلہ الحمد والمنۃ وعلی رسولہ
الف الف سلام وتحیہ

ف۷ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے اوّل تو حضرت حوّا کو اُن کی بائیں پسلی سے نکالا، پھر ان دونوں سے تمام مرد اور عورتوں کو پیدا کیا، اور دنیا میں پھیلایا تو حقیقت میں تمام آدمی ایک جان اور ایک شخص سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے۔ مطلب یہ ہے کہ جب تم سب کو عدم سے وجود میں لانیوالا اور پھر تم کو باقی اور قائم رکھنے والا وہی ہے تو اس سے ڈرنا اور اسکی فرمانبرداری ضروری بات ہے۔ اس سے اشارہ ہو گیا دو مضمونوں کی طرف، اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ تم سب کا خالق اور موجد ہے، دوسرے یہ کہ تمام آدمیوں کیلئے سبب وجود کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے سب کو پیدا فرمایا، ایک ہی جان یعنی ابوالبشر آدم علیہ السلام ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ ہمارا اصلی تعلق تو اللہ سے ہے کیونکہ علت تامہ اور اسکے معلول میں جسقدر تعلق اور قرب اور علاقہ احتیاج ہوتا ہے وہ کسی میں ممکن نہیں اسکے بعد وہ تعلق اور قرب ہے جو افراد انسانی میں باہم پایا جاتا ہے کیونکہ اُن کا سبب وجود اور مخلوق منہ بالکل شے واحد ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ اول تو ہمارے ذمہ پر خدا تعالیٰ کی اطاعت لازم ہونی چاہئے کہ وہ ہمارا خالق ہے اس کے بعد تمام مخلوقات میں خاص اپنے بنی نوع کی رعایت اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہم پر ضروری ہونا چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کے لئے مخلوق منہ اور سبب وجود ایک چیز کو مقرر فرمایا تو جو قرب اور جو اتحاد افراد انسانی میں باہم موجود ہے وہ کسی دوسری چیز کے ساتھ حاصل نہیں، اسی وجہ سے شرعاً اور عقلاً آدمیوں میں باہم حسن سلوک ایسا ضروری اور بدسلوکی اس قدر مذموم ہے جو اوروں کے ساتھ نہیں، جس کی تفصیل نصوص اور احکام شرعیہ میں برابر موجود ہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے اسی مضمون کو بیان کیا ہے۔ **قطعہ** بنی آدم اعضائے یک دیگر اند ۔ کہ در آفرینش زیک جوہر اند چو عضوے بدرد آورد روزگار ۔ دگر عضوہا را نماند قرار ۔ تو اس موقع میں حق تعالیٰ نے اپنی خالقیت ظاہر فرما کر اپنی اطاعت کا حکم دیا اور بنی آدم کے اتحاد اصلی کو جتلا کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ باہم ایک ہو کر رہو چنانچہ آیت کے آئندہ حصہ میں اس اشارہ کو ظاہر کر دیا۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ

اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطہ سے سوال کرتے ہو آپس میں اور خبردار رہو قرابت والوں سے ف۱ بیشک اللہ تم پر

رَقِيْبًا ﴿۱﴾ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪

نگہبان ہے ف۲ اور دے ڈالو یتیموں کو اُن کا مال اور بدل نہ لو بُرے مال کو اچھے مال سے

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ﴿۲﴾

اور نہ کھاؤ اُن کے مال اپنے مالوں کے ساتھ یہ ہے بڑا وبال ف۳

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ

اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کر لو جو اور عورتیں تم کو خوش

النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً

آویں دو دو تین تین چار چار ف۴ پھر اگر ڈرو کہ اُن میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ﴿۳﴾ ؕ وَاٰتُوا النِّسَآءَ

یا لونڈی جو اپنا مال ہے ف۵ اس میں امید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو گے ف۶ اور دے ڈالو عورتوں کو

صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَىْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ

مہر اُن کے خوشی سے ف۷ پھر اگر وہ اُس میں سے کچھ چھوڑ دیں تم کو اپنی خوشی سے

هَنِيْٓــًٔـا مَّرِيْٓــــًٔا ﴿۴﴾ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ

تو اُس کو کھاؤ رچتا پچتا ف۸ اور مت پکڑا دو بے عقلوں کو اپنے وہ مال جن کو بنایا ہے

اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا

اللہ نے تمہارے گذران کا سبب اور اُن کو اُس میں سے کھلاتے اور پہناتے رہو اور کہو اُن سے بات

مَّعْرُوْفًا ﴿۵﴾ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ

معقول ف۹ اور سدھاتے رہو یتیموں کو جب تک پہنچیں نکاح کی عمر کو پھر اگر دیکھو

مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا

اُن میں ہوشیاری تو حوالہ کر دو اُن کے مال اُن کا ف۱۰ اور کھا نہ جاؤ یتیموں کا مال ضرورت سے زیادہ

ف خالق اور رب یعنی موجد اور مبقی ہونے کے علاوہ اللہ سے ڈرنے اور اسکی اطاعت کے وجوب کی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ تم اُس کا واسطہ دیکر آپس میں ایکدوسرے سے اپنے حقوق اور فوائد طلب کرتے ہو اور آپسمیں اُسکی قسمیں دیتے ہو اور اُن پر اطمینان حاصل کرتے کراتے ہو یعنی اپنے باہمی معاملات اور حاجات عارضہ میں بھی اُسی کا ذریعہ پکڑتے ہو مطلب یہ ہوا کہ وجود اور بقا ہی میں احتیاج منحصر نہیں، بلکہ تمام حاجتوں اور کاموں میں بھی اسکے محتاج ہو اسلئے اسکی اطاعت کا ضروری ہونا اور بھی محقق ہو گیا اسکے بعد تم کو یہ حکم ہے کہ قرابت سے بھی ڈرو یعنی اہل قرابت کے حقوق ادا کرتے رہو، اور قطع رحم اور بدسلوکی سے بچو۔ بنی نوع یعنی تمام افراد انسانی کیساتھ علی العموم سلوک کرنا تو آیت کے پہلے حصہ میں آچکا تھا اہل قرابت کیساتھ چونکہ قرب و اتحاد مخصوص اور بڑھا ہوا ہے اسلئے اُنکی بدسلوکی سے اب خاص طور پر ڈرایا گیا، کیونکہ انکے حقوق دیگر افراد انسانی سے بڑھے ہوئے ہیں، چنانچہ حدیث قدسی قال اللہ تبارک وتعالیٰ انا اللہ وانا الرحمٰن خلقت الرحم وشققت لها من اسمی فمن وصلها وصلته ومن قطعها قطعته اور حدیث خلق اللہ الخلق فلما فرغ منه قامت الرحم فاخذت بحقوی الرحمٰن فقال مه قالت هذا مقام العائذ منك من القطیعة قال الا ترضین ان اصل من وصلك واقطع من قطعك قالت بلٰی یارب قال فذاك اور حدیث الرحم شجنة من الرحمٰن فقال اللہ من وصلك وصلته ومن قطعك قطعته اور حدیث الرحم معلقة بالعرش تقول من وصلنی وصله اللہ ومن قطعنی قطعه اللہ اس پر شاہد ہیں اور رحم کے اختصاص مذکور اور تعلق کی طرف مشیر ہیں تو اب نتیجہ یہ نکلا کہ معدن وجود اور منشائے وجود کے اتحاد کے باعث تو تمام بنی آدم میں رعایت حقوق اور حسن سلوک ضروری ہے اسکے بعد اگر کسی موقع میں کسی خصوصیت کی وجہ سے اتحاد میں زیادتی ہو جائیگی جیسے اقارب ہیں یا کسی موقع میں شدت احتیاج پائی جائیگی جیسے یتامٰی اور مساکین وغیرہ تو وہاں رعایت حقوق میں بھی ترقی ہو جائیگی، انکے علاوہ جب حکم خداوندی بھی صاف آگیا کہ ارحام کے حقوق کی رعایت اور حفاظت رکھو تو اب تو اُس کی تاکید انتہا کو پہنچ گئی چنانچہ اس سورت میں اکثر احکام اسی تعلق عام اور دیگر تعلقات خاصہ کے متعلق مذکور ہیں گویا وہ احکام اس امر کلی کی جو کہ یہاں مذکور ہوا تفصیل ہیں۔

ف۲ یعنی تمہارے تمام احوال و اعمال سے واقف ہے اُسکے حکم کی متابعت کرو گے تو ثواب پاؤ گے ورنہ مستحق عذاب ہو گے اور تمہارے تعلقات ارحام اور اُن کے مراتب اور ہر ایک کے مناسب اُسکے حقوق کو بھی خوب جانتا ہے اسلئے اسکے متعلق جو تم کو حکم دے اسکو حق سمجھو اور اس پر عمل کرو۔

ف۳ یعنی یتیم بچے جن کا کہ باپ مر گیا ہو اُنکے متعلق انکے ولی اور سرپرست کو یہ حکم ہے کہ جب وہ بالغ ہو جائیں تو انکا مال اُنکے سپرد کر دے اور زمانہ تولیت میں یتیموں کی کسی اچھی چیز کو لیکر اُسکے معاوضہ میں بُری اور گھٹیا چیز انکے مال میں شامل نہ کر دے اور انکے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاوے، مثلاً ولی کو اجازت ہے کہ اپنا اور یتیم کا کھانا مشترک اور شامل رکھے مگر یہ ضرور ہے کہ یتیم کا نقصان نہ ہونے پائے یہ نہ ہو کہ اس شرکت کے بہانے سے یتیم کا مال کھا جاوے اور اپنا نفع کر لے کیونکہ یتیم کا مال کھانا سخت گناہ ہے۔ احکام متعلقہ ارحام میں یتیموں کے حکم کو شاید اسلئے مقدم بیان فرمایا کہ یتیم اپنی بے سروسامانی اور مجبوری اور بیچارگی اور بیکسی کے باعث رعایت و حفاظت اور شفقت کا نہایت محتاج ہے اور اسی اہتمام کی وجہ سے تبدیل اور شرکت کے نقصان کی بھی کھول کر ممانعت فرما دی اور آئندہ متعدد آیات میں بھی یتیموں کے متعلق چند احکام ارشاد ہوئے جن سے اہتمام مذکور ظاہر و باہر معلوم ہوتا ہے، اور یہ تمام احکام اور تاکیدات جملہ یتیموں کے حق میں ہیں البتہ وہ یتیم جو قرابتدار ہیں اُنکے بارہ میں تاکید میں زیادہ شدت ہو گی اور وہی شان نزول اور سبب ربط بین الآیات ہیں اور عادت و عُرف کے بھی موافق ہیں کیونکہ یتیم بچہ کا ولی اکثر اس کا کوئی قریب ہی ہوتا ہے۔

ف۴ احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ یتیم لڑکیاں جو اپنے ولی کی تربیت میں ہوتی تھیں اور وہ لڑکی اس ولی کے مال اور باغ میں بوجہ قرابت باہمی شریک ہوتی تو اب دو صورتیں پیش آتیں کبھی تو یہ ہوتا کہ ولی کو اُس کا جمال اور مال دونوں مرغوب ہوتے تو وہ ولی اس سے تھوڑے سے مہر پر نکاح کر لیتا کیونکہ دوسرا شخص اُس لڑکی کا حق مانگنے والا تو کوئی ہے ہی نہیں اور کبھی یہ ہوتا کہ یتیم لڑکی کی صورت تو مرغوب ہوتی مگر ولی یہ خیال کرتا کہ دوسرے سے نکاح کر دونگا تو لڑکی کا مال میرے قبضہ سے نکل جائیگا اور میرے مال میں دوسرا شریک ہو جاویگا۔ اس مصلحت سے نکاح تو جوں توں کر لیتا مگر منکوحہ سے کچھ رغبت نہ رکھتا۔ اُس پر یہ آیت اتری اور اولیا کو ارشاد ہوا کہ اگر تم کو اس بات کا ڈر ہے کہ تم یتیم لڑکیوں کی بابت انصاف نہ کر سکو گے اور اُن کے مہر اور اُن کے ساتھ حسن معاشرت میں تم سے کوتاہی ہو گی تو تم اُن سے نکاح مت کرو بلکہ اور عورتیں جو تم کو مرغوب ہوں ان سے ایک چھوڑ چار تک کی تم کو اجازت ہے، قاعدۂ شریعت کے موافق اُن سے نکاح کر لو تاکہ یتیم لڑکیوں کو بھی نقصان نہ پہنچے کیونکہ تم اُنکے حقوق کے حامی رہو گے اور تم بھی کسی خرابی اور گناہ میں نہ پڑو جاننا چاہئے کہ مسلمان آزاد کیلئے زیادہ سے زیادہ چار نکاح تک اور غلام کیلئے دو تک کی اجازت ہے اور حدیثوں میں بھی اسکی تصریح ہے اور ائمہ دین کا بھی اسی پر اجماع ہے اور تمام اُمت کیلئے یہی حکم ہے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپؐ کا امتیاز ہے کہ اس سے زائد کی اجازت ہے۔ فائدہ یتیم لڑکیوں کے نکاح کی تیسری صورت یہ بھی حدیث میں ہے کہ جس یتیم لڑکی کی طرف صورت اور مال دونوں وجہ سے بے رغبتی ہوتی تھی اُس کا نکاح ولی دوسری جگہ کر دیتا تھا مگر ظاہر ہے کہ اس آیت کو اُس صورت سے تعلق نہیں۔ ف۵ یعنی اگر تم کو اس کا ڈر ہو کہ کئی عورتوں میں انصاف اور مساوات کے مطابق معاملہ نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی نکاح پر قناعت کر دیا صرف لونڈیوں پر ایک ہو یا زیادہ بس کر دیا چاہو تو ایک منکوحہ کے ساتھ ایک یا چند

بقیہ فوائد صفحہ ۹۹ - لونڈیوں کو جمع کرلو۔ ف۶ یعنی صرف ایک عورت سے نکاح کرنے میں یا فقط اپنی لونڈی یا اپنی لونڈیوں پر قناعت کرنے میں یا ایک نکاح کیساتھ ایک لونڈی یا چند لونڈیوں کو جمع کرنے میں اس بات کی توقع ہے کہ تم بے انصافی اور خلاف عدل سے محفوظ رہو کیونکہ زوجات کے جو حقوق ہیں وہ اپنی مملوکہ لونڈی کے نہیں کہ اُن میں عدل نہ ہونے سے تم پر مواخذہ ہو نہ اُن کے لئے مہر ہے نہ معاشرت کے لئے کوئی حد مقرر ہے۔ فائدہ جسکے کئی عورتیں ہوں تو اُس پر واجب ہے کہ کھانے پینے اور لینے دینے میں اُن کو برابر رکھے اور رات کو اُنکے پاس رہنے میں باری برابر باندھے اگر برابری نہ کریگا تو قیامت کو وہ مفلوج ہوگا ایک کروٹ گھسٹتی چلیگی اور کسی کے نکاح میں ایک حرہ اور ایک لونڈی ہو تو لونڈی کو حرہ سے نصف باری ملیگی اور جو لونڈی اپنی ملک میں ہو اُسکا باری میں کوئی حق مقرر نہیں مالک کی خوشی پر ہے۔ ف۷ یعنی جن عورتوں سے نکاح کرو اُنکے مہر خوشدلی اور رغبت کے ساتھ خود ادا کردو اُن کا کوئی حامی اور تم سے تقاضا کرکے وصول کرنیوالا ہو یا نہ ہو۔ ایسا کرو تو پھر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج ہی نہیں، حرج تو جب ہے کہ مہر دینے میں یا اُنکے کسی حق کے ادا کرنے میں گرانی ہو۔
ف۸ یعنی اگر عورت اپنی خوشی سے مہر میں سے کوئی مقدار زوج کو معاف کردے یا لیکر پھر زوج کو ہبہ کردے تو اس میں کچھ حرج نہیں زوج اُس کو خوشی سے کھالے جو کھانا لذیذ ہو اور طبیعت اس کو رغبت کے ساتھ قبول کرلے اسکو ہنئ کہتے ہیں اور جو کھانا ہضم ہو کر بخوبی جزو بدن اور موجب صحت و قوت ہو وہ مرئ ہے۔

وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَ
اور حاجت سے پہلے کہ یہ بڑے نہ ہو جائیں ف۱ اور جس کو حاجت نہ ہو تو مال یتیم سے بچتا رہے اور

مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ
جو کوئی محتاج ہو تو کھاوے موافق دستور کے ف۲ پھر جب اُن کو حوالہ کرو

اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۶
اُن کے مال تو گواہ کرلو اُس پر اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو ف۳

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَآءِ
مردوں کا بھی حصہ ہے اُس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کا بھی

نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ
حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے تھوڑا ہو یا بہت ہو

نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝۷ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
حصہ مقرر کیا ہوا ہے ف۴ اور جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم

وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۸
اور محتاج تو اُن کو کچھ کھلا دو اس میں سے اور کہہ دو اُن کو بات معقول ف۵

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا
اور چاہیئے کہ ڈریں وہ لوگ کہ اگر چھوڑی ہے اپنے پیچھے اولاد ضعیف تو اُن پر اندیشہ کریں

عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ
یعنی ہمارے پیچھے ایسا ہی حال اُن کا ہوگا تو چاہیئے کہ ڈریں اللہ سے اور کہیں بات سیدھی ف۶ جو لوگ کہ

يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ
کھاتے ہیں مال یتیموں کا ناحق وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر

نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰ ع يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ
رہے ہیں اور عنقریب داخل ہونگے آگ میں ف۷ حکم کرتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد کے حق میں کہ ایک مرد کا

ع ۱۲

ف۹ یعنی بے سمجھ لڑکوں کے ہاتھ میں اُن کا وہ مال مت دیدو کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کے لئے سامانِ معیشت بنایا ہے، بلکہ اس کی پوری حفاظت رکھو اور اندیشۂ ہلاکت سے بچاؤ اور جب تک اُنکو نفع نقصان کا ہوش نہ آئے، اُس وقت تک اُن کو اس میں سے کھلاؤ پہناؤ اور تسلی کرتے رہو کہ یہ سب مال تمہارا ہی ہے، ہم تو تمہاری خیر خواہی کرتے ہیں، جب سمجھدار ہو جاؤ گے تم کو ہی دے دینگے۔
ف۱۰ یعنی یتیموں کو سدھاتے اور آزماتے رہو، بلوغ کے وقت تک پھر بلوغ کے بعد اگر اُن میں اپنے نفع نقصان کی سمجھ اور حفاظت و انتظام مال کا سلیقہ پاؤ تو اُن کا مال اُن کے حوالے کردو۔ یتیموں کے سدھانے اور آزمانے کی عمدہ صورت یہی ہے کہ کم قیمت معمولی چیزوں کی ان سے خرید و فروخت کرائی جائے اور اُس کا طریقہ انکو بتایا جائے، اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ کی بیع و شرا ولی کی اجازت سے جو ہوگی وہ درست ہوگی، امام ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے۔ - اور اگر بالغ ہو کر بھی اُس میں ہوشیاری نہ آئے تو امام ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ پچیس برس کی عمر تک انتظار کرو۔ اس درمیان میں جب اس کو سمجھ آجائے مال اسکے حوالے کردو، ورنہ پچیس سال پر ہر حال میں اُس کا مال اُس کو دیدو۔ پوری سمجھ آئے یا نہ آئے۔

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی یتیم کے مال کو ضرورت سے زیادہ صرف کرنا منع ہے، مثلاً ایک پیسہ کی جگہ دو پیسے صرف کردو اور یہ بھی منع ہے کہ اس بات سے گھبرا کر کہ یتیم بڑے ہو کر اپنا مال ہم سے لے لینگے خرچ کرنے میں جلدی کرنے لگو، خلاصہ یہ ہوا کہ یتیم کے مال کو بقدر ضرورت اور بروقت ضرورت صرف کرنا چاہیئے۔
ف۲ یعنی یتیم کا مال ولی اپنے خرچ میں نہ لائے اور اگر یتیم کی پرورش کرنیوالا محتاج ہو تو البتہ اپنی خدمت کرنے کے موافق یتیم کے مال میں سے تحقیق لے لیوے مگر غنی کو کچھ لینا ہرگز جائز نہیں۔
ف۳ جب کسی بچہ کا باپ مر جائے تو چاہیئے کہ چند مسلمانوں کے روبرو یتیم کا مال لکھ کر امانتدار کو سونپ دیں، جب یتیم بالغ ہوشیار ہو جائے تو اس تحریر کے موافق اس کا مال اسکے حوالہ کردیں اور جو کچھ خرچ ہوا ہو وہ اسکو سمجھا دیں، اور جو کچھ یتیم کے حوالہ کیا جائے شاہدوں کو دکھلا کر حوالہ کریں۔ شاید کسی وقت اختلاف ہو تو بسہولت طے ہو سکے اور اللہ تعالیٰ ہر ہر چیز کی حفاظت کرنیوالا اور حساب سمجھنے والا کافی ہے اُس کو کسی حساب یا شہادت کی حاجت نہیں یہ سب باتیں تمہاری سہولت اور صفائی کی وجہ سے مقرر فرمائیں۔ جاننا چاہیئے کہ یتیم کا مال لینے اور دینے کے وقت گواہ کرنا اور اس کو لکھ لینا مستحب ہے۔ ف۴ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے یہ رسم تھی کہ بیٹیوں کو چھوٹی ہوں یا بڑی میراث نہیں دیتے تھے اور بیٹے جو نابالغ ہوتے تھے اُنکو بھی میراث نہیں ملتی تھی صرف مردوں کو جو بڑے اور دشمنوں سے مقابلہ کے کام کے ہوتے تھے وہ وارث سمجھے جاتے تھے جسکی وجہ سے یتیم بچوں کو میراث سے کچھ بھی نہ ملتا تھا، اُنکے بارہ میں یہ آیت اُتری جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ماں باپ اور دیگر قرابت والوں کے مال متروکہ میں سے مردوں یعنی بیٹوں کو خواہ وہ بچے ہوں یا جوان اُن کا حصہ ملے گا اور عورتوں یعنی بیٹیوں کو بھی بالغ ہوں یا نابالغ ماں باپ وغیرہ اقارب کے ترکہ میں سے اُن کا حصہ دیا جائیگا اور یہ حصے مقرر کئے ہوئے ہیں جن کا دینا ضروری ہے خواہ مال تھوڑا ہو یا بہت اس سے اہل جاہلیت کی رسم مذموم کا ابطال ہو گیا اور یتیموں وغیرہ کے حقوق کی حفاظت فرما کر اُن کی حق تلفی کو روک دیا۔ فائدہ اس آیت میں حق والوں کا حق اور اس کا تقرر اور تعین بالاجمال بتلایا گیا آیندہ رکوع میں وارثوں کے حصہ کی تفصیل آتی ہے۔ ف۵ یعنی تقسیم میراث کے وقت برادری اور کنبہ کے لوگ جمع ہوں تو جو رشتہ دار ایسے ہوں جن کو میراث میں حصہ نہیں پہنچتا یا جو یتیم اور محتاج ہوں اُن کو کچھ کھلا کر رخصت کرو یا کوئی چیز ترکہ میں سے حسب موقع اُن کو بھی دیدو کہ یہ سلوک کرنا مستحب ہے اور اگر مال میراث میں سے کھلانے یا کچھ دینے کا موقع نہ ہو مثلاً وہ یتیموں کا مال ہے اور میت نے وصیت بھی نہیں کی تو اُن لوگوں سے معقول بات کہہ کر رخصت کردو یعنی نرمی سے عذر کردو کہ یہ مال یتیموں کا ہے اور میت نے وصیت بھی نہیں کی اسلئے ہم مجبور ہیں۔ ابتدائے سورت میں بیان ہو چکا ہے کہ تمام قرابت والے درجہ بدرجہ سلوک اور مراعات کے مستحق ہیں اور یتامیٰ اور مساکین بھی اور جو قریب

بقیہ فوائد صفحہ ۱۰۰ یتیم یا مسکین بھی ہو تو اُس کی رعایت اور بھی زیادہ ہونی چاہیئے۔ اس لئے تقسیم میراث کے وقت اُن کو حتی الوسع کچھ نہ کچھ دینا چاہیئے، اگر کسی وجہ سے وارث نہ ہو تو حسن سلوک سے محروم نہ رہیں ۔ وٹ یہ ارشاد اصل میں تو یتیم کے ولی اور وصی کے لئے ہے درجہ بدرجہ اوروں کو بھی اس کا خیال رہے مطلب یہ ہے کہ اپنے مرنے کے بعد جیسا ہر کوئی اس بات سے ڈرتا ہے کہ میری اولاد کے ساتھ سختی اور بُرائی سے معاملہ کیا جائے ایسا ہی تم کو بھی چاہیئے کہ یتیم کے ساتھ وہ معاملہ کرو جو اپنے بعد اپنی اولاد کے ساتھ پسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو اور یتیموں سے سیدھی اور اچھی بات کہو، یعنی جس سے اُن کا دل نہ ٹوٹے اور اُن کا نقصان نہ ہو بلکہ اُن کی اصلاح ہو۔ ف آیات متعددہ سابقہ میں یتیموں کے مال کے متعلق مختلف طرح سے احتیاط کرنے کا حکم تھا اور اُن کے مال میں خیانت کو بڑا گناہ بتایا گیا ہے، اب اخیر میں مال یتیم میں خیانت کرنے پر وعید شدید بیان فرما کر اُس حکم کو خوب مؤکد کر دیا کہ جو کوئی یتیم کا مال بلا استحقاق کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہا ہے یعنی اس کھانے کا یہ انجام ہوگا اور جملہ اخیر میں اس کو ظاہر کر دیا گیا۔

مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ

حصّہ ہے برابر دو عورتوں کے ف۱ پھر اگر صرف عورتیں ہی ہوں دو سے زیادہ تو اُن کے لئے ہے

ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ

دو تہائی اس مال سے جو چھوڑ مرا، اور اگر ایک ہی ہو تو اسکے لئے آدھا ہے ف۲ اور میّت کے ماں باپ کو

لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ

ہر ایک کے لئے دونوں میں سے چھٹا حصّہ ہے اُس مال سے جو کہ چھوڑ مرا اگر میّت کے اولاد ہے ف۳

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ

اور اگر اُس کے اولاد نہیں اور وارث ہیں اُسکے ماں باپ تو اُس کی ماں کا ہے تہائی ف۴ پھر اگر

كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ

میّت کے کئی بھائی ہیں تو اس کی ماں کا ہے چھٹا حصّہ ف۵ بعد وصیت کے جو کر مرا

اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ

یا بعد ادائے قرض کے ف۶ تمہارے باپ اور بیٹے تم کو معلوم نہیں کون نفع پہنچائے تمکو زیادہ

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ

حصّہ مقرر کیا ہوا اللہ کا ہے بیشک اللہ خبردار ہے حکمت والا ف۷ اور تمہارا ہے آدھا مال

مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ

جو کہ چھوڑ مریں تمہاری عورتیں اگر نہ ہو اُن کے اولاد اور اگر اُن کے اولاد

وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ

ہے تو تمہارے واسطے چوتھائی ہے اس میں سے جو چھوڑ گئیں بعد وصیت کے جو کر گئیں

بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ

یا بعد قرض کے ف۸ اور عورتوں کے لئے چوتھائی مال ہے اُس میں سے جو چھوڑ مرو تم اگر نہ ہو تمہارے

وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ

اولاد اور اگر تمہارے اولاد ہے تو اُنکے لئے آٹھواں حصّہ ہے اُس میں سے کہ جو کچھ تم نے چھوڑا

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ اُوپر اقارب میّت کے وارث ہونے کا ذکر ہوا تھا اور اُن کے حصّوں کے تقرر اور تعین کی طرف اجمالی اشارہ فرما دیا تھا اب اقارب اور اُن کے حصّوں کی تفصیل بتلائی جاتی ہے اور اُس سے پہلے سے یتیموں کے حق میں تشدد اور تاکیدات کا ذکر چلا آرہا تھا جس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اقارب میّت میں اگر کوئی یتیم ہو تو اُس کا حصّہ دینے میں بہت ہی احتیاط اور اہتمام چاہیئے اہل عرب کی قدیم رسم کے موافق اُن کو میراث سے محروم کر دینا سخت ظلم اور بڑا گناہ ہے اب اقارب میں سب سے پہلے اولاد کے حصّہ کو بیان فرمایا کہ اگر کسی میّت کی اولاد بیٹا بیٹی دونوں ہوں تو اُن کی میراث دینے کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک بیٹا دو بیٹیوں کے برابر حصّہ پائیگا مثلاً اگر ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہوں تو نصف مال بیٹے کا اور نصف دونوں بیٹیوں کا ہوگا، اور اگر ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوگی تو دو ثلث بیٹے کا اور ایک ثلث بیٹی کا ہوگا۔

ف۲ یعنی اور اگر کسی میّت نے اولاد میں صرف عورتیں یعنی بیٹیاں ہی چھوڑیں بیٹا نہیں چھوڑا تو وہ اگر دو سے زیادہ ہوں تب بھی اُن کو دو تہائی ملیگا اور اگر صرف ایک ہی بیٹی چھوڑی تو اُس کو میّت کے ترکہ کا نصف ملیگا۔ جاننا چاہیئے کہ للذکر مثل حظ الانثیین کے ذیل میں معلوم ہو چکا ہے کہ ایک بیٹی کو ایک بیٹے کے ساتھ ایک ثلث ملیگا تو اُس سے معلوم ہوگیا کہ ایک بیٹی کو دوسری بیٹی کے ساتھ بطریق اولیٰ ایک ثلث ملیگا کیونکہ بیٹے کا حصّہ بیٹی سے زاید ہے تو جب بیٹے کی وجہ سے اس کا حصّہ ایک ثلث سے کم نہیں ہوا تو دوسری بیٹی کی وجہ سے کیسے گھٹ سکتا ہے سو دو بیٹیوں کا حکم چونکہ پہلی آیت سے معلوم ہو چکا تھا اسلئے اس آیت میں دو بیٹیوں سے زاید کا حکم بتلا دیا تاکہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ دو بیٹیوں کا حق جب ایک بیٹی سے زاید ہے تو شاید تین یا چار بیٹیوں کا حق دو بیٹیوں سے زاید ہوگا سو یہ بات ہرگز نہیں بلکہ بیٹیاں جب ایک سے زاید ہونگی دو ہوں یا دس اُن کو دو ثلث ملیگا۔ فائدہ اولاد کے وارث ہونے کی دو صورتیں آیت میں مذکور ہوئیں اول یہ کہ لڑکا اور لڑکی دونوں طرح کی اولاد ہو۔ دوسری یہ کہ صرف دختری اولاد ہو اسکی دو صورتیں ہیں ایک لڑکی ہو یا ایک سے زاید تو اب صرف ایک صورت باقی رہ گئی وہ یہ کہ صرف پسری اولاد ہو سو اس کا حکم یہ ہے کہ تمام میراث اس کو مل جائیگی خواہ ایک بیٹا ہو یا زاید۔

ف۳ اب ماں باپ کی میراث کی تین صورتیں بیان فرماتے ہیں صورت اوّل کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر میّت کی اولاد ہو بیٹا یا بیٹی تو میّت کے ماں باپ کو ترکہ میّت میں سے ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملیگا۔

ف۴ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر میّت کی اولاد کچھ نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی وارث ہوں تو اس کی ماں کو ایک ثلث ملیگا۔ یعنی باقی دو ثلث اسکے باپ کو ملینگے۔

ف۵ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر میّت کے ایک سے زیادہ بھائی بہن ہوں خواہ حقیقی ہوں یا صرف باپ یا صرف ماں میں شریک ہوں اور اولاد کچھ بھی نہیں تو اب اس کی ماں کو چھٹا حصّہ ملیگا یعنی باقی سب اُسکے باپ کو ملیگا، بھائی بہن کو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر صرف ایک بھائی یا ایک بہن ہوگی تو ماں کو ایک ثلث اور باپ کو دو ثلث ملیں گے جیسا کہ دوسری صورت مذکورہ بالا میں تھا۔ ف۶ یعنی جس قدر وارثوں کے حصے گذر چکے یہ سب میّت کی وصیت اور اس کے قرض کو جُدا کر لینے کے بعد وارثوں کو دیئے جائیں گے اور وارثوں کا مال وہی ہوگا جو مقدار وصیّت و قرض کے نکال لینے کے بعد باقی رہیگا اور نصف اور ثلث وغیرہ اسی کا مراد ہے نہ تمام مال کا۔ فائدہ میّت کا مال اوّل اسکے کفن اور دفن کو لگایا جائے جو اُس سے بچے وہ اُس کے قرض میں دیا جائے پھر جو باقی رہے اُس کو میّت کی وصیت میں ایک تہائی تک صرف کیا جائے اس کے بعد جو رہے وارثوں پر تقسیم کیا جائے۔ ف۷ اس آیت میں دو میراث بیان فرمائیں اولاد کی اور ماں باپ کی، اب فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ بات تم کو معلوم نہیں کہ کس سے تم کو نفع پہنچیگا اور کتنا نفع پہنچیگا اس لئے تم کو اس میں دخل نہ دینا چاہیئے جو کچھ کسی کا حصّہ حق تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے اسکی پابندی کرو کہ اُس کو تمام چیزوں کی خبر بھی ہے اور بڑا حکمت والا ہے۔ ۔ ۔ ف۸ اب زوجین کی میراث کو بیان فرمایا جاتا ہے کہ مرد کو اُس کی عورت کے مال میں سے آدھا مال ملیگا اگر عورت کے کچھ اولاد نہ ہو۔ اور اگر عورت کے اولاد ہے خواہ ایک ہی بیٹا یا بیٹی ہو اور اسی مرد سے ہو یا دوسرے مرد سے تو مرد کو عورت کے مال میں سے ایک چوتھائی مال ملیگا قرض اور وصیّت کے بعد۔

ف اور اسی طرح عورت کو اُسکے خاوند کے مال میں سے چوتھائی حصّہ ملیگا اگر مرد کی اولاد کچھ نہ ہو اور اگر مرد کے اولاد ہے خواہ اسی عورت سے یا دوسری عورت سے تو عورت کو آٹھواں حصہ ملیگا خاوند کے اُس مال میں سے جو وصیت اور قرض ادا کرنیکے بعد بچیگا مال کی ہر قسم میں سے نقد ہو یا جنس، سلاح ہو یا زیور حویلی ہو یا باغ، باقی رہا عورت کا مہر وہ میراث سے جُدا ہے وہ قرض میں داخل ہے۔ یہ کل دو صورتیں ہوئیں جیسا کہ مرد کی میراث میں یہی دو صورتیں تھیں۔ ف۲ یہاں سے اخیافی بھائی بہن کی میراث کا ذکر ہے جو کہ صرف ماں میں شریک ہوں سو جاننا چاہئے کہ باپ اور بیٹے کے ہوتے تو بھائی اور بہن کو کچھ نہیں پہنچتا ہاں اگر باپ اور بیٹا نہ ہوگا تو بھائی اور بہن کو میراث ملیگی۔ بھائی اور بہن تین طرح کے ہیں۔ سگے جو ماں باپ دونوں میں شریک ہوں جنکو عینی کہتے ہیں یا وہ سوتیلے جو صرف باپ میں شریک ہوں جن کو علاتی کہتے ہیں یا وہ سوتیلے جو صرف ماں میں شریک ہوں جن کو اخیافی کہتے ہیں، اس آیت میں قسم اخیر کا ذکر ہے چنانچہ متعدد صحابہ کی قرأۃ میں ولہٗ اخ او اخت کے بعد من الام کا کلمہ صریح موجود ہے اور اس پر سب کا اجماع ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس میّت کے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ماں باپ بیٹا بیٹی کچھ نہ ہو اور اس کے ایک بھائی یا ایک بہن اخیافی ہو تو اُن دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملیگا اور مرد اور عورت یعنی اخیافی بھائی اور بہن کا برابر حصّہ ہے کمی زیادتی نہیں باقی رہے دو قسم کے بھائی بہن یعنی عینی اور علاتی سو ان دونوں قسموں کا حکم مثل اولاد کے ہے بشرطیکہ میت کے باپ بیٹا کچھ نہ ہو۔ مقدم عینی ہے وہ نہ ہو تو پھر علاتی، اسی سورت کے اخیر میں ان دونوں کی میراث کا ذکر آئے گا۔ **فائدہ** جاننا چاہئے کہ کلالہ کی تفسیر جو یہ کی گئی کہ اُس کے باپ بیٹا نہ ہو یہ سب کو مسلم ہے مگر امام ابو حنیفہ دادی اور پوتی کی بھی نفی کرتے ہیں اور جو حکم باپ بیٹے کا ہے وہی دادی پوتی کا فرماتے ہیں، اور حضرات صحابہ کے وقت سے یہ اختلاف علماء میں چلا آتا ہے۔

مِّنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ تُوۡصُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَاِنۡ كَانَ رَجُلٌ

بعد وصیت کے جو تم کر مرو یا قرض کے ف۱ اور اگر وہ مرد کہ جس کی

يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امۡرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا

میراث ہے باپ بیٹا کچھ نہیں رکھتا یا عورت ہو ایسی ہی اور اس میت کے ایک بھائی ہے یا بہن ہے تو دونوں میں سے ہر ایک کا

السُّدُسُ ۚ فَاِنۡ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ

چھٹا حصّہ ہے ف۲ اور اگر زیادہ ہوں اس سے تو سب شریک ہیں ایک تہائی میں

مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ۙ غَيۡرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً

بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا قرض کے جب اوروں کا نقصان نہ کیا ہو ف۳ یہ حکم ہے

مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ؕ ﴿۱۲﴾ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ

اللہ کا اور اللہ ہے سب کچھ جاننے والا تحمل کرنیوالا ف۴ یہ حدیں باندھی ہوئی اللہ کی ہیں اور جو کوئی

يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ

حکم پر چلے اللہ کے اور رسول کے اسکو داخل کریگا جنتوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں

خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَ

ہمیشہ رہیں گے اُن میں اور یہی ہے بڑی مراد ملنی اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور

رَسُوۡلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوۡدَهٗ يُدۡخِلۡهُ نَارًا خَالِدًا فِيۡهَا ۖ وَلَهٗ

اُس کے رسول کی اور نکل جاوے اُس کی حدوں سے ڈالیگا اس کو آگ میں ہمیشہ رہیگا اُس میں اور اُس کے لئے

عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۱۴﴾ ع ۲ ۱۳ وَالّٰتِىۡ يَاۡتِيۡنَ الۡفَاحِشَةَ مِنۡ نِّسَآئِكُمۡ

ذلّت کا عذاب ہے ف۵ اور جو کوئی بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں سے

فَاسۡتَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِنَّ اَرۡبَعَةً مِّنۡكُمۡ ۚ فَاِنۡ شَهِدُوۡا فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ

تو گواہ لاؤ اُن پر چار مرد اپنوں میں سے پھر اگر وہ گواہی دیویں تو بند رکھو اُن عورتوں کو

فِى الۡبُيُوۡتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ يَجۡعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيۡلًا ﴿۱۵﴾

گھروں میں یہاں تک کہ اُٹھا لیوے اُن کو موت یا مقرر کر دے اللہ اُن کے لئے کوئی راہ ف۶

ف۳ یعنی اگر اخیافی بھائی یا بہن ایک سے زیادہ ہوں تو ان سب کو ایک تہائی مال میراث میں ملیگا اور پہلی صورت میں سُدس اور دوسری صورت میں ثلث جو دیا جائیگا تو وصیّت اور دین کے بعد جو باقی رہیگا اس کا سُدس اور ثلث دیا جائیگا اور وصیّت میراث پر مقدم جب ہوگی جب اوروں کو نقصان نہ پہنچایا ہو اور نقصان کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ تہائی مال سے زیادہ کی وصیت ہو، دوسری یہ کہ جس وارث کو میراث میں سے حصّہ ملیگا اس کیلئے کچھ وصیّت بھی کر جائے یہ دونوں صورتیں درست نہیں البتہ اگر سب وارث اس کو قبول کر لیں تو خیر ورنہ یہ وصیتیں مردود ہیں۔ **فائدہ** وارثوں سے چونکہ اندیشہ تھا کہ ترکہ میّت میں سے میّت کا دَین اور وصیت ادا نہ کریں بلکہ تمام مال آپ ہی رکھ لیں، اس لئے میراث کے ساتھ بار بار دین اور وصیّت کا حکم تاکیداً بیان کیا گیا اور وصیّت چونکہ تبرع اور احسان ہے اور بسا اوقات کوئی شخص معین اُس کا مستحق نہیں ہوتا اور اس وجہ سے اُس کے ضائع ہونیکا احتمال قوی تھا تو اس لئے بغرض اہتمام و احتیاط وصیّت کو ہر جگہ دَین سے پہلے ذکر فرمایا حالانکہ وصیّت کا درجہ دَین کے بعد ہے جیسا پہلے گذرا، نیز وصیّت حق مورث ہے جیسے تجہیز و تکفین بخلاف وراثت اور دین کے کہ وہ دوسروں کا حق ہے تو اس حیثیت سے وصیت دین سے مقدم ہوگی گو دوسری وجہ سے دین وصیّت پر مقدم ہے اور یہاں جو غیر مضار کی قید لگائی یہی قید مقامات سابقہ میں بھی معتبر ہوگی۔

ف۴ شروع رکوع سے یہاں تک جو میراثیں بیان فرمائیں وہ پانچ ہیں۔ بیٹا بیٹی اور ماں باپ اور زوج اور زوجہ اور اخیافی بھائی بہن ان پانچوں کو ذوی الفروض اور حصّہ دار کہتے ہیں، ان پانچوں میراث کو بیان فرما کر بطور تاکید فرما دیا کہ یہ حکم ہے اللہ کا اسکی تعمیل ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے کس نے اطاعت کی اور کس نے نافرمانی کی کس نے میراث و وصیّت و دین میں حق اور انصاف کے موافق کیا، کس نے بے انصافی کی اور ضرر پہنچایا باقی ظلم و بے انصافی کی سزا میں تاخیر ہونے سے کوئی دھوکہ نہ کھائے کیونکہ حق تعالیٰ کا حلم بھی بہت کامل ہے۔ **فائدہ** جاننا چاہئے کہ ذوی الفروض کے سوا کہ جن کا بیان اس رکوع میں گذرا ایک دوسری قسم کے وارث ہیں جن کو عصبہ کہتے ہیں اُنکے لئے کوئی حصّہ مثل نصف ثلث وغیرہ کے مقرر نہیں بلکہ ذوی الفروض سے جو فاضل ہوگا وہ انکو ملیگا مثلاً اگر کسی کے عصبہ ہو اور ذوی الفروض میں سے کوئی نہ ہو تو اس کا مال تمام عصبہ کو ملیگا اور جو دونوں ہوں تو ذوی الفروض کو دیکر جو مال بچیگا وہ عصبہ کو دیا جائیگا اور اگر کچھ نہ بچا تو عصبہ کو کچھ نہ ملیگا اور عصبہ اصل میں تو وہ ہے جو مرد ہو عورت نہو اور اسمیں اور میّت میں عورت کا واسطہ بھی نہ ہو اور اسکے چار درجے ہیں اول درجہ میں بیٹا اور پوتا ہے دوسرے درجہ میں باپ اور دادا تیسرے درجہ میں بھائی اور بھتیجا چوتھے درجہ میں چچا اور چچا کا بیٹا یا اسکا پوتا اگر کئی شخص ہوں تو جو میت سے قریب ہے وہ مقدم ہوگا جیسے پوتے سے بیٹا بھتیجے سے بھائی مقدم ہے پھر سوتیلے سے سگا مقدم ہے اور ان چاروں کے سوا اولاد میں اور بھائیوں میں مرد کے ساتھ عورت بھی عصبہ ہوتی ہے یعنی بیٹے کے ساتھ بیٹی اور بھائی کے ساتھ بہن بھی عصبہ ہوگی یہ عصبہ اصلی نہیں بلکہ غیر اصلی ہیں اور اولاد اور بھائیوں کے سوا عورت عصبہ نہ ہوگی مثلاً چچا کا بیٹا عصبہ ہے مگر اسکے ساتھ ہو کر چچا زاد بہن عصبہ نہیں ہو سکتی۔ **فائدہ** ان دونوں قسم مذکورہ بالا یعنی ذوی الفروض اور عصبہ کے سوا امام ابو حنیفہ کے نزدیک وارث کی تیسری قسم ذوی الارحام ہیں یعنی ایسے قرابت والے کہ اُن میں اور میّت میں عورت کا واسطہ ہو اور ذوی الفروض میں نہ ہو اور عصبہ بھی نہ ہو جیسے نواسہ اور نانا اور بھانجا اور ماموں اور خالہ اور پھوپھی اور انکی اولاد جب کسی میت کے ذوی الفروض اور عصبہ کوئی بھی نہ ہوگا تو اسکی میراث ذوی الارحام کو ملیگی تفصیل کتب فرائض میں مذکور ہے۔ ف۵ یعنی تمام

(باقی صفحہ ۱۰۳)

بقیہ فوائد صفحہ ۱۰۲ - احکام مذکورہ سابقہ متعلق حقوق یتامی اور وصیت اور میراث اللہ کے مقرر فرمودہ ضابطے اور قاعدے ہیں اور جو کوئی اطاعت کریگا احکام الٰہی کی جن میں حکم وصیت و میراث بھی داخل ہے اسکے لئے ہمیشہ کو جنت ہے اور جو کوئی نافرمانی کریگا اور حدود خداوندی سے بالکل خارج ہو جائیگا وہ ہمیشہ کو ذلت کے ساتھ عذاب جہنم میں گرفتار رہیگا۔ **ف۶** یتامی اور مواریث کو بیان فرما کر اب دیگر احکام متعلقہ اقارب کو بتلایا جاتا ہے پہلے عورتوں کے متعلق چند باتیں ارشاد ہوتی ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کی تادیب اور سیاست ضروری امر ہے اور اُن پر کسی قسم کی تعدی اور ظلم بھی نہ کیا جائے۔ اہل جاہلیت کے یہاں عورتوں کی بابت دونوں باتوں میں بہت بے اعتدالیاں ہوتی تھیں اور اس آیت میں تادیب کے متعلق حکم ہے کہ اگر کسی کی زوجہ کا مرتکب زنا ہونا معلوم ہو تو اُس کے لئے چار گواہ مسلمانوں میں سے عاقل بالغ آزاد قائم ہونے چاہئیں اگر چار آدمی گواہی دیں تو اس عورت کو گھر میں مقید رکھنا چاہئے گھر سے باہر جانا اور کسی سے ملنا انتظاماً بالکل روک دیا جائے یہاں تک کہ وہ عورت مرجائے یا اللہ تعالیٰ اسکے لئے کوئی حکم اور سزا مقرر فرمائے اس وقت تک زانیہ کے لئے کوئی حد مقرر نہیں فرمائی بلکہ اُس کا وعدہ کیا چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد سورۂ نور میں اُسکی حد نازل فرمادی کہ باکرہ کے لئے سو کوڑے اور ثیبہ کے واسطے سنگسار کرنا ہے۔ **فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱** یعنی دو شخص خواہ ایک مرد اور ایک عورت ہو خواہ دونوں مرد ہوں اگر فعل بد کریں تو انکی سزا مجملاً ایذا دینا ارشاد فرمایا زبان سے ہاتھ سے بقدر مناسب انکو تنبیہ و تادیب کرنیکا حکم ہوا۔

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا

اور جو دو مرد کریں تم میں سے وہی بدکاری تو اُن کو ایذا دو ف۱ پھر اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اپنی اصلاح کرلیں تو

عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ

اُن کا خیال چھوڑ دو بیشک اللہ توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے ف۲ توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور تو

لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ

انکی ہے جو کرتے ہیں برا کام جہالت سے پھر توبہ کرتے ہیں جلدی سے

فَاُولٰۗىِٕكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ

تو اُن کو اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے حکمت والا ف۳ اور ایسوں کی

التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓي اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ

توبہ نہیں جو کئے جاتے ہیں برے کام یہاں تک جب سامنے آجائے اُن میں سے کسی کی موت

قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـــٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَھُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا

تو کہنے لگا میں توبہ کرتا ہوں اب اور نہ ایسوں کی توبہ جو مرتے ہیں حالت کفر میں اُن کیلئے تو ہم نے تیار

لَھُمْ عَذَابًا اَلِــيْمًا ﴿۱۸﴾ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا

کیا ہے عذاب دردناک ف۴ اے ایمان والو حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے لو

النِّسَاۗءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْھُنَّ

عورتوں کو زبردستی اور نہ روکے رکھو اُن کو اس واسطے کہ لے لو اُن سے کچھ اپنا دیا ہوا

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ

مگر یہ کہ وہ کریں بے حیائی صریح ف۵ اور گذران کرو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح

فَاِنْ كَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَـيْـــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا

پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں تو شاید تم کو پسند نہ آوے ایک چیز اور اللہ نے رکھی ہو اُس میں بہت

كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ

خوبی ف۶ اور اگر بدلنا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت کو اور

اس سے معلوم ہوا کہ اُس وقت زنا اور لواطت دونوں کا یہی حکم تھا کہ حاکم اور قاضی کے نزدیک زجر و عبرت کے لئے جتنی سزا اور شتم و ضرب مناسب ہو، اتنی سزا دی جائے اسکے بعد حسب وعدہ حد زنا جب نازل ہوئی تو لواطت کے لئے کوئی جُدا حد بیان نہ فرمائی اس میں علما کا اختلاف رہا کہ لواطت کی بھی وہی حد ہے جو زنا کے لئے بیان ہوئی یا لواطت کی وہی سزا باقی رہی جو پہلے تھی یا اُسکی سزا تلوار سے قتل کرنا یا کسی دوسرے طریقہ سے مار ڈالنا ہے۔ **فائدہ** اس آیت کو بہت سے علماء نے زنا پر حمل کیا ہے اور بعض نے لواطت پر اور بعض نے دونوں کو شامل رکھا ہے۔

ف۲ یعنی اسکے بعد اگر وہ بدکاری سے توبہ کرلیں اور آیندہ کو اپنے اعمال کی درستی کرلیں تو اب اُنکے پیچھے مت پڑو اور زجر و ملامت سے ستانا چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنیوالا اور اُن پر مہربانی فرمانے والا ہے تم کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔

ف۳ یعنی توبہ تو بیشک ایسی چیز ہے کہ زنا اور لواطت جیسے سنگین جرم بھی اس سے اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے جیسا کہ آیت سابقہ سے مفہوم ہوا لیکن اُس کا بھی ضرور لحاظ رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فضل سے قبول توبہ کا ذمہ لے لیا ہے وہ اصل میں اُن لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے جو ناواقفیت اور نادانی سے کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کرلیتے ہیں مگر جب اپنی خرابی پر متنبہ اور مطلع ہوتے ہیں تو جبھی نادم ہوتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں سو ایسوں کی خطائیں اللہ ضرور معاف فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اسکو معلوم ہے کس نے نادانی سے گناہ کیا اور کس نے اخلاص سے توبہ کی، اور حکمت والا ہے جس توبہ کا قبول کرنا موافق حکمت ہوتا ہے اس کو قبول فرما لیتا ہے۔ **فائدہ** قید جہالت اور قید قریب سے معلوم ہو گیا کہ جو شخص گناہ تو کرے نادانی سے اور تنبیہ کے بعد توبہ کرلے جلدی سے تو بقاعدہ عدل و حکمت اُسکی توبہ مقبول ہونی ضرور ہے اور جس نے جان بوجھکر دیدہ و دانستہ اللہ کی نافرمانی پر جرأت کی یا اطلاع کے بعد اس نے توبہ میں تاخیر کی اور پہلی ہی حالت پر قائم رہا تو بقاعدۂ عدل و انصاف اُسکی خطا اصل میں معافی کے قابل نہیں اُس کا قبول کرلینا اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ ان دونوں کی توبہ کو بھی قبول کرلیتا ہے یہ اس کا احسان ہے مگر ذمہ داری صرف اول صورت میں ہے باقی میں نہیں۔

ف۴ یعنی اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برابر گناہ کئے جاتے ہیں اور باز نہیں آتے یہانتک کہ جب موت ہی نظر آگئی تو اس وقت کہنے لگا اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ اُنکی توبہ قبول ہو گی جو کفر پر مر گئے اور اُسکے بعد عذاب اُخروی کو دیکھکر توبہ کریں ایسے لوگوں کیواسطے عذاب شدید تیار ہے۔ جاننا چاہئے کہ یہ دونوں آیتیں جو دربارۂ قبول توبہ اور عدم قبول توبہ یہاں مذکور ہیں ہمنے جو انکا مطلب بیان کیا یہ بعض اکابر محققین کی تحقیق کے موافق ہے اور اسمیں یہ خوبی ہے کہ قید جہالت اور لفظ قریب دونوں اپنے ظاہری معنی پر قائم رہے اور علی اللہ کے معنی بھی سہولت سے بنگئے اور اس موقع پر قبول اور عدم قبول توبہ کے ذکر فرمانے سے جو مقصد ہے یعنی توبہ کیف ما اتفق مقبول نہیں اور توبہ کی چند صورتیں ہیں اور انکی مقبولیت میں باہم فرق ہے تاکہ کوئی توبہ کے اعتماد پر معاصی پر جری نہ ہو جائے۔ یہ مقصد بھی اس صورت میں خوب حاصل ہو جاتا ہے مگر مفسرین حضرات نے علی العموم جو ان آیتوں کا مطلب ارشاد فرمایا ہے تو قید جہالت کو احترازی اور شرطی نہیں لیتے بلکہ قید واقعی فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گناہ ہمیشہ جہل اور حماقت سے ہوتا ہے اور قریب کے معنی یہ لیتے ہیں کہ حضور موت سے پہلے جس قدر وقت ہے وہ قریب ہی ہے کیونکہ دنیا کی زندگی قلیل ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کا توبہ قبول فرمانے کا وعدہ اُن سے ہے کہ سفاہت اور عدم انجام بینی سے گناہ کرلیتے ہیں لو پھر موت کے آنے سے پہلے تائب ہو جاتے ہیں اور جو لوگ کہ موت کو مشاہدہ کر چکے اور نزع کی حالت کو پہنچ چکے یا جو لوگ کہ کفر پر مر چکے اُنکی توبہ ہرگز قبول نہ ہو گی۔ اس تقریر کے موافق توبہ کرنیوالوں کی وہ دو صورتیں ہیں بین جو تقریر اول میں مذکور ہوئیں شق اوّل یعنی قبول توبہ کے اندر شمار ہونگی۔ **فائدہ** جب موت کا یقین ہو چکے اور دوسرا عالم نظر آنے لگے تو اس وقت کی توبہ قبول نہیں اور عالم آخرت کے دیکھنے سے پہلے کی توبہ البتہ قبول ہوتی ہے اتنا فرق ہے کہ حسب تقریر اول صورت اول میں تو قبول توبہ بقاعدہ عدل و انصاف کے موافق ہے اور دوسری صورتوں میں قبول توبہ اُس کا محض فضل ہے کما مر۔ **ف۵** حسب بیان سابق عورتوں کی

بقیہ فوائد صفحہ ۱۰۳۔ بدافعالی کی بابت تادیب وسیاست کا حکم دے کر اب اہل جاہلیت کی اُس ظلم وتعدی کو روکا جاتا ہے جو تعدی عورتوں پر وہ طرح طرح سے کیا کرتے تھے سو منجملہ اُن صورتوں کے ایک صورت یہ ہوتی تھی کہ جب کوئی مرجاتا تو اس کی عورت کو میّت کا سوتیلا بیٹا یا بھائی یا اور کوئی وارث لے لیتا پھر چاہتا تو اُس سے نکاح کر لیتا یا بغیر نکاح ہی اپنے گھر میں رکھتا یا کسی دوسرے سے نکاح کر کے اُس کا مہر کل یا بعض لے لیتا یا ساری عمر اُس کو اپنی قید میں رکھتا اور اسکے مال کا وارث ہوتا اسکی بابت یہ آیت نازل ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی مرجائے تو اُس کی عورت اپنے نکاح کی مختار ہے میّت کے بھائی اور اسکے کسی وارث کو یہ اختیار نہیں کہ زبردستی اپنے نکاح میں لے لے نہ وہ عورت کو نکاح سے روک سکتے ہیں کہ وہ مجبور ہو کر خاوند کے ورثہ سے جو اُس کو ملا تھا کچھ پھیر دے ہاں اگر صریح بدچلنی کریں تو اُن کو روکنا چاہیے۔ **ف۶** یعنی عورتوں کے ساتھ گفتگو اور معاملات میں اخلاق اور سلوک سے معاملہ رکھو جاہلیت میں جیسا ذلت اور سختی کا برتاوا عورتوں کے ساتھ کیا جاتا تھا اُس کو چھوڑ دو پھر اگر تم کو کسی عورت کی کوئی خو اور عادت خوش نہ آئے تو صبر کرو شاید اُس میں کوئی خوبی بھی ہو اور ممکن ہے کہ تم کو ناپسندیدہ ہو کوئی چیز اور اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لئے کوئی بڑی منفعت دینی یا دنیوی رکھ دے سو تم کو تحمل کرنا چاہیئے اور بدخو کے ساتھ بدخوئی نہ چاہیئے۔ **فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱** اسلام سے پہلے یہ بھی ہوتا تھا کہ جب کوئی چاہتا کہ پہلی عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نکاح کرے تو پہلی عورت پر تہمت لگاتا اور مختلف طرح سے اُس پر زیادتی اور سختی کرتا کہ مجبور ہو کر مہر واپس کر دے اور نکاح جدید میں کام آئے یہ آیت اُسکی ممانعت میں نازل ہوئی کہ جب پہلی عورت کو چھوڑ کر دوسری کرو اور پہلی عورت کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اب اس میں سے کچھ بھی واپس مت لو، کیا تم بہتان باندھ کر اور صریح ظلم کر کے زوجۂ اولیٰ سے وہ مال لینا چاہتے ہو یہ ہرگز جائز نہیں۔

وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْــًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ

دے چکے ہو ایک کو بہت سا مال تو مت پھیر لو اُس میں سے کچھ کیا لیا چاہتے ہو اسکو

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى

ناحق اور صریح گناہ سے ف۱ اور کیونکر اُس کو لے سکتے ہو اور پہنچ چکا ہے

بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾ وَلَا تَنْكِحُوْا

تم میں کا ایک دوسرے تک اور لے چکیں وہ عورتیں تم سے عہد پختہ ف۲ اور نکاح میں نہ لاؤ

مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

جن عورتوں کو نکاح میں لائے تمہارے باپ مگر جو پہلے ہو چکا یہ

ع ۳ / ۸ / ۱۴

فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ ع حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ

بیحیائی ہے اور کام ہے غضب کا اور بُرا چلن ہے ف۳ حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری مائیں

وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ

اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بیٹیاں بھائی کی اور

الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ

بہن کی ف۴ اور جن ماؤں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں ف۵

وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ

اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور اُن کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جن کو جنا ہے تمہاری ان عورتوں نے

الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ؗ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؗ

جن سے تم نے صحبت کی اور اگر تم نے اُن سے صحبت نہیں کی تو تم پر کچھ گناہ نہیں اس نکاح میں

وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ

اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں اور یہ کہ اکٹھا کرو

الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾ لا

دو بہنوں کو مگر جو پہلے ہو چکا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۶

ف۲ یعنی جب مرد اور عورت نکاح کے بعد مل چکے اور صحبت کی نوبت آچکی تو اس کے معاوضہ میں تمام مہر دینا مرد پر واجب ہو چکا تو اب کس وجہ سے مرد اُس مہر کو واپس لے سکتا ہے اور درصورت مہر ادا نہ کرنے کے کیسے اُسکے مہر کو دبا سکتا ہے اب تو بجز اس کے کہ عورت ہی اپنی خوشی سے معاف کر بیٹھے کوئی صورت رستگاری کی نہیں ہو سکتی اور وہ عورتیں تو بہت مضبوط اور گاڑھا اقرار تم سے لے چکیں جسکی وجہ سے وہ تمہارے قبضہ اور تصرف میں آچکیں اور تم اُنسے پورے منتفع ہو چکے نہیں تو تم کو اُن پر تصرف کا کیا اختیار تھا۔ اب اسقدر تکمیل اور قبضۂ کامل اور تصرف تام کے بعد عورتوں کے مہر کو واپس لینا یا اُن کا مہر نہ دینا کیسے ہو سکتا ہے۔ **فائدہ** جاننا چاہئے کہ جیسا مجامعت کے بعد تمام مہر زوج کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے، ایسا ہی اگر مجامعت کی تو نوبت نہ آئے مگر خلوت صحیحہ ہو گئی تو بھی پورا مہر واجب الادا ہو گا، ہاں اگر خلوت صحیحہ کی بھی نوبت نہ آئی اور زوج نے طلاق دے دی تو پھر نصف مہر ادا کرنا ہو گا۔

ف۳ جاہلیت والے اپنی سوتیلی ماں اور بعض دیگر محرمات سے بھی نکاح کر لیتے تھے جس کا تذکرہ ابھی گذرا اُسکی ممانعت کیجاتی ہے کہ جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو اُن سے نکاح مت کرو یہ بےحیائی اور اللہ کے غضب اور نفرت کرنے کی بات ہے اور بہت بُرا طریقہ ہے زمانہ جاہلیت میں بھی سمجھدار لوگ اس کو مذموم سمجھتے تھے اور اس نکاح کو نکاح مقت اور اس نکاح سے جو اولاد ہوتی اسکو مقتی کہتے تھے سو ایسے نکاح جو ہو چکے ہو چکے آیندہ کو ہرگز ایسا نہ ہو۔ **فائدہ** باپ کی منکوحہ کا جو حکم ہے اسی حکم میں دادے اور نانے کی منکوحہ بھی داخل ہے کتنا ہی اُوپر کا دادا اور نانا کیوں نہ ہو۔

ف۴ سوتیلی ماں کی حرمت بیان فرما کر اب جن عورتوں سے نکاح جائز نہیں اُن سب کو بیان فرماتے ہیں وہ عورتیں چند قسم ہیں اول انکو بیان کیا جاتا ہے جو علاقہ نسب کی وجہ سے حرام ہیں اور وہ سات ہیں۔ ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی ان میں سے کسی کے ساتھ کسی کو نکاح کرنا جائز نہیں۔ **فائدہ** ماں کے حکم میں دادی، نانی اوپر تک کی سب داخل ہیں ایسے ہی بیٹی میں پوتی اور نواسی نیچے تک کی سب داخل ہیں اور بہن میں عینی اور علاتی اور اخیافی سب داخل ہیں اور پھوپھی میں باپ دادا اور اُوپر تک کی پشتوں کی بہن سگی ہو یا سوتیلی سب آگئیں اور خالہ میں ماں اور نانی اور نانی کی نانی سب کی بہن تینوں قسم کی داخل ہیں اور بھتیجی میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد اور اولاد الاولاد سب داخل ہیں اور بھانجی میں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد اور اولاد الاولاد داخل ہیں۔ **ف۵** محرمات نسبی کے بعد اب محرمات رضاعی کو بیان کیا جاتا ہے اور وہ دو ہیں، ماں اور بہن اور اس میں اشارہ ہے کہ ساتوں رشتے جو نسب میں بیان ہوئے، رضاعت میں بھی حرام ہیں، یعنی رضاعی بیٹی اور پھوپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی بھی حرام ہیں، چنانچہ حدیثوں میں یہ حکم موجود ہے۔ **ف۶** اب محرمات مصاہرۃ کا ذکر ہے یعنی علاقہ نکاح کی وجہ سے جن سے نکاح حرام ہوتا ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں اول وہ کہ ان سے ہمیشہ کے لئے نکاح ناجائز ہے اور وہ زوجہ کی ماں اور اس زوجہ کی بیٹی ہے جس زوجہ سے کہ تم نے صحبت کی ہو لیکن اگر صحبت سے پہلے کسی عورت کو طلاق دیدو تو اسکی بیٹی سے نکاح ہو سکتا ہے اور تمہارے بیٹوں کی عورتیں ہیں اور اس میں نیچے تک کے پوتوں اور نواسوں کی عورتیں داخل ہیں کہ اُن سے کبھی تمہارا نکاح درست نہیں ہو سکتا۔ دوسری قسم وہ ہے کہ اُن سے ہمیشہ کے لئے نکاح کی ممانعت نہ ہو بلکہ جب تک کوئی عورت تمہارے نکاح میں رہے اُس وقت تک اُس عورت کی اُن قرابت والی عورتوں سے نکاح کی ممانعت رہی جب اُس عورت کو طلاق دے دی یا وہ مرگئی تو اُن سے نکاح درست ہو جائیگا اور وہ زوجہ کی بہن ہے کہ زوجہ کی موجودگی میں تو اس سے نکاح نہیں ہو سکتا اور بعد میں درست ہے، اور یہی حکم ہے زوجہ کی پھوپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی کا۔ **فائدہ** یہ جو فرمایا کہ عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو کہ تمہاری پشت سے ہیں اس کا (باقی برصفحہ ۱۰۵)